

UNIVERSAL
LIBRARY

OU-234395

UNIVERSAL
LIBRARY

37

234395

37

234395

۱ ۹۱۳

ع-ع

غزوات نگار
پنہ ماہر دیکھ

عبدالحق دہلوی
آمل المطابع دہلی

۱۴۱۶

بفضل قادی و اجلاال ہندوستان کئی نامی عمارتوں کا حال

۹۸۳

۲۴ - ۲۷

۹۸۱

عربی

عربت کار

مؤلف

حاکسار عبدالحق دسلوی اکل المطابع دہلی میں چھاپا

۱۸۶۹

فہرست غیرت نگار

صفحہ	نام	صفحہ	نام	صفحہ	نام	صفحہ	نام
۱۹	بہشتیہ پیشینہ نامتہ	۱۲	باولی مہرولی	۷	امرتاہم		باب الف
"	ہوانی پنالا	۱۳	باولی نالا پور	۸	انار باولی	۱	ابابانی
"	ہوانی نگر کوٹ	۱۴	باولی نظام الدین اولیا	"	اناسگر	"	اچل ایشر
"	ہوتیسر	"	تجناہ رای تھورا	"	اندر	۲	اچل گڈہ
"	جی جی سر	۱۳	بدری نامتہ	۹	اندا محل	"	ادی ساگر
"	بیراتہ گڈہ	"	بھی منڈل	"	انگ تال	"	ادی پال
"	بیل گڈہ	"	بجج نامتہ	"	ایک کھمبانا لالہ	"	ادی تلی
۲۰	باب لبامی فلسی	۱۵	برہم جو من	"	باب الباء	۳	ادی نامتہ کبوتر
۲۰	پارتی طبرم	"	براندر بوباسیوا	"	بارہ پلہ	۴	ادی نامتہ انورا
"	پارتی کھورا ہو	"	براندر ساس ہو	۱۰	بارہ کھنبا	"	ادی نامتہ جھنڈا
"	پارسنا تہ	۱۶	براندر کھنچورام	"	باگھسوری پوری	۵	ارنی گرجا
۲۱	پارسی دادا	۱۷	براندر سیل	"	باولی بستی	"	اسلام گڈہ
"	پاگان مندر ہوا	"	بری اگری	"	باولی بوندی	۶	اکبر کا دیا
"	پاگڈا جادوی پور	"	بشیر نامتہ	۱۱	باولی دادا ہری	"	اکبری مسجد
۲۲	پانڈ گڈہ	"	بندھیانند	"	باولی درگاہ قطب	"	اسدی گلی
"	پادل گڈہ	۱۸	بندراج مندر	۱۳	باولی رتھاس	"	امام بارہ ابوجا
"	پہر یا مسجد	"	بنہال	"	باولی عادل جی	۷	امام بارہ صدف الدولہ
۲۲	پرانا قلعہ ادھین	"	بہیٹا مال	"	باولی گھنراج	"	اسبر
۲۳	پرانا قلعہ دہلی	"	بہاند سرجی	"	باولی لاڈلی	"	امر اسنہا

۲۵	جہولنا محل	۲۶	جامع مسجد چوچور	۲۹	تالاب کپولی	۲۴	پیرانا محل
۲۶	جیاستہیا	۲۷	جامع مسجد عالمگیر لاہور	۳۰	تالاب مان سرور	۲۵	پرمشوار حمادیو
۲۷	جیشہ کھمب	۲۸	جامع مسجد قنوج	۳۱	تبرجہ	۲۶	پرسرام اورا
۲۸	جین مارگ	۲۹	جامع مسجد کابجے	۳۲	ترک تشوار	۲۷	پرسرام سولی
۲۹	جینی مندر گویا	۳۰	جامع مسجد گویا	۳۳	ترکونہ تال	۲۸	پل پٹی گہاٹی
۳۰	جینون کا برانڈ	۳۱	جامع مسجد گہارا	۳۴	ترک ناہتہ	۲۹	پل جوچور
۳۱	جینون کا چوٹا منڈ	۳۲	جامع مسجد لاہور	۳۵	تعلق آباد	۳۰	پل شاہ دولہ
۳۲	باب حمیم فارسی	۳۳	جامع مسجد تہرا	۳۶	توریا	۳۱	پل شمالی نالا پور
۳۳	چارشار	۳۴	جامع مسجد کشور	۳۷	تینلی مندر	۳۲	پل ناگاتہانہ
۳۴	چاک گرد ہر گوند	۳۵	جگنا تہ او دیور	۳۸	تین تال	۳۳	پنج محلہ لکھنؤ
۳۵	چانڈ بادی	۳۶	جگنا تہ اوریہ	۳۹	تین تر پویہ	۳۴	پہاڑے جنگ
۳۶	چاڈری	۳۷	جگنا تہ اورا	۴۰	باب اتا ہندی	۳۵	سی انگوٹنگ
۳۷	چترج (قلعہ)	۳۸	جل مندر ستارا	۴۱	تادون تال مہی	۳۶	پیر چتر
۳۸	چترج (منڈ)	۳۹	جنتر مندر نارس	۴۲	باب لحمیم	۳۷	باب التار
۳۹	خارگدہ	۴۰	جنتر مندر ملی	۴۳	جامع مسجد احمد آباد	۳۸	تاج بادی
۴۰	خندو کرتال	۴۱	جو لادیوی	۴۴	جامع مسجد اکبر آباد	۳۹	تاج محل اکبر آباد
۴۱	چوکنڈی	۴۲	جو گمایا	۴۵	جامع مسجد اورنگ آباد	۴۰	تاج محل اورنگ آباد
۴۲	چونٹہ جوگنی	۴۳	جو ناگدہ	۴۶	جامع مسجد شاہ	۴۱	تارا گدہ
۴۳	چونٹہ کھمبا	۴۴	جوہر تالاب	۴۷	جامع مسجد پیاور	۴۲	تالاب حاجی مانگا
۴۴	چترئی اینگڑ تہا	۴۵	جہان نا	۴۸	جامع مسجد پانی پت	۴۳	تالاب زینکی
۴۵	چترئی جوڑت سنگ	۴۶	جہنا	۴۹	جامع مسجد شہ	۴۴	تالاب ساس بہو

چہتری سادجی	۵۰	دانت کی مسجد	۵۵	درگاہ شادریان	۶۱	دوار کا	۶۴	زینت المکارم	۶۳
چہل ستون الہ آباد	۵۱	در بار صاحب	۵۶	درگاہ شاہ بدلتا	۶۲	دہرائنگ	۶۵	باب اسین	۶۶
چہل ستون غازی پور	۵۱	درگا	۵۶	درگاہ شاہ ترگا	۶۲	دہک	۶۵	ساہی مند بردہ	۶۶
چوہاندر ساسی	۵۱	درگاہ امام شاہ	۵۶	درگاہ شمس تبریز	۶۲	دہوئی تال	۶۵	ست پلہ دہلی	۶۵
چوہاندر کجی رام	۵۱	درگاہ امام غسٹا	۵۶	درگاہ شیخ علی	۶۲	دیوان خاص	۶۹	ست پلہ نورآباد	۶۹
چوٹی اگری	۵۱	درگاہ امیر خسرو	۵۶	درگاہ شیخ شریف	۶۲	دیوان عام	۷۰	سجدہ محل	۷۰
چوٹی لائٹ فیروز شاہ	۵۲	درگاہ بابا بیسی لکھنؤ	۵۶	درگاہ شیخ صلاح الدین	۶۲	دیوان محل	۷۱	سدا	۷۱
چینی روضہ	۵۲	درگاہ باقر علی	۵۶	درگاہ شیخ ذوالفقار	۶۲	دیو سر	۷۱	سراے سرہند	۷۱
چینی گنبد	۵۳	درگاہ جبرائیل الدین	۵۶	درگاہ شیخ محمد علی بن کبیر	۶۳	دیوئی جگت بے	۷۱	سراے فرید خان	۷۱
چینی مسجد	۵۳	درگاہ بعلی شاہ	۵۶	درگاہ خدو پیر	۶۳	باب الہندی	۷۱	سراے نورآباد	۷۱
باب الحجا	۵۳	درگاہ بہا الدین	۵۸	درگاہ قاسم سلیمان	۶۳	ڈنہڑا بادلی	۷۱	سردا	۷۱
حرم گره	۵۳	درگاہ بہوشاہ	۵۸	درگاہ قطب شاہ	۶۳	باب اللہ ر	۷۱	سرد بادلی	۷۱
حوض خاص	۵۳	درگاہ خواجہ حسین	۵۸	درگاہ قطب حسنا	۶۳	راجوکی بائین	۷۱	سزائتہ	۷۱
حوض شاہ پوری	۵۳	درگاہ رکن الدین	۵۹	درگاہ نظام الدین	۶۳	راچنڈ کھو راہو	۷۱	سیرا	۷۱
حوض شمس	۵۳	درگاہ روشن چراغ دہلی	۵۹	درگاہ ولی اللہ شاہ	۶۵	رامیشور	۷۱	سیرام کما کوئم	۷۱
باب انجار	۵۳	درگاہ سادہ مسعود غار	۶۰	درگاہ یوسف قبال	۶۵	رائی تال دچھیتی	۷۱	سکیا توبا	۷۱
خاص محل	۵۳	درگاہ سید حسین	۶۰	دروازہ خدیری	۶۶	رشب دیو	۷۱	سستہ پنا	۷۱
خاصین تہجا	۵۳	درگاہ سید حسین	۶۱	دھواڑہ علائی	۶۶	زنگ محل قنوج	۷۱	سلیم گٹھ	۷۱
غیر المنازل	۵۳	درگاہ سید زین الدین	۶۱	دھری مسجد	۶۶	باب المراد	۷۱	سادہ ہڈا پیر	۷۱
باب الدال	۵۵	درگاہ سید علی شیرزی	۶۱	دوتال	۶۶	زنانی مسجد	۷۱	سبھا	۷۱
دال	۵۵	درگاہ سید محمود	۶۱	دوانی	۶۶	زنجیری مسجد	۷۱	سنہری مسجد	۷۱

سنہری سید	۸۱	شہر نیا امرتسر	۹۳	غار بابا	۹۳	قصر المساجد	۹۸	قلعہ پور بندہ	۱۰۵
سنگ گڑھ پانگڑہ	۸۲	شہر پناہ بجا پور	۹۴	غار بادامی	۹۴	فورٹ جارج	۹۹	قلعہ ٹال نیر	-
سورت ساگر	۸۳	شہر پناہ بجا نگر	۹۵	غار بادامار	-	لہٹ ولیم	-	قلعہ تھانیسر	-
سورت کا دغہ	۸۴	شہر پناہ بیکانیر	۹۶	غار باگھا	-	باب القاف	-	قلعہ جیلر	-
سورج کنڈ اتیک	۸۵	شہر پناہ جلیمر	۹۷	غار برسہا	-	قبر سرد گویہ سلطان	-	قلعہ چکن	۱۰۶
سورج کنڈ گویا	۸۶	شہر پناہ جیدرا با	۹۸	غار پاشن	۹۵	قبر کبیر جولاہہ	۱۰۰	قلعہ چمبانیر	-
سورج کنڈ گیا	۸۷	شہر پناہ دہبائی	۹۹	غار پنا لا داری	-	قبر محمد شاہ	-	قلعہ چندن	-
سورج کنڈ گھنوں	۸۸	شہر پناہ شاہ جہا آباد	۱۰۰	غار کلیشوار	-	قبر نور شاہ	-	قلعہ جیدرا باد	-
سورج کنڈ تیرتہ	۸۹	شہر پناہ آلا پور	۱۰۱	غار خیر	۹۶	قبر شیشلیچ	-	قلعہ دولت آباد	-
سوم ناتھ	۹۰	شہر مندر	-	غار چانن	-	قدم رسول	-	قلعہ راہی گھاٹ	۱۰۷
سیتارام جی	۹۱	شیر نڈل	۹۱	غار دہمنار	-	قدم شریف	-	قلعہ رائے پھورا	-
سیتا کنڈ	۹۲	شیر پونا	-	غار کرنی	۹۷	قصر نیرستون	۱۰۱	قلعہ رہتاس	-
سینا بادی	۹۳	باب العین	-	غار کینری	-	قلعہ احمد آباد	-	قلعہ ستارا	-
باب الشین	۹۴	عرب سہ	-	غار گویا بار	-	قلعہ احمد نگر	-	قلعہ سر سہند	۱۰۸
شاہ احمدہ	۹۵	عید گاہ اگرہ	-	غار ناگاتانی	-	قلعہ اکبر آباد	۱۰۲	قلعہ سوار نادر گم	-
شاہ جہانی مندر	۹۶	عید گاہ ٹٹہ	۹۲	غار محمد	-	قلعہ الہ آباد	-	قلعہ سورت	-
شاہ مردان	۹۷	عید گاہ دہلی	-	غار منت پزیر	-	قلعہ برہمن آباد	-	قلعہ شاہ جہان آباد	-
شکار ناگ	۹۸	باب العین	-	غار ناسک	۹۸	قلعہ بنگام	۱۰۳	قلعہ عادل آباد	۱۰۹
شہر پناہ امیر	۹۹	غار پوری بٹی	-	غریب ناتھ	-	قلعہ بیٹی	-	قلعہ کھیرلا	-
شہر پناہ احمد آباد	۱۰۰	غار پوری لٹ	۹۳	باب انصار	-	قلعہ بجا پور	-	قلعہ کنڈیا اکیرا	۱۰۴
شہر پناہ امونگر	۱۰۱	غار انکالی تھالی	-	فتح گڑھ	-	قلعہ بیکانیر	-	قلعہ گویا بار	-

۱۱۰	کئی گہاٹی	۱۱۶	کیلاش	۱۲۰	گہاٹ ہردوار	۱۲۶	لال ننگلہ
۱۱۱	کدازناہہ	۱۱۶	باب گاف	۱۲۱	گہوڑی کی قبر	۱۳۲	لال دروازہ
۱۱۲	کردیشور	۱۱۶	گد ہدار	۱۲۲	گہیسوار دیوی	۱۳۳	لال کوٹ
۱۱۳	کرشنا دوار کا	۱۱۶	گر جاگھر	۱۲۳	باب اللام	۱۳۴	لوماس شی
۱۱۴	کرناچ پار	۱۱۶	گردکاتال	۱۲۴	لاٹھ الہ آباد	۱۳۵	لوہی کی لاٹھ
۱۱۵	کرن سندر	۱۱۶	گرہ کانجر	۱۲۵	لاٹھ بکورد	۱۳۶	باب المہم
۱۱۶	کلیان ساگر	۱۱۶	گرہ کانگرہ	۱۲۶	لاٹھ بہار	۱۳۷	ماتا دیوی
۱۱۷	کلیان کوٹ	۱۱۶	گبندگی	۱۲۷	لاٹھ ہساری	۱۳۸	ماگر دیچ
۱۱۸	کنٹھ لوط	۱۱۶	گبند گنج بخش	۱۲۸	لاٹھ ہیم سین	۱۳۹	مان گننی گنڈ
۱۱۹	کنڈیا مہادیو	۱۱۶	گپتی دانی	۱۲۹	لاٹھ دیوٹ	۱۴۰	مان سندر
۱۲۰	کنڈنر	۱۱۸	گنڈہن ساگر	۱۳۰	لاٹھ سنکیا	۱۴۱	مایا دیوی
۱۲۱	کنڈوانا تیرتہ	۱۱۸	گنگا دوارہ	۱۳۱	لاٹھ کوٹھی	۱۴۲	سبارک منزل
۱۲۲	کنکریا تالاب	۱۱۸	گنگو تالاب	۱۳۲	لاٹھ کوبھی	۱۴۳	مجر جہان آرا گم
۱۲۳	کوٹھہ صینی خان	۱۱۹	گو انپیا	۱۳۳	لاٹھ کہانو	۱۴۴	مجر شاہ عالم شاہ
۱۲۴	کوٹھہ فیروز شاہ	۱۱۹	گوپی کا کہویا	۱۳۴	لاٹھ گوالیار	۱۴۵	مجر محمد شاد
۱۲۵	کوٹھہ شور	۱۱۹	گو جری بادی	۱۳۵	لاٹھ لویا راج	۱۴۶	مجر مزار جہانگیر
۱۲۶	کوشک انور	۱۲۰	گو جری محل	۱۳۶	لاٹھ ناوندگرہ	۱۴۷	محل بہولی ہساری
۱۲۷	کوشک شکار	۱۲۰	گورکھ کا کہویا	۱۳۷	لاٹھ پیادہ	۱۴۸	محل بونڈی
۱۲۸	کوشک لال	۱۲۰	گورکھ ناہہ	۱۳۸	لاٹھ منومان	۱۴۹	محل جیل ادی پور
۱۲۹	کوکا پور ناہہ	۱۲۰	گول گہر	۱۳۹	لال بنگ	۱۵۰	محل راجہ پرل
۱۳۰	کیرت ساگر	۱۲۰	گہاٹ بندس	۱۴۰	لال بچ	۱۵۱	محل رام باغ

محل رتاس	۱۳۶	مسجد سرهندي	مسجد هايون	۱۳۶۰	مقبره ركن الدين	۱۵۱	مقبره غياث الدين	۱۵۵
محل ستارا	۱۳۷	مسجد سلطان تغيب	مقبره ابراهيم شاه	۱۳۶۱	مقبره روشن ابراهيم	۱۵۲	مقبره غياث الدين تغلوش شاه	۱۵۶
محل كوكني	۱۳۸	مسجد شمالي كهنود	مقبره احمد شاه	۱۳۶۲	مقبره سراج الدين	۱۵۳	مقبره فيروز خان	۱۵۷
محل مرشد اباد	۱۳۹	مسجد صفا	مقبره صفحان	۱۳۶۳	مقبره سعدي خان	۱۵۴	مقبره فيروز شاه	۱۵۸
مخدوم كنڌ مباري	۱۴۰	مسجد مغرول بيگ	مقبره اعتماد الدوله	۱۳۶۴	مقبره سلطان بيلول	۱۵۵	مقبره ننگر خان	۱۵۹
درسيه شيخ چلي	۱۴۱	مسجد فچوري	مقبره فضل خان	۱۳۶۵	مقبره سلطان سكندر	۱۵۶	مقبره محمد شاه	۱۶۰
دن ساكر	۱۴۲	مسجد كالوسرا	مقبره ابر	۱۳۶۶	مقبره سيد خان	۱۵۷	مقبره محمد شاه پاجوري	۱۶۱
مرتنگ هاديو	۱۴۳	مسجد كهركي	مقبره تمش	۱۳۶۷	مقبره سيد عبا	۱۵۸	مقبره محمد غوث	۱۶۲
مسجد بشير	۱۴۴	مسجد ادرنگير	مقبره ادرنگير	۱۳۶۸	مقبره شاه محمد	۱۵۹	مقبره محمد مصوم	۱۶۳
مسجد بي بي	۱۴۵	مسجد گنج بخش	مقبره بهو بيگم	۱۳۶۹	مقبره شاه عبدالغني ^{دوبوي} محمد	۱۶۰	مقبره محمود شاه بيگرا	۱۶۴
مسجد بيگم پور	۱۴۶	مسجد حافظ خان	مقبره ايمن اباد	۱۳۷۰	مقبره شاه محمود	۱۶۱	مقبره مزين جان	۱۶۵
مسجد پزانقده	۱۴۷	مسجد محمد مصوم	مقبره پهلوان	۱۳۷۱	مقبره شيخ فريد	۱۶۲	مقبره مزار اعلي	۱۶۶
مسجد خواجه خضر	۱۴۸	مسجد نمشان	مقبره پيرندي	۱۳۷۲	مقبره شير شاه	۱۶۳	مقبره مزار عيسي	۱۶۷
مسجد درگاه نظام الدين	۱۴۹	مسجد مستمندان	مقبره تان سين	۱۳۷۳	مقبره صفيديگ	۱۶۴	مقبره مزار غاري	۱۶۸
مسجد دروازه بهتا	۱۵۰	مسجد سوتي باغ	مقبره تگه خان	۱۳۷۴	مقبره صلابت خان	۱۶۵	مقبره سمر الدين	۱۶۹
مسجد دسترخوان	۱۵۱	مسجد موته	مقبره جام نندا	۱۳۷۵	مقبره صلابت خان	۱۶۶	مقبره مغللاني بي بي	۱۷۰
مسجد دهره	۱۵۲	مسجد نولانا جالي	مقبره خان خان	۱۳۷۶	مقبره علاء الدين	۱۶۷	مقبره ملك التجار	۱۷۱
مسجد راني روپاد تي	۱۵۳	مسجد نور اباد	مقبره خواجه خان	۱۳۷۷	مقبره علي عادل شاه	۱۶۸	مقبره ملك بابا	۱۷۲
مسجد راني سپرا	۱۵۴	مسجد درویش پور	مقبره دريا خان	۱۳۷۸	مقبره غاري	۱۶۹	مقبره مير سيران	۱۷۳
مسجد رنگين	۱۵۵	مسجد درویش الدوله	مقبره راني روپاد تي	۱۳۷۹	مقبره غاري الدين خان	۱۷۰	مقبره نجف خان	۱۷۴
مسجد ابدان قصبي	۱۵۶	مسجد مقبره مخدوم خان	مقبره راني سپرا	۱۳۸۰	مقبره غلام شاه	۱۷۱	مقبره نور الدين جهانگير	۱۷۵

۱۶۷	دایا کاکوبا	۱۶۱	۱۶۹	مندر چندراتی	۱۶۱	مقبره نور جهان بیگم
۱۶۶	داجرا گده	۱۶۱	۱۶۸	مندر دودی	۱۶۱	مقبره هایون
۱۶۵	داوا و ابولی	۱۶۱	۱۶۷	مندر دوم	۱۶۱	مقبره پو شنگ مور
۱۶۴	داشسته منی	۱۶۱	۱۶۶	مندر سادری	۱۶۱	مکان حضرت عباس
۱۶۳	داو کیشوار	۱۶۱	۱۶۵	مندر سرشمیم	۱۶۱	مکه مسجد
۱۶۲	دتهویا	۱۶۱	۱۶۴	مندر کشندوبا	۱۶۱	مکه مسجد
۱۶۱	دجی ساگر	۱۶۱	۱۶۳	مندر کوهلوی	۱۶۱	ملک میدان
۱۶۰	دو داتی کاکوبا	۱۶۱	۱۶۲	مندر کوشمی	۱۶۱	موریل خیرل کیشمه
۱۵۹	درانزین	۱۶۱	۱۶۱	مندر کهنندی	۱۶۱	موریل دیو د اختر لونی
۱۵۸	وزانا	۱۶۱	۱۶۰	مندر ساندو	۱۶۱	موریل سراج کوشندن
۱۵۷	دسواترا	۱۶۱	۱۵۹	مندر مهارادو	۱۶۱	موریل سر لادو کورنوس
۱۵۶	دسواناتمه	۱۶۱	۱۵۸	مندر کاشمی	۱۶۱	موریل ل کاپور
۱۵۵	دکر ماندر	۱۶۱	۱۵۷	مندر سواکامرا	۱۶۱	مندر کالیان
۱۵۴	دشنویچاگر	۱۶۱	۱۵۶	مندر محل آتھی سنگه	۱۶۱	مندر بارولی
۱۵۳	دشنوپد	۱۶۱	۱۵۵	مندر مسجد تنی	۱۶۱	مندر بهراوا
۱۵۲	باب الهاء	۱۶۱	۱۵۴	موتی مسجد جمیر	۱۶۱	مندر پرت سیلا
۱۵۱	هرن ینار	۱۶۱	۱۵۳	موتی مسجد گره	۱۶۱	مندر تنجر
۱۵۰	هرن ینار	۱۶۱	۱۵۲	موتی مسجد هلی	۱۶۱	مندر جویتا
۱۴۹	هست گده	۱۶۱	۱۵۱	موتی مسجد قطب	۱۶۱	مندر جوریکا
۱۴۸	هندو داوا	۱۶۱	۱۵۰	موتی مسجد گره	۱۶۱	مندر جوری
۱۴۷	هیرا محل	۱۶۱	۱۴۹	موتی مسجد گره	۱۶۱	مندر جینی پونا
۱۴۶	تنت باخیر	۱۶۱	۱۴۸	موتی مسجد گره	۱۶۱	مندر جینی پونا

کہ اس صورت کو شاہ محمود دیگر نے توڑا تھا

آج کل گدہ اصل میں چل کی سنی پہاڑ کے ہیں اور گدہ قلعہ کو کہتے ہیں یہ ویران قلعہ راجستان میں
آج پر واقع ہے اور مرے صاحب نے اسکو ابو گدہ ہی لکھا ہے اسکے دروازہ پر جسکو ہومان کا
دروازہ کہتے ہیں بہت خوبصورت دو برجیاں کھڑی ہیں اسکے اندر ایک اور قلعہ جسکے دروازہ کا
نام چپاٹل ہے مع محل رانی او کہا منڈل کے جو کنڈر ہو گیا ہے موجود ہے اسکو کہہ پورا نام اسکا نام میں بنوایا
ادی ساگر روہیلکھنڈ میں قلعہ چتر سے تھوڑی دور جا شمال گندہن ساگر کے قریب یہ تالاب
ایک سوچاس بیگہ بنتے ہے ارکی اولاجیکل سروے انڈیا رپورٹ سے واضح ہے کاسکو راجداری
نے اٹھارہ سو تر سال کا عرصہ ہوا جب بنوایا تھا

ادی تل یہ عمارت جین بھی پال کی پوجا ہوتی ہے راجستان میں ابو کے پہاڑ پر مان انگنی کنڈ کے
شرقی کنارہ مانا کے قریب واقع ہے ہمیں سنگ مر مر سفید کی صورت پانچ فٹ بلند رکھی ہے
مزیر شڈیک میں لکھا ہے کہ اس مندر کو برما خاندان کے ایک نے بنوایا تھا
ادی تی یہ مندر پنجاب میں تھانسر سے تھوڑی دور امین گانومین مع سیریانے کنڈ کے واقع ہے
ارکی اولاجیکل سروے انڈیا رپورٹ سے ظاہر ہے کہ ہندون کا یہ عقاد ہے کہ سر بائیچے
نے ادھی تی کے ہاں اس جگہ بنیم لیا تھا اور اسی سبب یہاں ادھی تی رانی کی پوجا ہوتی ہے یہ پرانی عمارت
چندان عمدہ نہیں گرد و نواح کی عورتیں جسکے اولاد ہیں ہوتی اس مندر میں اگر ہر اتوار کو چڑھاوے
چڑھاتے ہیں اور کنڈ میں نہاتی ہیں

ادی تی کنڈ کے
ایک بیابان میں

آدیکوٹ روہیلکھنڈ میں دریائے رام گنگا اور گنگھان کے بیچ میں ہے اس قلعہ کو چتر اور رام گنگر
کہتے ہیں ابتدا میں نچالائے روہیلکھنڈ کا دار الخلافہ تھا تھینا دوسو برس کا عرصہ ہوا کہ نواب علی محمد خان
نے اسکی مرمت کرائی تھی پہر ہی سکی دیوار میں بہت سے نقص باقی ہیں کل دور اس شہر قلعہ کا اڈیس
چار سو فٹ یعنی ساڑھے تین میل سے کیس قدر زیادہ ہے غربی دیوار پانچ ہزار چھ سو فٹ اور شمالی
چھ ہزار چار سو فٹ اور بہت بڑی دیوار جو جانب جنوب مشرق ہے ڈسٹ ہزار چار سو فٹ لمبی ہے

اسکے برج جو اٹھائیس فٹ سے پچیس فٹ تک بلند میں شمار میں پچیس فٹ میں سے پہلے پانچون کے وقت کے اور اکثر بعد یعنی دو سو برس کے بنے ہوئے ہیں فیل کا آثار نیچے سے چودہ فٹ اوپر دروازے کے درمیان سے جانب جنوب مشرق سب سے بڑا دروازہ مسلمانوں کے وقت کا بنا ہوا اس قلعہ کے اندر اور باہر بہت مندروں کے ٹیلے جو علامت تک قائم تھے میں ٹھٹ سے ہزار فٹ تک قطر کے مین ادی ساگر اور گندھن ساگر اسکے قریب واقع ہے اس قلعہ کو بموجب بیان آرکی اولاجیکل سروے انڈیا رپورٹ کے راجہ ادی نے بنوایا تھا جسکو ایک ہزار اٹھ سو ستر برس ہوئے

ادی ناتھ کو یہ نہایت بیش قیمت اور رفیع شان سنگ مرمر سفید کی عمارت جہستان میں آج کے پہاڑ پر مندر و مالا شا مشہور ہے دور دور سے خلقت اسکی جاترا کے لئے آتی ہے اور اس عمارت کو دیکھ کر تعجب ہوتی ہے اسکے بیچ میں بہت دلکش صحن ایک سوائی صحن سے نوے فٹ مربع سے اسکے چاروں طرف نہایت عمدہ کوٹھریاں بنائی ہیں جن میں ترہنکر پارس ناتھ کی قد آدم مورتیں رکھی ہیں کوٹھریوں کے آگے بڑے بڑے دوہرے دالان سنگ مرمر سفید کے ستونوں کے بنے ہوئے ہیں ستون اور مرغوعوں پر کار کندہ اتنا خوبصورت و خوشنما ہے کہ اسکی تعریف نہیں ہو سکتی اس میں سوائے فرش کے کوئی جگہ کندہ کاری اور جلا سازی سے خالی نہیں چوڑی ستونوں میں عجیب عجیب مورتیں کہو دی ہیں صحن کے وسط میں نہایت عمدہ پاگوڈا بنا کر اسکے اندر بڑی مورت رکھی ہے اسکے سامنے دالانوں میں جو ہشت پہلو درجہ بلند دار ہے وہی اہل مکان اور اس مندر کی زینت و کاسمان ہے اسکے دائیں بائیں دو اور چوڑے چوڑے صحن جھکے باعث دالانوں میں روشنی اور موافقت ہے بہت معقول بنائے ہیں اوپر سے یہ بے نظیر عمارت بالکل سادی اور اندر زعفران نقاشی کی ہے کہ کوئی جگہ بہت کی گلکاری سے خالی نہیں دیور ہی میں اٹھائیس ستون کندہ کار ہیں دروازہ کے سامنے ایک اور مربع عمارت جس میں ستون ہیں اسی مندر کے متعلق ہے ان میں نو مورتیں مورتوں کی چار چار فٹ نہایت ہی عمدہ بنے ہوئے ہیں ہر ایک مورت بے جوڑ صرف ایک ایک پتھر سے تراشی ہے اور ہر مورت پر ایک فیلبان اور چوڑی میں ایک ایسی شہہ ٹھہلا یا ہے یہاں کھڑے ہونے سے یہ معلوم ہوتا ہے

حجرت
نورانی
میں
مورت
نورانی
میں
مورت

کہ یہ سواری مندر کو جاتی ہے اگر کوئی ہتہاؤ سنگتراش انگلستان کا اس جگہ کی کارستانی کو دیکھے
 تو یقین ہے کہ بہت تعجب اور تعجب ہو جاوے اسی ناتھ کے پچھلے مندر میں دس مورتیں
 ہاتھوں کی اور کھڑی ہیں لیکن اون کے سیرنگار دہن فرگسن صاحب رقمطراز ہیں کہ ان پر واپس پالا اور
 تیا پالا کی مورتیں مع اون کی بیسوں اور پھون کے سوا ہتھن جو راجا لکھنوت کر لیکیا اس نایاب عمارت کو
 والا شا ایکٹ جرنے پندرہ کروڑ روپہ خرچ کر کے سمٹ مطابق ۱۸۳۷ء میں تعمیر کرایا تھا اور بالعموم سیکلو
 پیڈیا میں معتبر کتاب سے لکھا ہے کہ اسکی تعمیر میں چودہ سال تک مدد جاری تھی ۔
 اسی ناتھ الورا الورا علاقہ دکن میں جہاں شیار پھار تو تھا کر کے بناے ہیں ان مندر کیلا
 شمال کو مندر جگن ناتھ کے دروازہ کے قریب یہ چوٹا اور خوش وضع مندر بہت مضبوط چھٹا
 تو تھا کر کے نوٹ چہ چہ بلند بنایا ہے اسکی چہت چار چوہل ستونوں پر قائم ہے ستونوں پر
 شیرون کے سر کندہ ہیں اور سامنے اسی ناتھ کی صورت جو چار فٹ تین انچہ کی ہے نشیمن میں
 بیٹھی اس مندر کمال دروازہ اس نشین تک جہاں اسی ناتھ کی صورت ہے پتالیس فٹ چار انچہ اور عرض
 اٹھائیس فٹ ہے اسکے اندر روشنی اور ہوا بخوبی آتی ہے جگن ناتھ کی صورت جہاں گود میں ہاتھ
 دیئے بیٹھی ہے اسکے دائیں طرف دو مورتیں بھی اور وہی کی اور بائیں طرف دو مورتیں سدہ اور
 بدہ کی کندہ ہیں پہلے جو جہاں رنگت کی ہوئی تھی وہ اب بہت خراب ہو گئی ہے بلکہ کہیں کہیں صرف
 نشان باقی رہ گئے ہیں اس مندر کو اونگت عالمگیر نے ویران کیا چنانچہ جان سیلینز ونڈرز اور الورا
 سے واضح ہے کہ عالمگیر کا ارادہ اس مندر کو توپ کے ذریعہ سے بالکل نیت و نابود کرنے کا تھا اور
 سورتوں کو ٹوڑ ڈالا اور پوچار یون کو مار ڈالا یہاں تک کہ ہمیں ایک گاہے ہی فوج کروائی تاکہ آئینہ
 کوئی ہندو اس جگہ پر تیش نہ کرے اس مندر کی تعمیر ۱۷۷۷ء میں ہوئی تھی
 اڈھائی یا ڈھائی دن کا جو پورا دہلی سے دوسو تیس میل گوشہ جنوب مغرب کو شہر اجیمیر میں
 پہلے اے جے سیر کہتے تھے یہ مالیشاں مسجد ڈھائی دن لینے ساٹھ گھنٹے کی لوٹ سے بنائی گئی
 تھی اسی جگہ اسکور پورٹ آر کی اولاجیل سر واد یا میں اڈھائی دن کا جو پورا لکھا ہے اسکو

عالمگیر کا
 مندر
 اجیمیر

سلطان قطب الدین محمد غوری کے سپہ سالار نے بنوایا تھا اس میں کل تہہ ہندون کی تعمیرات کا لگاؤ
اور جس جگہ یہ مسجد واقع ہے پہلے وہاں مندر تھا یہ مسجد اب اکثر جگہ سے ٹسکتے ہو گئی ہے
مگر ایسی مسامر نہیں ہوئی ہے کہ جیسی سہلی کی مسجد قوت الاسلام بالکل ٹوٹ گئی ہے کہ جہلی شکل ہی
مشکل سے تیز کجاتی ہے یہ دونوں مسجدیں ایک ہی زمانہ یعنی ۱۷۰۰ء میں تعمیر ہوئی ہیں بلکہ انکی
ہیت کدائی سے معلوم ہوتا ہے کہ شاید ایک ہی مسمار نے بنایا ہے اس مسجد کے دو دروازے
شرق وید اور جنوب وید ہیں اور چاروں کونوں پر سنگن برج محراب دارخین عمدہ سنگ سرخ کی جالیان ہیں
نہایت خوبصورت بنے ہوئے ہیں غربی ضلع اس عمارت کا بہت کم خراب ہوا ہے اسکے اندر
نودوشمن اور باہر سات در محراب دار ہیں سچ کی بڑی محراب پر دو سینار کھونڈار دین میں قش قش کے
اوپر سے ٹسکتے ہو گئے ہیں اسی محراب کے اندر جو بہت بڑا دالان وسیع و دلکش ہے اوسکا طول
دوسواڑسٹائیس فٹ اور عرض چالیس فٹ ہے یہ دالان اور دن کی نسبت بہت مضبوط لداو کا بنا ہوا ہے
اس میں ستونوں کی پانچ قطاریں ہیں اور باقی تینوں دالانوں میں صحن کے گرد چار قطاریں ہیں اس مسجد میں کل
تین سو چالیس ستون ہیں اور یہ تمام عمدہ ستون ہندون کے تاجانوں کے ہیں صحن اسکا دو سو فٹ سے ایک سو
بچتر فٹ مربع ہے اور رواق غربی دالان کی جو تمام کندہ کار ہے اس میں جگہ جگہ ایات قرانی نسخ اور خط
میں کھدی ہوئی ہیں پھلی دیوار کا آثار گیارہ فٹ اور وہ چھپن فٹ بلند ہے باہر کے رخ سے اسکی بہت
سج بروج دو سو اٹھ فٹ لمبی ہے باوجود اس قدر پرانے ہونے کے اب بھی یہ مسجد دور دور اپنا جواب
تہین رکھتی پورٹ آرکی اولاجیکل سروانڈیا نے سکشف ہے کہ تیس چالیس مندر اور تاجانے توڑ کر یہ مسجد
ارشی گرجا کلتہ کے چنیا بازار میں یہ گرجا گھر ایک عمدہ عمارت ہے اور اسکا گنبد بھی بہت بڑا ہے
اسکو لوگ عجائبات سے جانتے ہیں آرائش محفل میں لکھا ہے کہ اس گرجا کو اغانظیر سردار انہی نے
۱۷۰۰ء میں بنوایا تھا درحقیقت اسکی عمارت بہت عمدہ ہے

اسلام گدہ اس قلعہ کو بائیلونز ٹوران راجستان میں نوٹہ رہی لکھا ہے یہ قلعہ راجستان
جیلیر سے تھوڑی دور بہت مضبوط اور نچہ تعمیر کیا گیا ہے اندر سے دو سو فٹ مربع ہے

اور دیوار تیس فٹ سے پچاس فٹ تک بلند ہے لیکن آسین زینبی ہے نہ خندق بروج کے باعش
اسکی دیوار دو چوڑی صورت معلوم ہوتی ہے دروازہ اس قلعہ کا بہت بڑا اور خوش قطع گوشہ شمال شرق
میں بنا ہوا ہے

الکبر کا دیباہ سنگ مرمر کی بہت خوبصورت اور پرانی برجی شکل مینار چور گدہ کے قریب پہاڑ کے
نیچے بنی ہوئی ہے یہ عمارت نیچے سے بارہ فٹ مربع اونچتیس فٹ بلند ہے اسکے اندر اونچے
شیرسیان مین وہاں سے دور دور کی سیر نظر آتی ہے تمام تہر نہایت عمدہ لگا ہوا ہے اور اونچتیس فٹ
کام کیا ہوا ہے فرسنگ صاحب قنطرہ مین کہ ۶۱۵ء میں جب الکبر کا لشکر اس جگہ پر تھا تو رات کے وقت
اس برجی کے اوپر چراغ روشن کر دیتے تھے تاکہ کوئی آدمی لشکر کا راستہ نہ ہونے لے اس وقت سے
اس برجی کا نام کبر کا دیباہ اور کبر کا چراغ مشہور ہو گیا ہے

الکبری مسجد اگرہ کے کناری بازار میں یہ سنگ سخن کی مسجد واقع ہے اسکے ستون مربع مین چوراسی فٹ
چہل پنچہ لمبی اور پچیس فٹ چوڑی ہے اوپر لدا اور نیچے دکانین مین عوام کو الکبر کی بنائی ہوئی کتبہ مین
اس مین کوئی کتبہ نہیں ہے ارکی اولاجیکل سروے انڈیا رپورٹ سے ثابت ہے کہ تہوار عرصہ
جب ایک تحصیلدار نے اس مسجد کی مرمت کرائی تھی

اللہ کی گلی علاقہ بوندی لکنڈ شہر مہوبہ کے درمیان یہ لاٹھ پٹاپاک مربع سوراخ کے اندر کھڑی ہے
اسکی بلندی سوانو فٹ اور قطر تین پنچہ ہے یہ ذرا ہلانے سے سلجاتی ہے لڑکے جو یہاں کھیلتے مین
اسکو اکثر ہلاتے رہتے مین خبر لکنیکم صاحب رقم فرماتے مین کہ اس لاٹھہ کے
ہٹنے کے سبب مہوبہ کے لڑکے اللہ کے کہلنے کی گلی اور بعض اللہ کی لاٹھہ مشہور کرتے مین

اسپر کتبہ ہونے سے یہ مین معلوم ہوتا کہ کہنے بنائی اور کس کام کے لئے کس مین مین بنی
امام بارہ ابوطالب یہ امام بارہ گنہ مین حضرت عباس کے مکان سے جانب مغرب ہے
اور سب امام ہارون سے پہلے کا ہے اسکا مرتبہ اور امام ہارون سے کم نہیں تصور کیا جاتا۔

آرائش محفل مین لکھا ہے کہ نواب صفدر جنگ کے عہد مین مرزا ابوطالب نے بنایا ہے اس حساب سے

اسکی تعمیر کو ایک پونیس برس ہوئے

امام بارہ صف الدولہ کھنویں میں اس عمارت کو شہداء سحری میں نواب آصف الدولہ نے تعمیر کرایا اسکا دالان وسیع اور دلنظر تعمیر کیا گیا ہے وسط میں قبر اور نیچے سردخانہ ہے اور ایک جانب چوٹی سی مسجد جسکی برجیاں دور دور سے نظر آتی ہیں اسکی خوشنمائی میں کچھ شک نہیں ہے

میں جب نواب آصف الدولہ نے وفات پائی تو اسی لاجواب امام بارہ میں دفن کئے گئے

اب اس قلعہ کو امیر اور ڈنڈہوار کہا ہے پہلے یہ قلعہ جے پور کا دار الحکومت تھا راجہ سینگہ سوامی کے زمانہ سے خالی پڑا ہے اسکی دیوار نہایت پائدار ہے اور قلعہ قلعہ رتاس سے کچھ کم پڑا نہیں ہے

صاحب آرائش محفل کا بیان ہے کہ اس قلعہ میں پرانے دھننے اور قید خانے ہیں

امر سنہا بدہ کیا علاقبہار میں پیل کے درخت کے قریب جہان تباد میں موجب رپورٹ آرکی

اوجیکل سروے انڈیا کے راجاشوکا عرف پیاہاسی کا بنوایا ہوا ایک چھوٹا سا مندر تھا وہاں پلند

اور بڑی عمارت جس میں جگہ جگہ بیشمار مورتیں کندہ ہیں بنام امر سنہا مشہور ہے بڑی مورت اس مندر کی

اب نذر ہے صرف اسکا ہتھان تیرہ فٹ دو انچ لمبا اور پانچ فٹ لہذا انچہ چوڑا چار فٹ نصف انچہ

کی بلندی سے موجود ہے راجاشوکا کے مندر میں جو پہلے اس جگہ قائم تھا بدہ کی مورت تھی

اسکے بعد غلب ہے کہ اس میں جہادیو کا لنگ چنانچہ سروے رپورٹ انڈیا سے صاف ظاہر ہے کہ اس

مند کو امر سنہا ایک بن نے سنہ ۱۸۰۰ میں اس جہ سے بنوایا تھا کہ اسکو خواب میں جہادیو جی نے جگہ

خندرجوانے کی ہدایت کی تھی

امر ناٹھیر تبت میں یہ ایک مشہور فار ہے جب چاند اور سورج ایک مقام سے خروج کرتے

ہیں تو اس غار میں ایک ٹکڑا برف کا پیدا ہوجاتا ہے اور جب تک چاند بڑھتا ہے یعنی صبح ہوتی ہے

تو یہ ٹکڑا برف کا بڑھتا جاتا ہے اور جب چاند گھٹتا ہے یعنی صبح ہوتی ہے تو یہ برف کا ٹکڑا ہی

گھٹتا جاتا ہے پھر برفی کورٹ صاحب کہتے ہیں کہ یہاں کے ہندو اس برف کے ٹکڑے کو

جہادیو جانتے ہیں اور فار سے حاصلے پر کھڑے ہو کر دعائیں مانگتے ہیں اور ماہتا کرتے ہیں

دور دور سے خلقت یہاں جا تر کو آتی ہے

انار باولی یہ بادی گوالیار کے قلعہ میں لکھن اور ہتیا دروازوں کے درمیان ہے اور مرت ہو سکے
خوبصورت ہو گئی ہے اسکی شیر یہاں اتنے تک پن رپوٹ آر کی اولاجیکل سروے انڈیا سے
منکشف ہے کہ یہ بادی مدت سے اسب پڑی ہی ہو گئی ہے ہرے تہڑا ہی عرصہ ہوا

اناساگریہ تالاب اجیر میں راجپیل دیو کے بڑے تالاب کے قریب دریائے لونی کے پانی سے
بہا رہتا ہے اس جگہ کے پانی کی بڑی کیفیت نظر آتی ہے آر کی اولاجیکل سروے انڈیا پور
میں لکھا ہے کہ یہ تالاب بہت مدت کا بنا ہوا ہے

اندر یہ بے نظیر مندر اور علاقہ دکن میں کیلاس مندر سے جانب شمال اندر کی پوجا کے واسطے
پہاڑ کا ٹکڑا بنایا ہے جو کہ اسکی عمارت میں کوئی نقص نہیں معلوم ہوا اس وجہ سے یہ عمارت کیلاس سے
دویم درجے کی معلوم ہوتی ہے اسکے اندر تین طرف دوسرے والان وسیع اور دلکش بنے ہوئے
میں صحن چوالیس فٹ چہ انچہ چوڑا ہے اوسکے وسط میں ایک چوٹا پاگوڈا مندر کیلاس کی صورت
نبا ہوا ہے سر ابا اس مندر کا نسبت کے کام سے نظر فریب ہے خوش ترکیبی اور جلا سازی سے
ستونوں پر اور ہی زینت فریب ہے بائیں طرف گوڈے کے ایک لاٹھہ کیلاس کی لاٹھوں سے
پانچ فٹ نوا انچہ کم نبی ہوئی ہے یہاں کے پوجاریوں کا بیان ہے کہ پاگوڈے کے دائیں جانب ہی
ایک لاٹھہ ہی مگر کسی نشان اور علامت کے نہونے سے یہ بیان صحیح نہیں معلوم ہوا جان سلیر مندر زراف اور
سے ظاہر ہے کہ پہلے اس لاٹھہ پر چو پاگوڈے سے جانب چپ نبی ہوئی ہے ایک صورت ہی
وہ اوزنگ زرب عالمگیر کے وقت میں ٹوڑی گئی یہ پاگوڈا اٹھارہ فٹ ایک انچہ مربع اور سینائیس فٹ
چار انچہ اونچا نہایت خوشنما ہے ہمیں دو مور تین انما در اندر انی کی بڑی میں اندر کی صورت اراوتی لینے
ماتی پر سوار ہے اور اندر انی پچہ گو دین ٹیے شیر پر شبی ہے یہاں سے جانب شمال ایک سنگیاسن پر
چند مور تین چندرمان اور سوج نراین وغیرہ کی شبی اور کھڑی ہیں اور دوسری طرف راجہ سیکا کی غنٹا
نبی ہوئی ہے اور جگہ جگہ طرح طرح کی بیشمار مور تین کبتہ ہین پاگوڈے کا برج جسکی کرسی

اس قدر بلند ہے کہ دس ہیرمیان چڑھ کر اندر جاتے ہیں اور بہت بلند کندہ کاراٹھتے تو نون پر
 قائم ہے گرو کے دالانوں کی بلندی فترس صحن سے سقف نزل کی تک چالیس فٹ ہو کار یگر ان میں سے
 اس مندر کو اوپر سے نیچے تک اس خوبصورتی اور عمدگی کے ساتھ بنا ما ہے کہ اس عمارت کے کھنچ
 اب تک آنکے ثنا خوان میں اسکو بنے ہوئے نو سو برس کے کب قدر زیادہ مدت گزری اس مندر
 میں سے بچنا تہ کے مندر کو یہی رہتا ہے ۔

اسند محل یہ چوٹی مندر عمارت بیجا پور کے قلعہ میں دہوئی محل اور سجدہ محل کے قریب واقع ہے
 اور بنام حرم مشہور ہے اسکی ہر نزل میں گرد غلام گردش اور سچ میں ایک ایک بڑا مکان ہے
 غلام گردشوں میں جہاں پہلے زری کے بانا تے پڑے پڑے رہتے تھے چوٹی چوٹی نہایت
 خوبصورت معلوم ہوتی ہیں ہر نزل تک انڈیا سے منکشف ہے کہ اس مکان میں بیگمات ہی نہیں
 اور اسی سبب سے اسکو حرم کہتے ہیں اسکی قیمت بہت دہوئی محل اور سجدہ محل کے بہت ہی اچھی ہے ۔
 انگ تال یہ مال راجہ اتاب پال نور نے اپنے عہد حکومت یعنی ۱۷۷۳ء بکرماجیت مطابق ۱۱۷۷ھ
 میں بنوایا تھا دہلی سے گیارہ میل قطب صاحب کی مینار سے پادیل گوشہ شمال مغرب میں واقع ہے او
 اب صرف ایک گڑھا ایک سو اتر فٹ سے ایک سو پچیس فٹ جگہ عمق چالیس فٹ ہے باقی گلیا ہے
 آثار الصنادید وغیرہ سے ظاہر ہے کہ یہ تالاب سلاطین کا عہد تک قائم تھا کیونکہ سلطان علاء الدین
 سجد قوۃ الاسلام کا دوسرا مینار بنانے کے لئے اسی تالاب کا پانی بذریعہ ایک چوٹی نالی کے
 لیکیا تھا کہ جسکے نشان وہاں اب تک باقی ہیں ۔

ایک کہیا تالاب یہ تالاب قلعہ کو ایار میں کٹورا تالاب کے شمال رخ ایک کہیا مشہور ہے اسکا
 دو سو فٹ اور عرض ۲۰ فٹ ہے اسکے تین طرف مکان میں اور وسط میں ایک لاٹھہ بلا تخریر بنی ہوئی
 ہے رپوٹ آر کی اولاجیل سروے انڈیا میں لکھا ہے کہ یہ تالاب بہت پرانا ہے ۔

باب الباء

بارہ پلہ شہر بھان آباد سے چار میل جنوب کی طرف جو نالہ ہا سپر اس نختہ پل کی بارہ محل میں ہونے

یہ تالاب اس کے
 قریب عمارت ہے
 سب کو تالاب
 اور نالہ کو تالاب
 کے اور سجدہ محل
 کے قریب ہے
 بنوایا کیونکہ
 کیونکہ اس
 کی طرف ہے
 تالاب ہے

لوگ بارہ پلہ کہتے ہیں ہارکوٹ ہند بک میں لکھا ہے کہ اسکو افاغمبران ایک خواجہ سہرا نے
 شائع میں بنوایا ہے اور مولوی سید احمد خان صاحب کہتے ہیں کہ اسکے کتبہ میں جاگیر
 بادشاہ کی تعریف لکھی ہے یہ عمارت جاگیر کے عہد کی بنی ہوئی ہے
 بارہ کھمبہ سنگ سرخ کا مقبرہ اگرہ سے ۸ میل کا کارول جو ایک جگہ ہے اوس سے پاوریل کے
 فاصلہ پر واقع ہے اور بارہ ستونوں کے سبب اسکو بارہ کھمبہ کہتے ہیں اسکے اوپر ایک برج اور اندر
 چار قبریں ہیں یہاں اسکی خوبصورتی عجائبات میں بھی جاتی ہے کتبہ ہونے سے پہلے کہتا کہ یہ مقبرہ
 کب بنا اور کسے بنوایا ہے ۔

باگپسواری مولوی علاقہ بہار میں گیا سے ۴۱ میل کٹر کھار گاؤں کے شمال مشرقی گوشہ پر خشتی عمارت
 مندر باگپسواری دیوی کے نام سے مشہور ہے اس میں ڈرگا کی مورت قد آدم ہے اس کے
 اٹھ ہاتھ ہیں اور باگپسواری کی مورت جسکی اس مندر میں پوجا ہوتی ہے وہ بچہ گودین لئے شیر پر
 سوار ہے اس مورت کے چار ہاتھ ہیں آرکی اولاجیکل سروے انڈیا رپورٹ سے وضع ہے کہ
 یہ مورتیں ہزار برس کی ہیں اس مندر میں چند کتبے کندہ ہیں ۔

باولی بستی شاہجہان آباد سے جزیب کی جانب جہان حضرت نظام الدین اولیا کی درگاہ ہے
 یہ باولی سح ایک مسجد اور مقبرہ کے واقع ہے اکثر شاخص اسکو بستی باولی کہتے ہیں اس کے اندر کے
 مکانات اور سنگ سرخ کا چھوٹا سا مقبرہ خوشنما بنا ہوا ہے امار العناوید میں لکھا ہے کہ اس
 عمارت کو بستی نامی ایک خواجہ سہرا نے شائع میں بنوایا تھا اور بعد وفات وہ اسی مقبرہ میں مدفون ہوا
 باولی بونڈی بونڈی جو جہتستان میں مشہور ریاست ہے ذہان کل عمارتوں سے عمدہ اور زیبا
 خوش وضع یہ باولی ہے اسکے دو درجے ہیں ایک کویں کی صورت مدور چسپرتین طرف آب کشی کے
 لئے چرخیان ہیں ستر فٹ گہرا ہے اور دوسرا جہان شیریان ہیں تیس فٹ مربع بنایا ہے یہ باولی
 ایسی عمدہ قطع کی ہے کہ اسکے برابر یہاں تو کیا کہیں اور یہی دوسری باولی نہوگی شیریان اسکی بہت خوشنما
 پانی کے اندر تک موجود ہیں اور ایک سوتیرہ پانی کے باہر نظرانی میں ہر ایک شیریں چہ انہ سے زیلو

قسمت سینما پتلی باولی

شاخ رائل سینما ریڈیو لکٹ

چار شنبہ تا جمعہ

۱۱ تا ۱۳ دسمبر

معجزہ دولت

قط چہارم باغیچہ امیرین کا مک

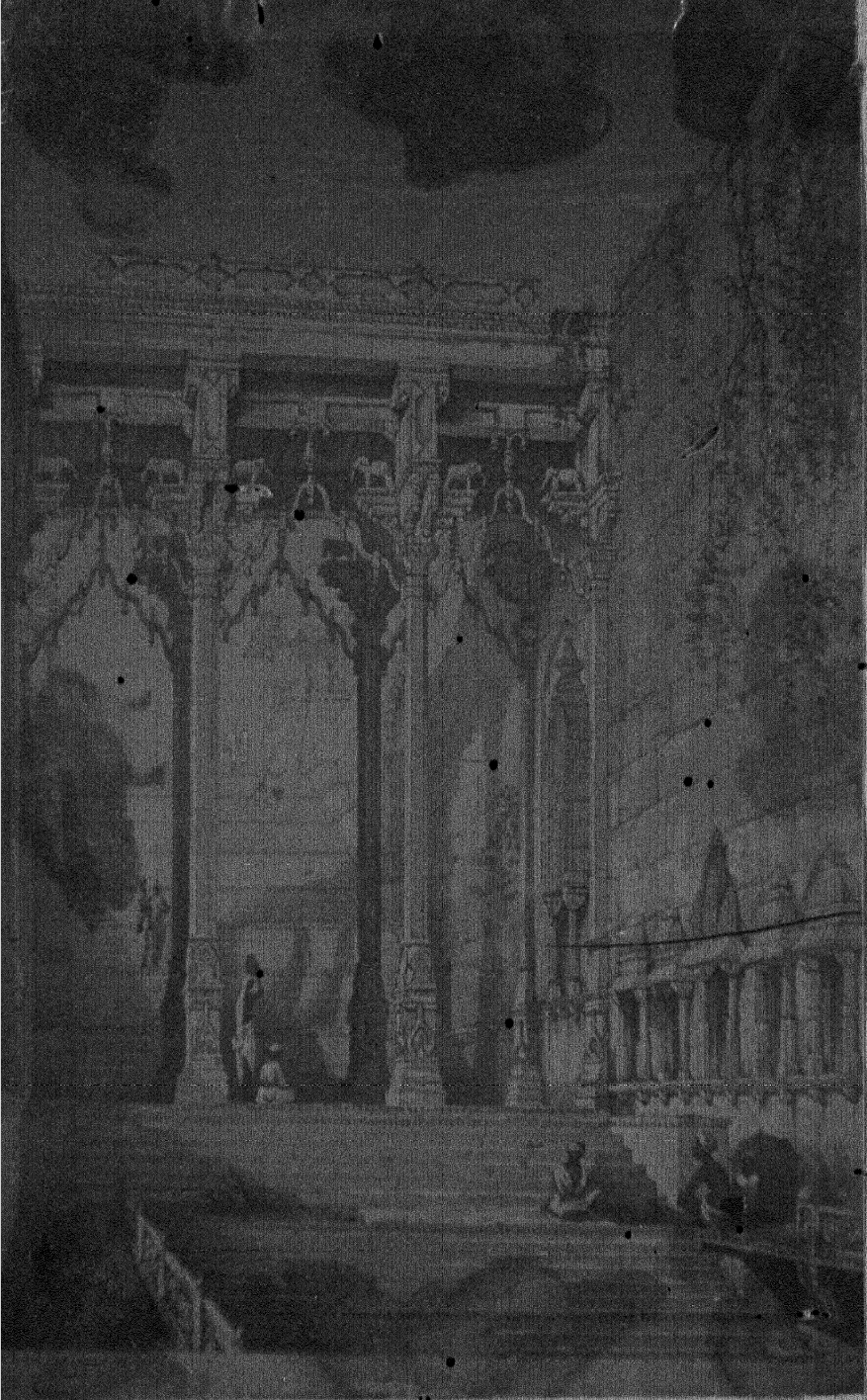
دنیا کے جدید کالاجواب میٹرل جنہیں شہرہ خوف اکثر

ولیم ڈکنسن نے کام کیا ہے

معجزہ شایقین غالباً اب تو ولیم ڈکنسن کے نام سے ناواقف تو ہونگے یہ وہ مقبول
جاننا اکثر ہے جس نے تمام عالم کو اپنے عمیر العقول کو تہوں سے شکر کر دیا ہے اور اس کا
ساتھ عالم سینما کی وہ ہوش ودلیہ اکثرس (ایڈیٹ جاسن) نے دیا ہے جو اپنے
سے پبلک کے دلوں کو موہ کر دیگی اس میٹرل میں دولت کے حال کرنے کیلئے جن
و کالیف سے دوچار ہونا پڑا ہے مثلاً اونچے اور نرفناک پہاڑوں پر دشمنوں سے
مقابلہ برقیاتی فضاؤں اور وسیع میدانوں میں گردش پیل کی دہشت انگیز براد
اور ساتھ ہی ساتھ حسن و عشق کا افسانہ صرف ملاحظہ سے تعلق رکھتا ہے۔ فقط

شرح تکٹ - ۱ - ۲ - ۳ - ۴ - ۵ - ۶ - ۷ - ۸ - ۹ - ۱۰ - ۱۱ - ۱۲ - ۱۳ - ۱۴ - ۱۵ - ۱۶ - ۱۷ - ۱۸ - ۱۹ - ۲۰ - ۲۱ - ۲۲ - ۲۳ - ۲۴ - ۲۵ - ۲۶ - ۲۷ - ۲۸ - ۲۹ - ۳۰ - ۳۱ - ۳۲ - ۳۳ - ۳۴ - ۳۵ - ۳۶ - ۳۷ - ۳۸ - ۳۹ - ۴۰ - ۴۱ - ۴۲ - ۴۳ - ۴۴ - ۴۵ - ۴۶ - ۴۷ - ۴۸ - ۴۹ - ۵۰ - ۵۱ - ۵۲ - ۵۳ - ۵۴ - ۵۵ - ۵۶ - ۵۷ - ۵۸ - ۵۹ - ۶۰ - ۶۱ - ۶۲ - ۶۳ - ۶۴ - ۶۵ - ۶۶ - ۶۷ - ۶۸ - ۶۹ - ۷۰ - ۷۱ - ۷۲ - ۷۳ - ۷۴ - ۷۵ - ۷۶ - ۷۷ - ۷۸ - ۷۹ - ۸۰ - ۸۱ - ۸۲ - ۸۳ - ۸۴ - ۸۵ - ۸۶ - ۸۷ - ۸۸ - ۸۹ - ۹۰ - ۹۱ - ۹۲ - ۹۳ - ۹۴ - ۹۵ - ۹۶ - ۹۷ - ۹۸ - ۹۹ - ۱۰۰

نوٹ - تصویر میں لٹے بیٹیاں لانا دگر فساد کو زائوش کا ہی کرنا سخت منجہ بہہ بہت خوفناک
ہندی باغیچہ تک رہا ہر مٹے جائیں گے نمبر کو اختیار ہوگا کہ مشتہ آویں گے انہیں



بادلی گومبزی

بہت تیراک موجود ہوتے ہیں اور باولی میں کوڈر اپنے ہزارو تماشے دکھاتے ہیں اس باولی کو راجہ اتگ پال ٹانی نے عرصہ تخمیناً ہزار برس کا ہوا جب بڑا ہوا تھا اکثر اسکو مینا بادی کی باولی اور بعضے گندک کی باولی کہتے ہیں ۛ

باولی نالا پور یہ باولی جیکا قطر ستائیس فٹ ہے گویا دسے پچاس میل گوشہ غرب جنوب میں شہر نالا پور سے تھوڑی دور چٹھہ کہمب کے قریب واقع ہے ایمین میں طرف دالان مع متونوں کے بہت خوبصورت اور دکشا بناے ہیں اور ایک طرف پانی کے اندر تک شیر بیان میں آر کی اولا چکل سرور انڈیا ر قطر زمین کہ یہ بادی بنوائی ہوئی تھا انا خاندان کے لیکٹ جہ کی ہے اس نے سن ۱۶۷۱ بکرا جیت مطابق سن ۱۰۸۱ ھ میں بنوائی تھی ۛ

باولی نظام الدین اولیا یہ بہت روشن اور دلغزا باولی جو حضرت نظام الدین اولیا نے اپنی حیات ۱۰۸۱ ھ میں تعمیر کرائی تھی دہلی سے تین میل چاند جڑ خیمت کی درگاہ کے قریب واقع ہے اسکے ایک جانب شیر بیان اور تین طرف دیواروں میں محرابیں بنائی ہیں ان سے دو چذ کیفیت معلوم ہوتی ہے نیچے سے اوپر تک اسکی تعمیر میں ایک رنگ کا پتھر لگا ہے اسکے جنوب کی طرف جو عمارت بنی ہوئی ہے اسکی نسبت انا الصنادید میں لکھا ہے کہ ایک شخص محمد معروف بن محمد اللہ کی بنوائی ہوئی ہے اور ۱۰۸۱ ھ میں تعمیر ہوئی ہے ایام غرس میں یہاں میلا ہوتا ہے خلعت بکرت اس باولی میں نہاتی ہے اور تیراک اوپر سے کودتے ہیں اسوقت ہجوم خلایق کی یہاں کیفیت نظیر آتی ہے اسکا پانی میٹھا ہے اکثر چرانے بیمار اس وجہ سے متبرک سمجھ کر کہ یہ باولی حضرت نظام الدین اولیا کی بنوائی ہوئی ہے دور دور سے پانی شگاکر پیے ہیں اور یہ ہی مشہور ہے کہ آسیب کا خلل اس باولی میں نہانے سے جاتا رہتا ہے ۛ

بتخانہ رائے پھورا شاہ جہان آباد سے گیارہ میل قطب صاحب کی مینار کے نیچے یہ پرستگاہ راجہ پھورا نے اپنے قلعہ کے ساتھ سن ۱۶۷۱ بکرا جیت مطابق سن ۱۰۸۱ ھ میں بنوائی تھی۔ مسلمانوں نے ۱۰۸۱ ھ میں اسکو مسمار کر کے مسجد بنائی بتخانہ کی وضع اصل تو اب نہیں رہی مگر

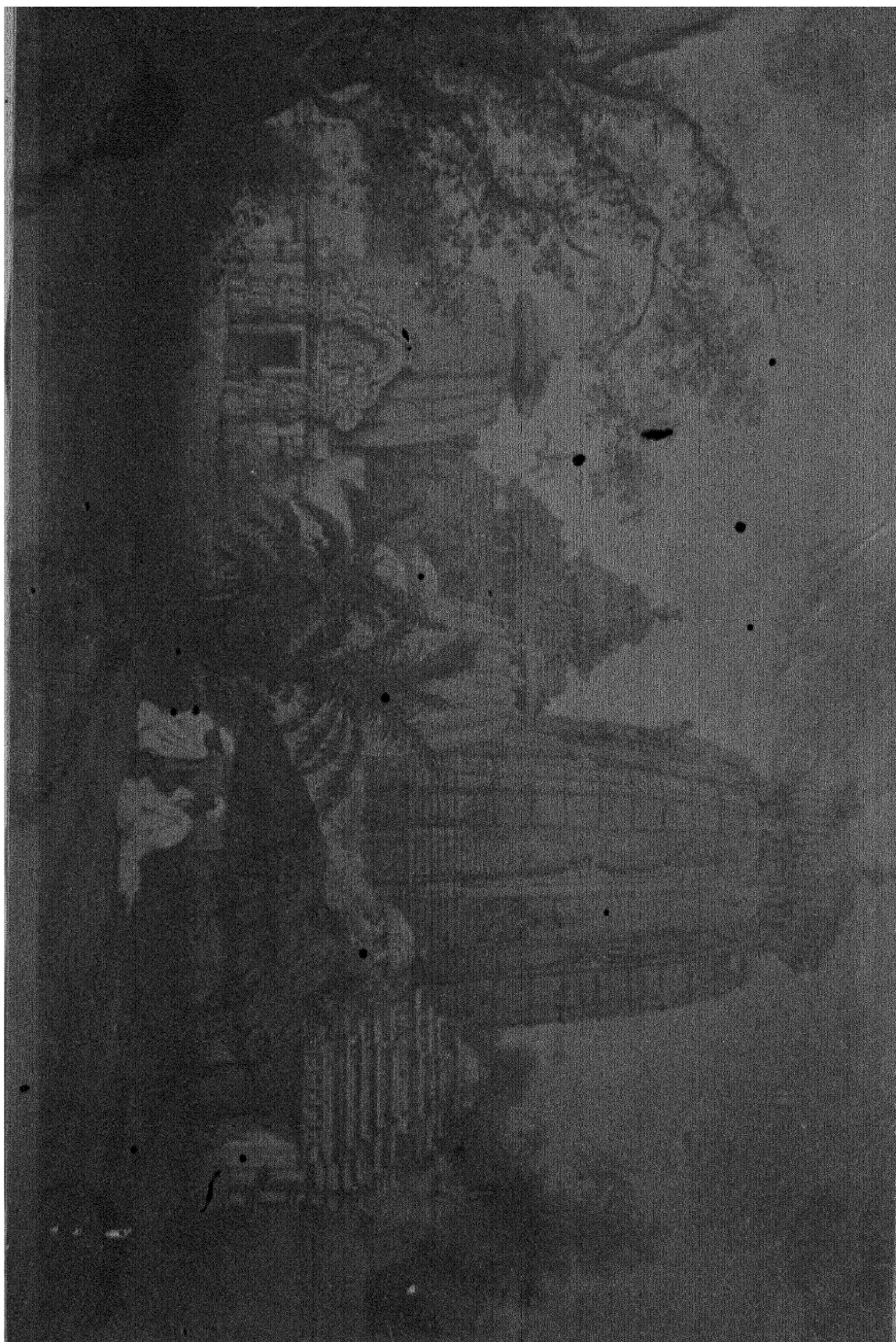
چند سنگ لاکے کندہ کار دالان جنین اکثر جگہ مٹی ہوئی مورقین نظر آتی ہیں اب تک موجود ہیں
 لوہے کی لائٹہ اس تجانہ کے سج میں نصب ہے اسکا حال ردیف لام میں درج ہے
 سنگ خارا کے دالان جو اس تجانہ کے جنوب میں کھڑے ہیں آثار الصنادید میں لکھا
 ہے کہ یہ پر کہا کے دالان ہیں *

بدری ناتھہ یہ مشہور اور پُرانا مندر بدری ناتھہ کی پوچا کا علاقہ گڑھوال میں ہمالیہ پہاڑ پر
 دریاے لشن گنگا کے کنارہ پر واقع ہے اسکا دروازہ بموجب بیان الیشی ایٹک
 سوسائٹی جرنیل کے سمندر سے ایک ہزار دو سو چورانوے فٹ بلند ہے اس جگہ پر
 کئی مندرویشٹون کے موجود ہیں لیکن انکی تعمیر اس وجہ سے عمدہ نہیں معلوم ہوتی کہ یہاں
 ہمیشہ برف کی سلین گرتی ہیں بڑے مندر میں بدری ناتھہ کی مورت کو سوائے ایک منوری
 برہمن کے کہ وہ سب برہمنوں کا سردار بنام مادل مشہور ہے اور کوئی نہیں ہاتھ لگا سکتا
 بالفور سیکلو پیڈیا سے نکتہ ہے کہ ہزاروں ہندو بہت بڑی مسافت اٹھا کر اور
 بعض مقاموں میں جہولون کے ذریعہ سے رہتے طے کر کے یہاں آتے ہیں *

بجے منڈل اس عمارت کو آثار الصنادید میں بجے منڈل اور بڑی منزل اور برج منڈل
 اور کو شک بجے منڈل لکھا ہے اصل میں یہ ایک برج اور فصیل کا ہے جو محمد عادل تعلق
 شاہ نے ۱۳۲۰ء میں قلعہ راے پھورا اور قلعہ سلطان علاء الدین کے گرد بنوائی تھی
 اسکے اوپر نیگین بارہ دری اور گرد کئی قبریں ہیں مولوی سید احمد خان صاحب
 رقمطراز ہیں کہ برج پر سکندر لودھی کے عہد میں ایک بزرگ شیخ حسن ظاہر رہتے تھے اور
 قبریں جو زیر برج واقع ہیں ان کی اولاد کی ہیں *

بجے ناتھہ شہر نیگری سے تھوڑی دور پہاڑ کے دامن میں جو چار برج واقع ہیں انکو بجے ناتھہ
 کہتے ہیں سب سے بڑے برج میں مہادیو ہے صاحب الیش محفل کا بیان ہے
 کہ برسوں دن جب یہاں سیلا ہوتا ہے تو پوجاری مہادیو کو گنگا بل سے اٹھان کر لیتے ہیں

مندر لوربا سنجوار



اور خلقت جاترا کے واسطے بکثرت یہاں آتی ہے قدیم سے اس جگہ ایک بہت بڑا پھل
 کا درخت اور ایک غار موجود ہے مرآت آفتاب نما سے ظاہر ہے کہ بجے ناتھ کے پوجاری
 بڑے چالاک ہیں جب کبھی انکو کچھ روپے کی ضرورت ہوتی ہے تو وہ ایک پرچہ جس کی
 جہا جن کے نام چاہتے ہیں لکھ کر اسکے پاس لیجاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ بجے ناتھ کی
 پاتی یعنی ہندوی تمہارے نام ہے تم اسکا روپیہ دو وہ غریب جتدر روپیہ اس میں لکھتا
 ہے ان پوجاریوں کے حوالہ بدین امید کر دیتا ہے کہ بجے ناتھ جی کل روپیہ مع سود وغیرہ
 کے میرے گہر میں رکھ جاؤ گے یہ جہا جن تو اس امید پر بسر کرتا ہے اور ہر پوجاری مرادراتے ہیں
 برہم جوین بہار میں گیا سے شمال کی طرف پہاڑ پر جہاں اور کئی مندہرین وہاں یہ مندہر نام
 برہم یونی مشہور ہے اور اور مندہرون سے بڑا ہے اس میں مور تین برہا شمشہو ناتھ اور شیو
 وغیرہ کی دہری ہیں صاحب سروے رپورٹ نے اس کی تعمیر کی بابت کچھ ذکر
 نہیں کیا کہ یہ مندہر کب بنا اور کس نے بنوایا +

برآمدہر بوبائیسوار یہ بڑا مندہر اور ٹیہ میں اپنا نظیر نہیں رکھتا اور بوبائیسوار میں واقع ہے
 اسکے متصل نئے اور پرانے سو مندہرون سے زیادہ جو جوین یہاں اس کی شان و شوکت کو
 کوئی اور عمارت نہیں پہنچتی یہ دانا ساٹھ فٹ کے مربع چوترہ پر ایک سواتھی فٹ بلند بنا ہوا ہے
 اور نیچے سے اوپر تک اسکی تعمیر میں ایک رنگ کا پتھر لگا ہے برج کے اوپر ہر طرف شیر کی
 یوزین ٹیہی ہیں اسکے قریب اور ہی کئی بڑے عمدہ مندہرین لیکن اس سے بہت چوٹے اور پست ہیں
 فرگسن صاحب رقمطراز ہیں کہ بنیاد اس مایاب عمارت کی جسمیں اب تک کچھ نقص نہیں پیدا ہوا
 راجہ ایجاتی کیسری نے ۱۸۴۷ء میں ڈالی ٹسکے مرنے کے بعد اسکے بیٹے نے اپنے عہد میں
 سابق دستور مدد رکھی پھر اسکے پوتے نے ملہت اندر کیسری نے جسکے عہد میں تینتالیس برس تک
 مدوری اس عمارت کو اتمام پر پہنچایا اس حساب سے اسکی تعمیر میں ایک سو چوٹھہ برس تواتر مدو جاری ہی
 برآمدہر ساس ہو قلہ گوالیار میں یہ جینی مندہر جسکی کئی مندریں ہیں بہت عمدہ عمارت ہے

نہایت عمدہ عمارت ہے
 نہایت عمدہ عمارت ہے

اور ماس پوکا بڑا مندر اس کا نام مشہور ہے اس مندر کے دائیں اور بائیں دو بازو ہونے سے
 صلیب کی شکل معلوم ہوتی ہے اس عمارت کا طول اکیس فٹ اور عرض تریسٹھ فٹ ہے اور سطح زمین
 سے ستر فٹ بلند ہے اسکی پوشش میں تمام پتھر عمدہ اور کندہ کار لگا ہے لیکن بعض جگہ اس میں مرمت
 کی ضرورت ہے اسکے اندر اور باہر ہر جگہ مور تین کندہ ہیں اندرونی درجوں میں جگہ نام
 اردیا مندا پادا اور دیا مندا پادا اور مھا مندا پادا اور نت رالا اور گوریا گوریا ہیں سب بڑا برج کتھن فٹ
 مربع ہے اس مندر کی تعمیر ۱۷۰۰ء میں ہوئی چنانچہ تاریخ تعمیر ایک لاکھ تیس ہزار چوبیس
 کندہ ہے آری اولیٰ جیکل سروے انڈیا رپورٹ سے ثابت ہے کہ جب پرانا مندر کی صورت
 جکی اس مندر میں پوجا ہوتی ہے راجا مہی پالی کو کہیں سے ملی تو اس نے یہ مندر بنوا کر مورت کی شکل
 بڑا مندر کنجیورام شہر کنجیورام مندر برج سے ساٹھ میل کے فاصلہ پر واقع ہے اس میں یہ بڑا مندر
 ویشو نوکئی پوجا کا نہایت عمدہ کندہ کار کئی سو برس کا پرانا ہے اسکے دروازہ کے اندر ایک کتب
 بہت بڑی مربع عمارت محل کی شکل بنی ہوئی ہے اس پر کار کندہ نہایت عمدہ اور پتھر کی رنگ لگا ہے
 ستون بائیسہ سطح بری ایچے بنی ہوئے ہیں کہ انکی تعریف نہیں ہو سکتی اوپر چار ستون
 قد آدم چاروں کونوں پر برجوں کی جگہ قائم کی ہیں وہ گویا چاروں طرف دیکھ رہی ہیں اس
 عمارت میں اوپر سے نیچے تک سوائے فرش کے کوئی ستون اور مرغول کندہ کاری اور
 شیپ ٹاپ سے خالی نہیں ہے اور بیسٹار مورتیں ہیں ہر ایک مورت قابل دید ہے دیکھو
 کو حیرت اور کارگر کو خاشاکی کی ہدایت ہوتی ہے اس میں جب کچھ زیادہ نقص نہیں آیا ہے اسکی برابر ایک
 گنڈ ہے اسکی شیر بیان بہت لمبی اور خوش نما بنائی ہیں اسکے سامنے بہت بلند پاگو دا یعنی
 اصل مندر اوپر سے نیچے تک کندہ کار ہے اسکے اندر جہان مورت رکھی ہے چوٹا دروازہ ہونے
 کے سبب گرمی اور اندھیرا بہت ہے ستون دار عمارت میں پوجاری اور وہ عورتیں رہتی ہیں
 جو اس مندر کی مورت کی جو دیں مشہور ہیں علاوہ عمارت کے مندر کی تیاری کا سبب
 بیش قیمت ہے چنانچہ پینس ایٹ دی فار ایٹ سے ظاہر ہے کہ مورت کی تیاری

جوابہ پرانے کے وقت پہنانے میں پانچ لاکھ روپے کا ہے فی زمانہ یہ مندر بڑی بڑی روپوں
 ہے اور پوجاریوں کی آمدنی کا بازار گرم ہے پاگوڑے کے سامنے ہر وقت تقارہ ہوتا ہے
 برا مندر بمیل بمبئی احاطہ میں گدگ سے چند میل شمال کو قصبہ بہیل میں یہ مندر بہت بڑا اور پرانا
 ہے اسکے سامنے ایک نختہ گنڈ ساٹھ ہے چار سو فٹ لمبا اور دو سو چالیس فٹ چورا جکا
 عمق ڈیرہ سو فٹ ہے بادلی کی صورت بنا ہوا ہے مرزینڈ بک انڈیا میں لکھا ہے کہ
 اسکا پانی نمک سے ہی زیادہ کھاری ہے +

بڑی اگرمی شہر سورت احاطہ بمبئی میں یہ عمارت پارسیوں کی بڑی پرستگاہ ہے ہر وقت
 یہاں آگ روشن رہتی ہے اسلئے کہ آگ ہی ان بوگون کی موجود ہے یہاں اور گریبان بھی اس
 اگرمی سے چھوٹی ہیں ہر فرجی بہان جی پارسیوں نے ۱۷۷۰ء میں اسکو تعمیر کرایا تھا +

بیشتر نامتھم ابتدا میں جو شیشتر ناتھ کی پوجا کا مندر کاشی یعنی بنارس میں نہایت عمدہ اور
 نامی تھا اسکو تو اورنگ زیب عالمگیر نے توڑ کر مسجد بنا دی حال میں جو عمارت دریائے کنارے
 اس نام سے مشور ہے اسکو ہالیابائی رانی نے ۱۷۷۰ء میں بنوایا ہے اس مندر کی شان و شوکت
 پہلے مندر کو نہیں پہنچی مگر یہاں کے اور مندروں پر یہ مندر فوقیت رکھتا اسکے مکانات اور مورتیں قابل دید
 بند جیسا مندر اور دیور میں یہ عمارت سنگ مرمر سفید کی گھاٹوں کے طور پر بنی ہوئی ہے مگر
 نامتھم بھی اسکا محل ہر وقت اصل میں اس بند کو کاشتکاری کے واسطے بنا کر شروع کیا تھا اگرچہ یہ بند
 راج سندھ سے تو زیادہ خوبصورت نہیں ہے لیکن قرنیہ اسکا بھی قابل تعریف ہے اسکے ہر
 گھاٹ کے کونے پر بوج اور دائیں بائیں دالان ساٹھ فٹ سے تیس فٹ مربع بناے ہیں اور
 پانی میں سیرتینوں کے قریب ہر گھاٹ کے پین و بسا چوتھے بنا کر اور پندرہ سنگ مرمر سفید
 کے ہاتی کھڑے کئے ہیں ان کی سوزدین جنہیں سے فوڑے چلے ہیں اور پر کوٹری ہوئی بہت
 خوبصورت معلوم ہوتی ہیں سوائے گھاٹوں کے یہاں اور بھی کئی محل نامتھم رکھتے ہیں فرگسن صاحب
 رادی میں کہ ۱۷۷۰ء میں جب ہمارا ناہی سنگدھارا راج سنگد کے بعد بند نشین ہوا تو اسنے

اس مندر کی عمارت اور
 اسکا محل ہر وقت
 اصل میں اسکا
 بھی قابل تعریف
 ہے اسکے ہر
 گھاٹ کے کونے
 پر بوج اور
 دائیں بائیں
 دالان ساٹھ
 فٹ سے تیس
 فٹ مربع
 بناے ہیں
 اور
 پانی میں
 سیرتینوں
 کے قریب
 ہر گھاٹ
 کے پین
 و بسا
 چوتھے
 بنا کر
 اور
 پندرہ
 سنگ
 مرمر
 سفید
 کے
 ہاتی
 کھڑے
 کئے
 ہیں
 ان
 کی
 سوزدین
 جنہیں
 سے
 فوڑے
 چلے
 ہیں
 اور
 پر
 کوٹری
 ہوئی
 بہت
 خوبصورت
 معلوم
 ہوتی
 ہیں
 سوائے
 گھاٹوں
 کے
 یہاں
 اور
 بھی
 کئی
 محل
 نامتھم
 رکھتے
 ہیں
 فرگسن
 صاحب
 رادی
 میں
 کہ
 ۱۷۷۰ء
 میں
 جب
 ہمارا
 ناہی
 سنگدھارا
 راج
 سنگد
 کے
 بعد
 بند
 نشین
 ہوا
 تو
 اسنے

یہ بند بنانا شروع کیا تھا ۱۹۱۹ء میں وہ مرگیا اور یہ عمارت ناقص رہ گئی اب روز بروز ویران خراب بنی ہوئی
 بند راج سمند دریا راستہ مذکورہ بالا میں یہ عمارت سنگ مرمر سفید کی تین سو چتر فٹ لمبی
 ہے اسکے گھاٹوں کے سروں پر نہایت خوبصورت کندہ کار دوبارہ دریاں سولہ سولہ ستونوں کی بنی ہوئی
 ہیں مندر کے قریب بارہ ستونوں کی ایک بارہ درمی اور یہی زیادہ نازک اور خوش وضع ہے اس میں جگہ جگہ
 شیوہ و شیو اور برہما کی صورتیں کندہ ہیں فجر کے وقت یہاں صدیوں عورتوں کا ہجوم اور عمارت
 کی جلا سازی اور پانی کی شغافی دیکھ کر خیال میں آتا ہے کیسی جگہ پرستان فرنگی صاحب کے پتھر پرک
 آر کی ٹکچر ہندوستان میں لکھا ہے کہ اس نایاب بند کو ہمارا ناراچ سنگھ نے جو ۱۹۱۹ء سے
 تاسیس برس تک حاکم اودی پور رہا تعمیر کرایا تھا یہ عمارت ہندوستان میں لاجواب نظر آتی ہے ۔
 نہال تبت میں ڈرگا کے قریب اس پرانے مندر کے اندر صرف ایک عورت رکھی ہے جسکی
 پوجا کے لئے یہاں سرور لوگ آتے ہیں آرائش محفل میں لگتا کہ جیسے یہاں کے لوگوں میں باہم
 تنازع ہوتا ہے تو فریقین کے راستہ دروغ کا امتحان یوں کیا جاتا ہے کہ وہ شام کو مندر کے مقفل
 ہونے کے وقت دو ہاتھ یوں میں چانول بہر کر رکھ جاتے ہیں فجر کو مندر کا قفل کھلتا ہے تو انہی اپنی
 ہاتھیاں لیجاتے ہیں جسکی ہانڈی میں پھول ہوتے ہیں اسی کو سچا جانتے ہیں ۔
 بوجڑ ہیا تال اگر سے چودہ میل علیگدہ کی شرک اور شکوہ آباد کے کنارہ پر یہ تال بہت بڑا اور نچتہ
 بنا ہوا اسکے بیچ میں جو ترہ پر ایک گنبد نما عمارت جسکے اندر جانے کے واسطے محراب دار پل بنا ہوا ہے
 خوبصورت بنائی ہے لوگ بیان کرتے ہیں کہ اس تالاب کو ایک بڑھیا سات ٹھگون کی ماں نے
 بنوایا تھا اور آر کی اولاجیکل اسٹیشن سرور میں لکھا ہے کہ یہ تالاب بے چون کے وقت کا ہے
 اب یہاں جوگی فقیر رہتے ہیں ۔
 بہانڈ سرجی بیکانیر میں مندر شیو مرگ اور مندر نیم ناتھ کے قریب یہ نیون کا مندر ہے اسکا بیچ
 دور دور سے نظر آتا ہے بائیلیوز ٹورانہ ہستان سے واضح ہے کہ بہت عرصہ پہلے
 یہاں کے نیون بننے پہ مندر بنوایا تھا ۔

بھیسر یا بھیسر ناتھہ اگرہ اور اٹاودہ کے درمیان تیسرے نہایت پرانی جگہ ہندون کی پرستش کی ہے وہاں دریا کے کنارہ پر یہ مندر گرد و نواح کے سب مندروں سے بڑا اور پرانا پتھر سے بنا ہوا ہے۔ ہندون کے عقیدہ کے موافق یہ مندر راجہ سورج نے سورج میں کرشن کے دادا کا بنوایا ہوا ہے اور سورجین کا بیان ہے کہ اس قدر پرانا نہیں معلوم ہوتا کہ ان اس سے پہلے کوئی اور مندر اس راجہ کا بنوایا ہوا یہاں ہو گا اسکے قریب کئی مندر اور ہیں جنکے نام آر کی اولاجیکل سروے انڈیا رپورٹ میں پانچ تھیں ماتی مندر اور گوری شکر وغیرہ کہے ہیں۔

بھوانی پھالا کو لاہور سے شمال کو پھالا میں یہ بہت بڑا مندر بھوانی کی پوجا کا ہے مریز شندک میں جلد اول میں لکھا ہے کہ سیوا جی نے شلام میں بنوایا ہے۔

بھوانی نگر کوٹ پنجاب میں گڈہ کانگرہ سے توڑی دور نگر کوٹ میں یہ بھوانی کا مندر کتاہوں میں اس مقام کو بہت پرانا لکھا ہے یہاں ہر سال دو میلے ہوتے ہیں دور دور سے خلقت جا تراک آتی ہے اہل خود بھوانی سے مرادین مانگتے ہیں صاحب آرائش محفل نے کہا ہے کہ ابتدا میں اکثر خود اپنے ہاتھ ہانوں کان وغیرہ کاٹ کر یہاں چڑھاتے تھے اور پھر درست ہو جاتے تھے۔

بھوتیسر یہ نامی مندر پر و علاقہ کشمیر میں واقع ہے اسکی عمارت بہت پرانی ہے یہاں جہادیو کی پوجا ہوتی ہے آرائش محفل میں لکھا ہے کہ اس مندر میں دراصل کوئی باجا نہیں ہے مگر اندر جانے سے بابے کی آواز آتی ہے یہ بات تعجب انگیز ہے۔

بی بی سر سرنہ میں یہ تالاب علاج تاج سکندر لودی کی بیٹی کا بنوایا ہوا ہے یہاں یہ عورت بنی ہے اسکے کنارہ پر ایک خوبصورت مقبرہ واقع ہے اسکی نسبت آر کی اولاجیکل سروے انڈیا رپورٹ میں لکھا ہے کہ میریران علاج تاج کے شوہر کا یہ مقبرہ پنجاب میں سو برس کی عمر میں بنوایا ہے۔

میرا تھہ گڈہ میں یہ قلعہ ہی نامی ہے اور اس میں مرمت کی اشد ضرورت ہے کتاب

مرتے صاحب شہر ہے کہ اسکی تعمیر ۱۷۷۷ء میں ہوئی اسکا بانی پھالا کارا جاتا۔

میل گڈہ پشٹی شہر دریا کے کنارے گنگ کے کنارے پٹنہ سے شمال پنج ماجی پور سے بیس میل کے

فاصلہ پر بنام پھیر مشہور ہے اب یہ قلعہ کٹر جگہ سے مرمت طلب ہو گیا ہے اس کا طول ایک ہزار پانسو اسی فٹ اور عرض سات سو پچاس فٹ ہے چاروں کونوں پر چار برج اور گرد و خندق ہے اس کا برا دروازہ جنوبی دیوار وسط میں ہے پورٹ آر کی اولاجیکل سرویرانڈیل میں مندرج ہے کہ بہت مدٹ ہوئی جیسا اس قلعہ کو راجہ جیسیل دیو نے بنوایا تھا اب اس کے اندر ایک مندر تعمیر ہے +

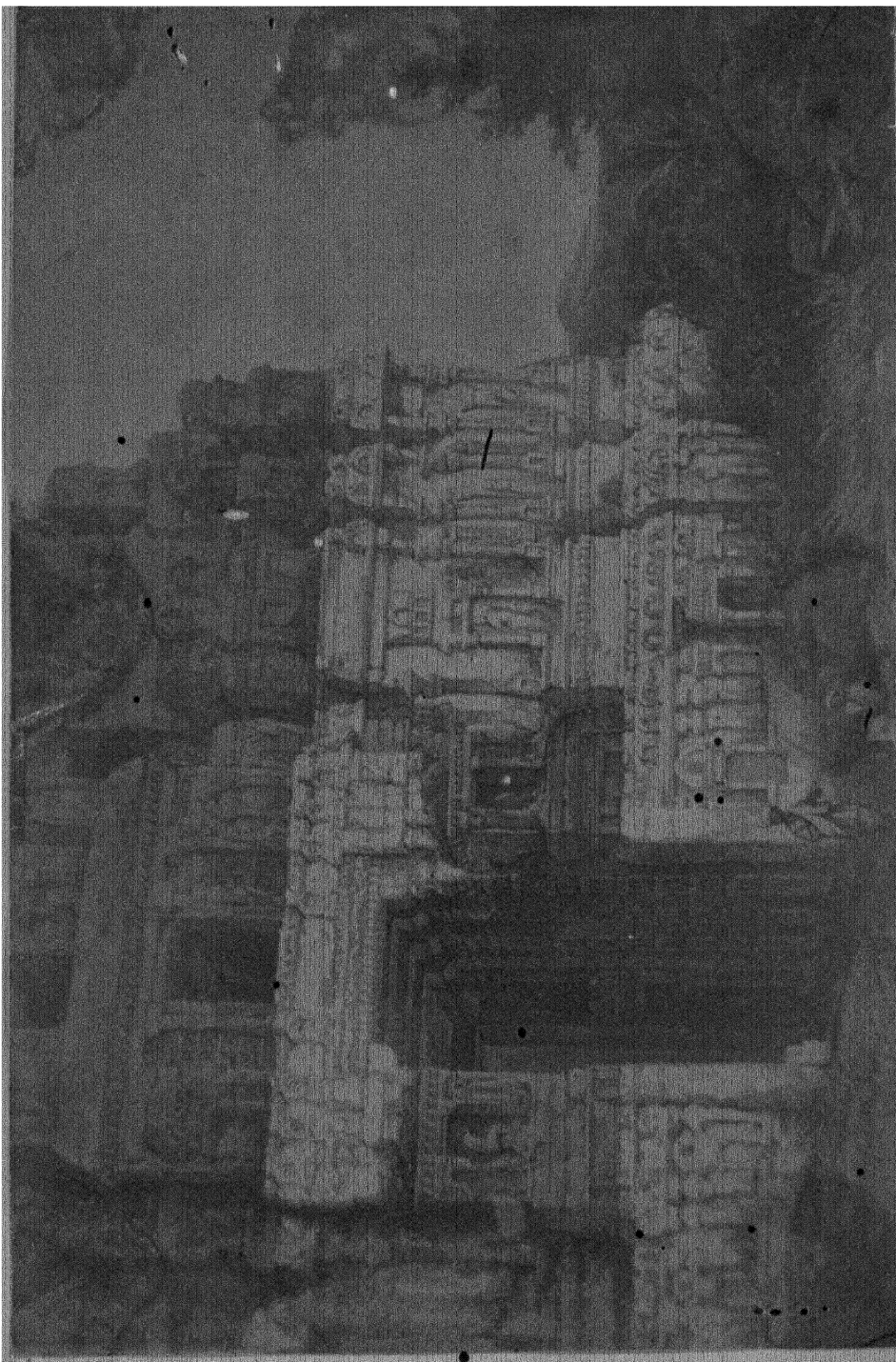
باب البای فارسی

پارتی چلبہرم یہ پارتی کا مندر جس میں ایک ہزار پوجاری تھا چلبہرم باہرم میں کئی درجے کا کل ایک رنگ کے پتھر سے بنا ہوا ہے اسکے دوسرے درجے میں چار گورے سنگین اور کندہ کا بنے ہوئے ہیں ان کے اوپر وسیع اور دکھشا مکان اور نیچے مومین اس قدر بلند بنائے ہیں کہ اونگے اوپر سے دو ہاتھی عمارتی دار جا سکتے ہیں ان گورون پر کہیں در بانوں کی صورتیں اور کسی جگہ دیوں کی صورتیں کندہ ہیں اس مندر میں نہایت عمدہ و مضبوط نو سو تیس ستون ہیں چون ستون صرف دیوڑھی میں ہیں کوئی درو دیوار و مرغول کندہ کاری سے خالی نہیں باہر کے درجہ میں بادلی کی مانند ایک کٹھ ہے اس مندر کو بعض لوگ راجہ جولا چریا پانڈو کا بنوایا ہوا ہے اور پیکر سک آر کی ٹیکر مندوستان میں لکھا ہے کہ اس کا نام راجہ ترنجی نے بنوایا ہے +

پارتی کچھو ہوا یہ مندر علاقہ مالوہ میں شہر کچھو راہو کے اندر مندر و سوانا تہ سے جنوب کی طرف ہے اس میں بڑی مورت لکشمی کی پانچ فٹ بلند ہے اور پارتی کے نام سے مشہور ہے سوائے اس مورت کے اور بھی بہت سی مورتیں موجود ہیں لیکن اس مورت کو جسکی پوجا ہوتی ہے کوئی اور صورت نہیں پہنچی رپورٹ آر کی اولاجیکل سرووی انڈیا میں لکھا ہے کہ دسویں صدی عیسوی میں یہ مندر تعمیر ہوا ہے +

پارس ناتہ یہ پرانا دمانا جس میں پارس ناتہ قد آدم مورت ہے بہار میں جانتا ہے پہاڑ پر مداد بند کے قریب واقع ہے اس میں صنیا اوتارون کی اور مورتیں جو رکھی ہیں انکی تاگین بیچ میں سے کہلی ہوئی ہیں جس طرح آبو کے پہاڑ پر ادی ناتہ ہے اسی طرح

چلبہرم
پارتی
شہر کچھو
املاوند
میں
بجائے
گور اور دوازہ
کہتے ہیں



بارشقی حلیه مرکا در وازه

مشرق میں بھار کے پھار پر پارس ناتھ تھ ہے مغربی ہندوستان کے جینی آلو کے
 پہاڑ پر ادی ناتھ کے دشنون کو جاتے ہیں اور شرقی ہندوستان کے جینی اس مندر کی
 جاتر کو آتے ہیں لیکن اسکی عمارت ادی ناتھ کے موافق عمدہ نہیں ہے ڈاکٹر موکرزہ مالایان
 جرنیل جلد اول سے ظاہر ہے کہ جقد خلقت یہاں لاتی ہے اس کے لائق یہاں کا بازار
 اور آبادی نہیں کیونکہ اکثر خورد و نوش کی چیزیں ہی دستیاب نہیں ہوتیں یہ جگہ بطور گانڈ کے آباد ہے
 اور یہی کئی مندر یہاں بڑے مندر سے چوٹے اور اسکی لب کے بنے ہوئے ہیں ۴

پارسی واداکا جسے کے پارسی واداکا محلہ میں یہ جینی مندر مکان کی صورت اوپر سے سادہ
 اور اندر سے پرکلف بنا ہوا ہے اس میں بیٹیاں جینیوں کی صورتیں اور تصویریں رکھی ہیں بڑی صورت
 پارس ناتھ جو تخت پر ٹھی ہے اس تخت اور چوٹی صورتیں اوپے مکھڑی ہیں انکو ایسے عمدہ منجلا
 سفید سے بنایا ہے اور ان کی کہنیں بور کی اتنی خوبصورت لگائی ہیں کہ قابل دید ہیں مرز بسند
 بمبئی سے بتکشف ہے کہ ان صورتوں کا زیور بہت قیمتی ہے یہاں دور دور جینی عمارتوں کو اتنی ہیں
 پاگان سند برہوانی شہر لکھنؤ سے جانت جنوب ایک باغ میں یہ عمدہ عمارت واقع ہے
 یہاں ہر نئے بڑی جاہلی اور ہر سال ہولی کے اٹھ روز بعد براہماری میلہ ہوتا ہے میجر سنری کوٹ
 نے لکھا ہے کہ اس سیلے کو آہوان کہتے ہیں تمام باغ میں خلقت ہر جاتی ہے اور ہوانی کے
 روبرو چہرہ ہاؤے کا ڈیسٹر ہو جاتا ہے ۵

پاگوڈا مہا ویلی پور مہادیلی پور علاقہ چولا میں سب عمارتوں سے یہ مندر اعلیٰ درجہ کا
 لیکن کنگلی کے سبب بہت بوسیدہ ہوتا جاتا ہے نیچے سے اسکا پاگوڈا تیس فٹ مربع
 اور سطح زمین سے ساٹھ فٹ بلند ہے اسکے اوپر وہ کندہ کاری کی ہے کہ چین میں لکڑی
 پر ہی ایسا کام نہیں بنا سکتا اسکا اٹھ درجے ہیں یعنی ہر چہل پر ایک چوٹا چہل درجہ اوپر
 چلا گیا ہے سب سے اوپر کا درجہ گنبد کی مانند گول اور بہت خوشنما ہے اسکے اوپر سنگین گل لگا
 یہ پاگوڈا ستر پانچ پتھر کا اور کندہ کار بنا ہوا ہے اسکے قریب ایک چوٹا پاگوڈا ہے اور نیچے پانچ درجے

مندر کی عمارتوں کی صورتیں
 اور ان کی عمارتوں کی صورتیں
 اور ان کی عمارتوں کی صورتیں

اسکے بعد کا بنا ہوا ہے مگر اسکی خوبصورتی سے اسکو کچھ نسبت نہیں فرگسنز کیچر سک
 آرکی کیچر مندوستان لدر میوز ٹریولرز اور بہو تراڈیا وغیرہ سے واضح ہے کہ بڑے
 پاؤڈر کے جو کئی سو برس کا پرانا ہے مسافروں کو سمندر میں دور دور سے نظر آتا ہے۔

پانڈو گڈہ دکن میں شیخ واڈی کا قلعہ بچھاڑ پر بہت مضبوط اور پایدار لڑائی کے کام کا
 بنا ہوا ہے فریز ہند بک سے واضح ہے کہ پنالاکے راجا نے قلعہ ستارا اساتہ ۱۹۳۳ء میں تعمیر کرایا تھا۔
 پاون گڈہ بمبی احاطہ میں چمپائیر سے تھوڑی دور چھوٹا قلعہ پٹا واقع ہے اسکی فصیل پندرہ
 بند ہے مگر بروج نزار دہن فصیل پر صرف دو توپیں چڑھی رہتی ہیں قلعہ کے اندر ایک مکان
 ہے اس میں قلعہ دار صاحب رہتے ہیں کتبہ ہونے سے نہیں معلوم ہوتا کہ کس نے بنایا اور کب بنا
 ہند بک مرے میں لکھا ہے کہ پرانا ہے۔

پتھر یا مسجد پنجاب میں تھانیس کے قلعہ کے اندر شیخ چلی کے مدرسہ سے جنوب رخ یہ چوٹی
 نیگین اور خوبصورت مسجد اندر سے سینتیس فٹ لمبی اور گیارہ فٹ چوڑی بنی ہوئی ہے اگلے
 دستور کے موافق اسکے پشت پر دو مینار خوبصورت اور وضع دار بنے ہوئے ہیں اب جو
 مسجدوں کے روبرو مینار بنائے جاتے ہیں یہ قاعدہ جدید ہے رپورٹ آرکی اولاجیکل سرو
 انڈیا میں لکھا ہے کہ یہ مسجد فیروز شاہ بادشاہ کے عہد کی بنی ہوئی ہے اس حساب سے
 یہ عمارت پانسو برس کی بنی ہوئی ہے۔

پرانا قلعہ اوجین مالوہ میں خشتی قلعہ شہراوجین کے کھنڈرات اور جنگل میں مشرق سے
 مغرب کو تین ہزار فٹ لمبا اور شمال سے جنوب کو ایک ہزار پانسو فٹ سے زیادہ چڑا ہے
 اس حساب سے اسکا کل دور نو ہزار فٹ یعنی دو میل سے سیقد کم ہوا دیوار کی بلندی
 تیس فٹ ہے اور کہیں کہیں سے سمار ہو گئی ہے سولے شرقی دیوار کے اور دیواروں کے
 گرد خندق ہے اور دو چوٹے چوٹے دروازے شمال مغرب اور جنوب مغرب کو واقع ہیں
 رپورٹ آرکی اولاجیکل سرو انڈیا سے واضح ہے کہ اس قلعہ کو بنے ہوئے تخمیناً دو ہزار برس کے

پرانام قلعہ دہلی دروازہ شاہ جہان آباد سے دو میل کے فاصلہ پر شہر اندر پت کا
یہ پرنام قلعہ سنگ خارا اور چونر کچ کا بنا ہوا ہے اور باوجود کہنگلی اور مسامری کے اگرچہ کچھ
برج ہی منہدم ہو گئے ہیں تاہم نہایت مضبوط اور خوش وضع ہے اسکی فصیل بہت بلند ہے
تھوڑی تھوڑی دور پر برج اور چار دروازے۔ کئی کتھریاں ہیں مولوی سید احمد خاں صاحب
رقم طراز ہیں کہ پہلے اسکے غربی دروازے کے روبرو بڑی بڑی شیرون کی دو سو تین کتھری تھیں
اوسکے گلے میں گھنٹا لین پڑی تھیں جب کسی ستیغیت کو راجہ اندر پت کی خدمت میں کچھ عرض
ہوتا تو وہ ان گھنٹا لون کو ہلاتا تھا اور راجہ آواز سنتی ہی حضور میں طلب فرماتا تھا شمار و یہ دروازہ
اس قلعہ کا جو مدت سے بند پڑا ہے اسکا نام قلعہ قلعہ دروازہ مشہور ہے آثار الصنایا
ہار کورٹ ہنڈیک وغیرہ سے منکشف ہے کہ اصل میں اسعالیشان قلعہ کو راجہ سنگ پال تنور نے
۱۵۲۳ء میں بنوایا تھا جب ۱۵۲۳ء میں ہمایون بادشاہ نے اسکی مرمت کروائی تو اسکا نام
دین پناہ رکھا اور جب شیر شاہ کے تصرف میں آیا تو شیر گدہ کہلایا اب لوگ اسکو پرنام قلعہ
اور اندر پت کہتے ہیں گرد و نواح کے کاشتکار و زمیندار آسین رہتے ہیں اسکے اندر دو عمارتیں
ایک مسجد اور ایک شیر منڈل جہان سے ہمایون بادشاہ گر کر مر قابل دید ہیں اُنکے حالات
رولیف دار علیحدہ درج کئے گئے ہیں *

پرانام محل قلعہ بمبئی میں سمندر کے کنارہ پر گینز نے راجہ بیہم والی تہانہ پر فتح پانے
اور قلعہ کو اپنے قبضہ میں لانے کے بعد یعنی ۱۵۲۳ء میں یہ عمارت بنوائی اور اسپر توپ کے
گولوں کے نشان پڑے ہوئے ہیں اوکی نسبت مرے صاحب کا بیان ہے کہ
۱۶۹۹ء دہلی کے شہیدی سپہ سالار نے یہاں اگر گولے مارے تھے *

پرٹیشوار محل دیو پنجاب میں قصبہ پھوجو تہا نیسر سے چودہ میل جانب غرب واقع ہے
وہاں یہ پرنام مندر سب مندروں کی ناک ہے ہر سال کاتک کی پانچویں تاریخ سے نوین
تاریخ تک یہاں میلا ہوتا ہے آسین جہاد یو کی پوجا ہوتی ہے کتبہ کے ہونے سے تاریخ تعمیر معلوم ہوئی

پرسرام الورا یہ ندر اور علاقہ دکن میں مندر اندرا و جگت اتہ کے قریب پہاڑ تھو تھا کر کے
نہایت عمدہ وضع کا بنایا ہے اسکا دالاں پچیس فٹ سے کتیس فٹ اور اسکے ستون
دو فٹ تین انچ کے مربع ہیں جان سیلی صاحب قمبر میں کہ اس مندر میں سب سے بڑی ت پرلم
اوتار کی ہے ❖

پرسرام مولی ستارا سے تھوری دور جو کانونا نام مولی اور مولی مشہور ہے وہاں
دریا کے کنارے یہ بڑا مندر چھوٹے مندروں کا سردار معلوم ہوتا ہے اس میں ہی پرسرام اوتار کی
پوجا ہوتی ہے مرزہ منڈ بک میں لکھا ہے کہ دوسو برس کا بنا ہوا ہے
پل ٹھکانی گویا ساہیل غرب جنوب کی طرف ڈھوٹری کانو کے قریب اونگے عالمگیر نے یہ
دریا سے سندھ پر بنوایا ہے کرا ب کہنڈر ہو گیا ہے اسکی تعمیر میں بڑی بڑی ٹولیاں لگی ہیں اسکا
طول ایک ہزار دو سو چار فٹ ہے اس میں کتیس محرابیں ہیں جن میں سے چھیس تو بڑی اور پانچ چوٹی ہیں
ار کی اولاجیکل سرویراڈیا نے لکھا ہے کہ پورے دوسو برس کے عرصہ میں تین بار اسکی مرمت
ہو چکی ہے اور اب تو بہت ہی مرمت طلب ہے ❖

پل جو پور جو پور میں بنارس سے شمال مغرب کی طرف سبھارتون میں یہ پل بے نظیر ہے
اس کی تعمیر سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا مہاراجہ ہی تیار کر کے ہٹے ہیں آرائش محفل میں
لکھا ہے کہ یہ پل منعم خان خانمان نے اکر کے عہد سلطنت ۱۷۱۷ء ہجری میں تعمیر کرایا تھا
اس پر کتبہ ہی کندہ ہے ❖

پل شاہ دولہ گوجرانوالہ ضلع پنجاب میں ڈیک ندی پر یہ نادر پل ایک گجراتی تعمیر نے
عالمگیر کے عہد میں خلعت کی اسایش کے واسطے تعمیر کرایا تھا چنانچہ تواریخ گوجرانوالہ سے
منکشف ہے کہ پہلے تمام خلعت کی آمدورفت لاہور اور پشاور کے درمیان اسی پل سے
ہوتی تھی اب یہ پل بہت مرمت طلب ہو گیا ہے اور کوئی اسپر نہیں جاتا ❖

پل شمالی نالا پور یہ پل قلعہ نالا پور سے تین میل جانب شمال پل ٹی کھانی کی وضع کا خوبصورت

بنا ہوا ہے اسکی کل بائیس محرابیں ہیں پونے دو سو برس کے عرصہ میں یہ پل دریا کی ٹکروں سے بہت پرانا
 ہو گیا ہے رپورٹ ار کی اولاجیکل سروے انڈیا میں لکھا ہے کہ یہ پل مالگیر کا بنوایا ہوا ہے ۔
 پل ناگاتھانہ اندر پور سے یہی کو جاتے ہوئے ناگاتھانہ میں یہ پل عجیب صورت کا
 بنا ہوا ہے جو مسافر اسپرگزرتا ہے اسکی شاندار می کی تعریف کرتا ہے مگر کتبہ نہونے سے
 نہیں معلوم کہ کب کا بنا ہوا ہے اور کس نے بنایا ہے مرز شہد بک نقل ہے کہ یہ پل بہت پرانا ہے
 پنج محلہ لکھنؤ اسکو محل شاہی ہی کہتے ہیں یہ عمارت جانب شمال گوتی کے کنارہ قیصر باغ
 میں واقع ہے پنج محلہ اور چ محلہ دونوں ناموں سے مشہور ہے صاحب آرائش محلہ بیان ہے
 کہ پانچ منزوں کے سبب اس عمارت کو چ محلہ کہتے ہیں اصل میں اسکی مانی نواب ابوالکرم خان ہیں
 جو لکھنؤ کے شیخون میں بڑے امیر تھے شہنشاہ میں نواب سعادت خان برہان الملک صوبہ دار اور دہ مقرر
 ہوئے تو انہوں نے اپنی سکونت کے واسطے یہ مکان کرایہ کو یا شہنشاہ جہری میں نواب آصف اللہ
 صوبہ دار ہوتے تو انہوں نے گرد کے مکانات گرا کر اسکو دست دی ایک سنگین بارہ درمی
 اور ایک مکان جس میں باولی سہے اور دو تھانہ جو شب عمارتوں سے عالی ہے اور کئی اور مکان بائے
 میکلا اوڈ صاحب نے پیپس ایٹ دی فار ایٹ میں اسکی بہت تعریف لکھی ہے اسکے
 برج اور برجیاں دور دور سے نہایت خوشنمائی کے ساتھ نظر آتی ہیں شہنشاہ پیمان بڑی رونق تھی ۔
 پہاڑے جنگ قلعہ نالا پور میں گویا اسے جنوب مغرب کو بہت بڑی توپ ہے لیکن بجا پور
 کی توپ سے جو مکہ میدان کہتے ہیں چھوٹی ہے اسکا طول دس فٹ اور پالہ کا قطر ساڑھے تین فٹ
 ہے اسکو شہنشاہ امین راجہ سینگ سوامی نے بنوایا تھا اسپر کتبہ موجود ہے ۔
 پہلی انگوٹھی یہ کہندے محل سکم میں سکیا ہوا ہاں سند ہے تھوری دور واقع ہے ابتدا میں سکم کا دار الحکومت
 تھا نیپال کی لڑائی میں اسکی عمارت برباد ہو گئی اسکا دروازہ اور کئی ٹوٹے ہوئے برج کنگلی کے سبب
 کالے ہو گئے ہیں ڈاکٹر موکرز مالایان برینل جلد اول میں لکھا ہے کہ یہ قلعہ چار سو برس کا ہے ۔
 پیر پتر شہر پیر پتر ایک میل فاصلہ بابا راجان کی یہ درگاہ ہے حضرت شہنشاہ امین بغداد سے

یہاں آسے تھے اسمین کئی برج اور سنگ مرمر کی قبریں ہیں انکے علاوہ سنگ مرمر کا ایک خوش
پانچ فٹ لمبا دو فٹ چوڑا چودہ اونچہ گہیرا موجود ہے اسکی کرامات کا ذکر آرائش منحل میں یوں بیان کیا
کہ ہر وقت کھلا اور ٹیپے پانی سے لبریز رہتا ہے جتنا پانی صرف میں آتا ہے اتنا ہی اور آ جاتا ہے
اسکے پانی کو تبرک سمجھ کر لوگ دور دور لیجاتے ہیں +

باب التار

تاج باولی یہ نہایت عمدہ تین سو فٹ مربع اور پچاس فٹ گہری باولی بچا اور میں ہتھری کے قریب
واقع ہے اسمین تین طرف والان اور ایک جانب سیریاں پانی کے اندر تک بہت خوبصورت بنامی
ہیں اور دروازہ جو سیریاں کے سرے پر محراب دار ہے اس کے قریب اور کئی مکان خوش وضع بنے ہوئے
ہیں ہند بک آف مرہے میں لکھا ہے کہ بہت عرصہ ہوا جب اس باولی کو صید الملک سلطان محمد
کے وزیر نے بنوایا تھا +

تاج محل اکبر آباد اس بے بہا عمارت کے دیکھنے کے لئے خلقت دور دور سے آتی ہے اور
یہ کہتی ہے کہ اس وضع کی وسیع اور پاکیزہ عمارت اقلیم ہند میں اور کوہ میں نہیں دیکھی تھو اگرہ سے ایک
میل کے فاصلہ پر دریائے جمن کے کنارہ ایک سرسبز باغ کے اندر یہ روضہ نہایت نفیس اور جمنا
المخاطب بہ ممتاز محل بیگم شاہ جہان کا مدفن ہے حدوداً ربعہ اسی یہ ہیں - جنوب میں دروازہ صدر
شمال میں دریائے جمن غرب میں ایک عظیم الشان مسجد اور سکی متصل ایک شاندار بادلی - شرق میں
مختلف عمارتیں ہیں اسکے تیار ہونے کی وجہ یہ ہے کہ ممتاز محل نے شہنشاہ جہری مطابق ۱۶۳۱ء میں
تزع کے وقت شاہ جہان کو وصیت کی تھی کہ سیرمدفن کا مکان نادرہ روزگار و عدیم التظہیر بنایا جا
چنانچہ شاہ جہان نے مکرمت خان اور عبدالکریم خان کے اہتمام سے دس برس میں یہ روضہ دلکش
تیار کروایا اور جب شاہ جہان نے وفات پائی تو انکے بیٹے مالگیر نے انکو بھی بیگم کے پہلو میں دفن کیا
دروازہ بلخ میں قدم رکھتے ہی ایک نہایت صفا سنگ مرمر کی نہر ہے اس کے ہر دو طرف
سرد کے درخت سرسبز و شاداب اور بیچ میں اتنی فلزے نادر و نایاب نظر آتے ہیں نہر کے

دوسرے سروے پر سنگ مرمر کا چوترا نو سو فٹ لمبا ہیں فٹ اونچا بنا ہوا ہے اسکے وسط میں عمارت
 اور وہ جس کے چاروں کونوں پر چار مینار ہیں میناروں کے باہر تین تین کھنڈا مرندہ پتھر بیان پکروار میں انکی بنی
 ڈیڑھ ڈیڑھ سو فٹ ہے بارہ دریوں کے برجوں پہنری کلیان نہایت خوبصورت ہیں چوترا کی
 وسطی عمارت پانسو فٹ ایسی خوش قطع پشت پہلونی ہوئی ہے کہ دیکھنے والا شذر رجا جاتا ہے
 اسکے اوپر وسط میں نایاب خشتی تاج ترفٹ قطر کا ہے اوپر سنہری گلس تیس فٹ کا لگا ہوا ہے اسکے گرد
 کے چاروں برج جوڑے ہیں انکی اارہ دیان ہی نازک و نضیں ہیں بیچ کا مکان اس عمارت کا جلیکھن
 میں تعویذ مرقد سگیم اور پہلو میں قبر شاہجہان ہے نہایت بیش قیمت اور جلا کار ہے انکی جالیان
 اور اونپر بھی کاری بہت ٹیپ ٹاپ کی ہے اسکے نیچے تہ خانہ میں اصلی قبر میں ہا سو کا وسطی درج
 کی چمک دکھ کے گرد کے چوٹے مکانوں میں ہی نیچے اور اوپر ایسی جالیان لگانی ہیں کہ انکی خوبی کا بیان
 نہیں ہو سکتا اس عمارت کے باہر اور اندر نسبت اور کندہ کا کام اور طلائی نگت اور پچکاری کے
 نقش و نگار بیش قیمت لعل و یاقوت و زمہرہ و عقیق و مرجان و فیروزہ و سوگند و مار و فادزہ و دھام و
 پوتیا و کھچم و لاجورد و سنگ پنی و سنگ سیمانی و سنگ غوری و سنگ شیب و سنگ ابری و سنگ سی
 و سنگ عجوبہ و سنگ طلائی و سنگ سماق و سنگ کزند و غیرہ کی گلکاری یہ روضہ گویا روضہ
 بگیا ہے اور اسکے درون کی پیشانی اور بازوں پر آیات قرانی کی پچکاری میں یہ ندرت نگاری کی ہے
 کہ جتنا برا حرف وسط میں نظر آتا ہے اوتنا ہی اوپر دکھائی دیتا ہے۔ اکثر بیش قیمت پتھر اس عمارت کے
 پچکاری کے لوگ براہ بدیتی و میرچی اوکھار کر لیکے اب اونکی جگہ رنگ بہر دیا گیا ہے باغ کے گرد
 فصیل بہت مضبوط سا تہ فٹ بلند ہے اس یگزنگ سفید عمارت کے بنانے میں بھلمہ سیکڑوں
 سماروں اور ہزاروں دستکاروں کے نامی استاد اور کارگر اسٹین ٹی بورڈس فرانسس و میسی مان
 نقشہ نویس و امانت خان طنز نویس ساکن شیراز و محمد صنیف میر معمار و محمد شریف و موہن لال
 پچکار و سہیل خان گنبد ساز ساکن روم و محمد خان خوشنویس ساکن بغداد و سنولال و منور سنگ
 و کاظم خان گلس ساز ساکن لاہور شریک تھے اسکی لاگت کے باب میں مختلف اقوال ہیں میر بربری

کا بیان ہے کہ چھپتر لاکھ روپے اویسپیں ایٹ دی فاریسٹ میں لکھا ہے کہ تین کروڑ روپے
اور ار کی اولاجیکل سرورے اینڈ یار پوٹ سے واضح ہے کہ تین کروڑ سترہ لاکھ اڑتالیس ہزار
چھپس روپہ شرح ہوئے ہیں ۴

تاج محل اورنگ آباد اورنگ آباد کن میں اگرچہ باغات نہایت عجائبات سے ہیں لیکن
یہ عمارت ہی وہاں ایسی عمدہ و بے نظیر ہے کہ دور دور کے آدمی اسکی سیر شائق ہیں شاہ جہاں بادشاہ
نے تو اس عجب بنا نو کا روضہ اگرہ میں بنایا اور ارکٹ یہ عالمگیر نے یہ روضہ اپنی ملکہ رابعہ درانی کا اورنگ
میں بنا کر تاج محل شہور کیا یہ مقبرہ ہی شہر سے تھوڑی دور ایک آرتیج کے وسط میں واقع ہے اسکے
عالیشان دروازہ میں دو بڑے بہاری برجی کوارٹر خوش وضع لگے ہوئے ہیں اندر عرض میں تیرہ فوارے
چلتے ہیں اسکے دو طرف سیب اور آٹو اور لیمو کے درخت لگائے ہیں باغ کے دروازہ سے
مقبرہ تک سڑک کے طور پر سنگین فرش بنا ہوا ہے مقبرہ کا چوترا بہت بڑا ہے اسکے کونوں پر
چار مینار ہیں ان میں ایک سو بائیس مائیں شیر میناں چکر دار ہیں انکی بلندی بہتر بہتر فٹ ہے انکے اوپر
بارہ دریوں میں سے دور دور کے مکان اور باغ ایک کیفیت کے ساتھ نظر آتے ہیں نیچے سے
ہر مینار کا دو اڑتالیس فٹ ہے چوترا کے بیچ میں جو عمارت روضہ بہتر فٹ مربع ہے اسکے چاروں
طرف تین تین در اور اوپر سنگ مر مر سفید کا بڑا برج ہے یہ در چالیوں دار تیرہ فٹ بلند اور چھ فٹ
چار انچ چوڑے ہیں اس سے پانچ فٹ کی بلندی تک اس عمارت میں سنگ مر مر سفید لگا ہوا ہے اور
اس میں جگہ جگہ کندہ کاری کی ہے روضہ کے بیچ میں زیر گنبد قعود مرقد سنگ مر مر سفید کا بہت
خوبصورت بنا ہوا ہے یہاں سے چوبیس شیر میناں اتر کر تہ خانہ کے بیچ میں اصلی قبر ہے اسکے
گرد و نشینی کے واسطے بہت عمدہ جالیان لگائی ہیں مر مر ہند تک وغیرہ سے نکشف ہے
کہ اس عمارت کی تعمیر میں نو لاکھ روپے صرف ہوئے ہیں اتنا کچھ بہت نقص نہیں آیا ہے ۴
تارا گڈہ یہ قلعہ شہر جمیر کا دہلی سے دو سو تیس میل جنوب مغرب کو دو ہزار فٹ کے بلند پہاڑ پر نہایت
مضبوط اور نچتہ بنا ہوا ہے اسکو راجہ پال نے شہر جمیر کے ساتھ تعمیر کرایا تھا ار کی اولاجیکل



تاج محل کراہہ

سرورے انڈیا میں لکھا ہے کہ اس قلعہ کی بنیاد ۱۵۴۵ء میں نکالی گئی۔

تالاب حاجی مالگا سندھ میں کراچی سے نویسٹل شمال کو یہ تالاب تین سو فٹ کا لمبا ہے اسکو حاجی مالگا ایک بزرگ نے جکا مقبرہ اسکے قریب واقع ہے نبویا تھا اکثر مسلمان زیارت کے واسطے یہاں آتے ہیں مگرے صاحب نے لکھا ہے کہ اس جگہ کو ہندو بھی پوتر جانتے ہیں اور کہتے ہیں کہ کرشن نے یہاں ایک دیو کو مارا تھا چنانچہ اس سبب ہندو یہاں بہتر بکری وغیرہ جانور چڑھاتے ہیں اور انکا گوشت بھیال کہا جاتے ہیں۔

تالاب زینکی موضع زینکی قصبہ شیخوپورہ ضلع گوجرانوالہ میں یہ تالاب ہرن مینار کے نیچے واقع ہے اٹھ سو اٹھاسی فٹ اسکا طول اور سات سو تین فٹ عرض ہے اور عمق اکیس فٹ سے کم نہیں ہے ایک بارہ دری بہت خوبصورت بنی ہوئی ہے اُسکے اندر جانے کے واسطے بڑی سیال کے پل کی مانند ایک پل بنا ہوا ہے اب اس تالاب کے بیچ میں کہو میں ہو گئی ہیں اس سبب سے زمین پانی نہیں بہتا تارخ گو جرانوالہ سے مستنبط ہے کہ یہ تالاب ہرن مینار کے ساتھ جہانگیر بادشاہ نے مسئلہ جلوسی میں تعمیر کرایا تھا ہرن مینار کا ذکر علیحدہ کیا گیا ہے

تالاب ساس ہو یہ تالاب گوالیار میں ساس بہو کے مندر کے قریب ڈہای سو فٹ لمبا اور ڈیڑھ سو فٹ چوڑا ہے عمق اسکا اب اٹھارہ فٹ ہے اسکے بیچ میں ایک لاٹھ بلا تاجر نصب ہے صاحب آر کی اولاجیل سر و انڈیا نے اس تالاب کو مندر سے پہلے کا بنا ہوا لکھا ہے لوگ اسکو مندر کے قریب ہونے سے ساس ہو کا تالاب کہتے ہیں۔

تالاب کپولی کپولی گا نویسی اور پونا کے درمیان واقع ہے اُسکے قریب یہ تالاب پادریاں ہے گھاٹوں کی شیر تیان بہت خوشنما اور مضبوط بنا ہی ہیں یہاں ہشمار جوان عورتیں فجر کو نہانے کے وقت تیرتی ہیں اور عوطہ بازی کے وقت چھلی کی سی آب و تاب دکھاتی ہیں دیکھنے والے کی طبیعت یہاں سے بٹنے کو نہیں چاہتی یہ وہی عورتیں ہیں جو شوہر مردہ کے ساتھ جگر خاک پڑھا کرتی ہیں ہنڈیک افسیلی میں لکھا ہے کہ اس تالاب کو نانا فر نویس مرثہ نے بصر ف ایک لکھ

تیس ہزار روپے کے تعمیر کرایا تھا ۔
 تالاب مان سرور یہ تالاب قلعہ گوالیار کے غرب کی طرف پہاڑ کا ٹکڑے میں فٹ گہرا بنایا ،
 موسم برسات میں پراب ہو جاتا ہے اس کی اولاجیکل سروے رپورٹ میں اسکا بانی راجہ
 مان سنگھ کو لکھا ہے جیسا کہ عین تعمیر ہوا ہے ۔

بمبئی اور قطب کے درمیان نواب صفدر جنگ کے مقبرہ سے تھوڑی دور یہ تین مقبرے
 ننگ خارا کے قریب بنے ہوئے ہیں بڑے مقبرہ کو حسین کچھ ننگ سے بھی لگا ہوا ہے مارکوٹ
 ہندبک میں بڑے خان کا لکھا ہے اور چوٹے کو چوٹے خان کا بیان کیا ہے سب چوٹے
 کو کابلے خان کا مقبرہ لکھا ہے آثارالصنادید منظر ہے کہ اصل میں یہ پٹھانوں کے مقبرے ہیں
 کتبہ نہونے کا صحیح حال دریافت نہیں ہوتا سال تعمیر ۱۷۵۸ء لکھا ہے موٹہ کی مسجد بھی لکھی
 ہے اسکا حال ردیف سیم میں درج ہے ۔

ترکیشوار دکن میں گدگ پرانی اور مشہور جگہ ہے وہاں قلعہ کے اندر یہ خوبصورت پرانا مسجد کی پوجا
 کا ہے اسکی مورت کے من سر میں مڑے صاحب کی تحریر اور ہسکے کتبہ سے ثابت ہوتا ہے
 کہ دو ہزار برس کا بنا ہوا ہے اسکی عمارت بہت بڑی ہے ۔

ترکوٹہ تال یہ چوٹا سا مکونہ تال قلعہ گوالیار میں شمال کی طرف پہاڑ کا ٹکڑے بنا یا اس کی اولاجیکل سروانڈیا
 رپورٹ سے واضح ہے کہ بہت مدت ہوئی جب راجہ جیتا پال نے یہ تال بند تھوڑے سا تہ بنوایا
 تھا یہ تھوڑا سا سندرسا لہا سال سے نیست و نابود ہے اسکی جگہ ایک ٹوٹا دروازہ جسپر کتبہ کندہ
 ہے راجہ وریانی کا بنوایا ہوا موجود ہے یہ دروازہ ۱۷۵۸ء میں تالاب کے قریب تعمیر ہوا تھا ۔

ترکوٹہ ناٹھسہ یہ خوش قطع سندربہار میں گیا سے چودہ میل جانب شرتی جہان کمی کنڈ میں
 واقع ہے اسکی عمارت بہت پرانی نہیں ہے کیونکہ رپورٹ اس کی اولاجیکل سروے انڈیا سے
 صاف ظاہر ہے کہ پہلا اس جگہ ایک سندرنندہ ع کا بنا ہوا تھا چنانچہ اسکے سنگ سیاہ کے
 دروازے یہاں اب تک موجود ہیں ایک دروازہ انہن کا جو بہت کندہ کار اور زیادہ تر خوبصورت ہے

پہلا جگہ
 پوجا کی جگہ

گردہ ہی مندر حال کی خوبصورتی کو نہیں پہنچتا اس عمارت کے نئے اور پرانے کل ستون خوشنما ہیں
 بڑی صورت ہیں بدہ کی ہے اسکی گردنوں میں گھٹنے ٹیکے سو بے ہاتھوں میں ہاتھ ملانے حلقہ ہاتھ
 بیٹھی ہیں ہنود اس مندر کو بہت مانتے ہیں ۵

تعلق آبادیہ عالی شان اور مضبوط اسی فٹ اونچی فصیل تعلق شاہ کے شہر کی جو ادب نے اپنے عہد
 ۱۷۷۳ء میں بنوائی تھی شاہجان آباد سے چھ میل بد پورگانو کے قریب پہاڑ پر واقع ہے یہیں بہت
 بڑے بڑے پتھر گھر کر لگائے ہیں اسکا دور چار میل سے کیتدر کم ہے اور گرد بہت عین خندق ہے اور
 جنوب میں قصر ہزار ستون کے قریب جو کہندڑ ہو گیا ہے اسکا قلعہ واقع ہے اسکی فصیل شہر کی فصیل کا چھ حصہ
 اور اوپر کنگورون کے ہونے سے بڑی نمود ہو گئی ہے اگرچہ اس عمارت میں نقش و نگار کچھ نہیں لیکن اسکی
 شان و شوکت دیکھ کر حیرت ہوتی ہے کنگم صاحب تم فرماتے ہیں کہ تعلق آباد معقلہ کے شاہجان آباد
 کم نہیں ہے تعلق آباد کا دور مع قلعہ کے پانچ میل ہے اسکی شہر پناہ کے تیرہ دروازے ہیں سب سے بڑا دروازہ تعلق شاہ
 مقبرہ کی طرف واقع ہے بعضے لوگوں کو کہتے ہیں مقبرہ کی طرف کھنڈرات میں پانی بہتا تھا ایک پل بہت مضبوط ہوا
 تو راجا علی عادل شاہ تانی بجا پور میں تخت نشین ہوا تو جو میوں نے کہا کہ نئے بادشاہ کو پرانا قلعہ
 اور شہر سزاوار نہیں ہوتا باہر میں اور نئے یہ دوسرا بجا پور آباد کیا اسکو ۱۷۷۳ء میں ملک
 نے اوجاڑا اور رہا سہا پورا رنگ زینے ویران کر کے بجا پور قدیم کو بدستور آباد کیا ایسا نکل کھنڈراؤ کل ہے
 یہیلی مندر گویا میں اس بند عمارت کے ہونے سے شہر کی عمارتیں دو چند خوبصورت ہو گئی
 ہیں اسکی وضع جنوبی ہندوستان کی عمارتوں سے بہت ملتی ہے یہ دیشنومی مندر ساٹھ فٹ مربع ہے
 اور جانب شرق میں دیوڑھی گیاہ فٹ ہے اس کے برج پر نہایت عمدہ کام کے پتھر لگے ہوئے
 ہیں اور جگہ جگہ بیل بوٹے کھدے ہوئے ہیں ایک دروازہ کی بلندی پچیس فٹ برج کے قریب
 پہنچی ہے اسکی چوٹی پر بہت خوبصورت گاروڈا کی مورت بیٹھی ہے دوسرا دروازہ میں فٹ بلند
 اسپر گنیش کی مورت ہے ارکی اولاجیکل سروے اڈیا رپورٹ میں لکھا ہے کہ ابتدا میں
 اس جگہ ایک دیشنومی مندر تھا اسکو سلطان فیض الدین تمیش کے عہد میں مسلمانوں نے جوڑے اگھاڑا

یہ عمارت سنگ مرمر اور شیشے کے درمیان تعمیر ہوئی ہے اس میں کئی کتبے کندہ ہیں +
تین تال اور علاقہ دکھن میں مندر کیلاس سے چند قدم کے فاصلہ پر یہ عمدہ عمارت مندر محل کی
صورت پہاڑ ہوتا کر کے بنائی ہے مندر نہ ہونے کے سبب لوگ اسکو تین تال کہتے ہیں لیکن دراصل
یہ کوہ کا مندر ہے دیکھنے والے کو حیرت ہوتی ہے کہ اسکی برابر نہ تو کوئی عمارت ہندوستان میں
دیکھی اور نہ اور ملک میں سنی حق یہ ہے کہ اسکا نانی رو سے زمین پر شاید کہیں نہ ہو ایک جزو پہاڑ کو
تہو تھا کر کے ستر تال یہ عمارت بنائی گئی ہے اسکا دروازہ گیارہ فٹ بلند اور اٹھ فٹ چوڑا ہے
اسکے اندر جا کر ایک دکشا صحن اور صحن کی ناف میں مندر ہے ہر منزل کی چھت اٹھ اٹھ کندہ
اور مربع ستونوں پر قائم ہے نیچے کی منزل کا فرش صحن کے فرش سے ملا ہوا ہے پہلی منزل
میں ایک نشین کے اندر بہت بڑی شیش کی صورت ہے یہ منزل ہی اور منزلوں کے موافق ہر طرف سے
کھلی ہوئی روشن اور ہوا دار ہے طول اسکا ایک سو اٹھارہ فٹ اور چھت فرش سے گیارہ فٹ بلند
ہے اس درجہ میں سوائے صورت شیش کے اور کئی صورتیں ادی ناہتہ وغیرہ کی بجائے قد گیارہ فٹ
سے کم نہیں کندہ میں داہنی طرف زینہ ہے جہاں سے دوسری منزل پر جاتے ہیں اس زینہ کی
چوبیس میٹر بیان میں بارہ میٹر بیان چوبیس فٹ سے بیس فٹ چھ پنجم میں ایک اور نشین اور اسکا اندر صورت
کر دایو کی جو راما کار سو میا تھا لکھشی کے طور پر بنائی ہے جان سیلنر ونڈر زاف اور اسے
شکست ہے کہ اصل صورت اس مندر کی یہی ہے جسکی یہاں پوجا ہوتی ہے بارہ میٹر بیان
اور چہرہ کر منزل ثانی ایک سو چودہ فٹ لمبی ہے اسکے چاروں طرف کوٹھیران میں اور ایک جانب
نشین میں لکھشی کی صورت ہے اس منزل کے دروازہ کے دونوں طرف دو صورتیں ہلیج کی
کھڑی ہیں اور ایک جانب جمو کی صورت بیٹی ہے اس مقام سے پہر چوبیس میٹر بیان اور چہرہ
تیسری منزل منزل ثانی سے نہایت خوبصورت بنائی ہے اگرچہ یہ منزل دونوں منزلوں
سے چھوٹی ہے لیکن اسکی جلا اور کندہ کاری میں کاریگروں نے باقتسانی کی ہے اس میں
سہدیو۔ پانچون پانڈو۔ ہیم۔ ارجن۔ دہرم راجہ اور اور کئی دیوتاؤں کی نہایت بڑی بڑی

مورین صفای اور خوبصورتی سے بنایا ہن خصوصاً راما اور سینا کی مورین تو ایسی بڑی بڑی ہن ہیں کہ انکے دیکھنے سے حیرت ہوتی ہے کتاب جان سپلی سے واضح ہے کہ ابتدا میں اس عمارت پر نقاشی ہو رہی تھی بسبب پرانے ہونے کے جاتی رہی مگر اب بھی کہیں کہیں غور کرنے سے کچھ نشان معلوم ہوتے ہیں بلندی اس مندر کی فرش صحن سے نصف متر بلندی تک ساٹھ فٹ ہے اسکی ساخت چینی کے ذریعہ سے ہوئی اور نو صدی عیسوی میں ماہر ایلو کے حکم سے بنایا گیا ہے۔

تین ترپولہ شاہجہان اباد سے تھوڑی شمال مغرب بٹنری منڈی کے قریب دور جان باغ محلہ ارخان ہے یہ بہت بڑے بڑے دو دروازے ہیں انکی تین تین محرابیں ترپولہ کے نام سے مشہور ہیں۔ آثارالصنادید سے واضح ہے کہ پشتران دروازوں کے درمیان ایک بازار آباد تھا اور اسکے سروں پر یہ دروازے نواب ناظر محلہ ارخان نے ۱۷۲۸ء میں بنوائے تھے انپر کتبے موجود ہیں انکی حیثیت اب تک درست ہے صرف کہیں کہیں مرمت کی ضرورت ہے انکے قریب نواب محلہ ارخان کا باغ ہے اسکے اندر بہت بڑا حوض نہر کے پانی سے بہا رہتا ہے ۱۷۲۸ء کے بعد سے باغ میں کئی سیلے ہوتے ہیں ہندوانی سیلاب ہونا کا اور مسلمانوں میں ہر سال شکر کے میلے عیدین کے بعد بڑے بہاری ہوتے ہیں ہزار ہا آدمی سوار و پیادے جمع ہو جاتے ہیں باغ کے اندر چھ چھ پر خو پانچے والے طرح طرح کے سووے بیچے ہیں اور بیاک عیاش آدمی اپنے مشوقین کے ساتھ دل بہلاتے پرتے ہیں اکثر شریف آدمی اس میلے میں جانے سے اجتناب کرتے ہیں

باب تاسع ہندی

ٹاون ہال میونسپلٹی عہدہ میں پرانے محل کے سامنے یہ نہایت عمدہ عمارت انگریزی وضع کی دو سو فٹ لمبی اور سو فٹ بلند ہے اسکے اندر کئی درختے اور کے مکان میں جو سو فٹ مربع ہے کیشی ہوتی ہے شمالی اور جنوبی درجوں میں کتب خانہ ہے اس میں ایک کتب خانہ کتب میں جو وہ ہیں اس عمارت کے متون بہت عمدہ لندن سے بنگرانے میں یہاں چند مورین صاحبان جلیل القدر کی

اور کچھ تصویریں راجاؤں اور ریسوں کی بطور یادگار کی یادگار کے رکھی ہیں ہند بک اف مرے سے واضح ہے کہ یہ عمارت سنہ ۱۸۵۷ء میں شروع ہوئی اور پندرہ برس میں کرنل ٹامس کو نر صاحب انجینئر کے اہتمام سے انجام کو پہنچی اسکی تیاری میں چھ لاکھ روپے صرف ہوئے ہیں *

باب ہفتم

جامع مسجد احمد آباد یہ عالی شان مسجد میں طرف نیگین ستونوں کے گنبد دار بلان میں شہر احمد آباد کے ماہک چوک میں واقع ہے اسکے تین دروازے ہیں اور جانب ب میں خوبصورت مینار ہیں بیچ کی بڑی محراب کے دونوں طرف دو بلند مینار جھکے باہر کی طرف تین تین آشیانے اور اندر کے ترخ پٹریاں بنائی ہیں بہت دور سے معلوم ہوتے ہیں شام کے ہو چال کے سبب یہ مینار اوپر سے شکستہ ہو گئے ہیں صحن کی ناف میں حوض ہے وہ پانی سے لبریز رہتا ہے طول اس مسجد کا شرق سے غرب کو چار سو فٹ اور عرض شمال سے جنوب کو دو سو ساٹھ فٹ ہے اس مسجد میں ساڑھے تین سو کنڈہ کار ستون ہندوانی عمارتوں کے لگے ہیں اسکا پہرنگی کے سبب بالکل سیاہ ہو گیا ہے اکثر جگہ پتھر اکھر جانے سے مٹی ہوئی مورتیں نظر آتی ہیں بیچ کی محراب پر کتبہ کنڈہ ہے مرات آفتاب اور مرز ہند بک امدیا سے منکشف ہے کہ اس مسجد کو سلطان ناصر الدین ابوالفتح محمود شاہ بن سلطان نے سنہ ۱۸۵۷ء میں بنوایا تھا اب مرمت طلب ہوتی جاتی ہے اسکے شرقی دروازہ کے سامنے مسجد کا مقبرہ ہے اسکا حال علیحدہ لکھا گیا ہے *

جامع مسجد اکبر آباد اس خوبصورت عمارت کو سنگ سرخ اور سنگ مرمر سے دہلی دروازہ قلعہ اکبر آباد کے سامنے تعمیر کیا ہے گو اسکی شان و شوکت بہ نسبت جامع مسجد دہلی کے تو بہت کم ہے الا آنر مسجدوں سے بہتر اور زیادہ خوبصورت معلوم ہوتی ہے اسکے صحن کی ناف میں حوض ہے اور بلان کے اوپر تین برج سنگ سرخ کے بہت خوشنما بنائے ہیں اور والان کی روکار پر نیچے سے اتر تک سنگ مرمر میں سنگ موسیٰ کی پچی کاری سے آیات قرآنی کنڈہ کی ہیں اس مسجد کے دروازوں میں شرقی دروازہ جسکے تین راستے ہیں حال کا بنا ہوا ہے پہلا دروازہ ایام غدر میں سرکار نے مسمیٰ ہے

تورڈالاکھ پورٹ ارکی اولاجیکل اسٹنٹ سمرویر انڈیا سے ثابت ہے کہ اس مسجد کو
 جہان آرا بیگم شاہجہان کی بیٹی نے سنہ ۱۶۵۸ء میں بنوایا تھا۔ ✽
 جامع مسجد اوزنگ آباد یہ مسجد اوزنگ آباد کن من بہت بڑی سادی وضع کی ایسی خوب
 نہیں ہے جیسی اور بڑی مسجدیں مغلیہ وقت کی بنی ہوئی ہیں اسکے لداؤ کی قیمت ستونوں پر قائم ہے
 اسکے اندر ممبر اور حوض نہیں ہے جاں کیلی صاحب نے لکھا ہے کہ اوزنگ زریٹ مالگیر نے بنوائی ہے
 اسکو بنے ہوئے تخمیناً پونے دو سو برس کا عرصہ ہوا۔

جامع مسجد بٹالہ پنجاب میں شہر بٹالہ کے اندر یہ مسجد اور عمارتوں سے عمدہ ہے وہاں کوئی
 عمارت اسکی برابر خوبصورت نہیں ہے آرائش محفل سے واضح ہے کہ یہ مسجد قاضی عبدالحی نے
 سنہ ۱۶۵۸ء میں بنوائی تھی۔ ✽

جامع مسجد بیجا پور یہ عالی شان مسجد بیجا پور میں بہتری محل کے فریٹاق ہے اسکی چار دیواری
 چالیس فٹ بلند اور دروازہ چائیکال ہے چار دیواری میں اندر کے رخ تینوں طرف طاق نامحور
 ہیں جانب غرب بیچ کی محراب ایک سو بیس فٹ بلند اور دو سو چالیس فٹ سے ایک سو اسی فٹ مربع
 وضع میں جامع مسجد دہلی کی محراب سے بہت ملتی ہے اس مسجد کا دالان مع برج اور دروازہ کے
 ایسا خوبصورت بنا ہے کہ یہ عمارت زمانہ مغلیہ کی عمارتوں سے کچھ کم نہیں چھٹی قرے حساب
 کہتے ہیں کہ اس مسجد کو علی عادل شاہ اول نے اپنے باپ ابراہیم شاہ کے عہد ۱۶۵۸ء میں بنوائی تھی
 سنہ ۱۶۵۸ء میں بنوایا تھا۔ ✽

جامع مسجد پانی پت دہلی سے شمال کی طرف یہ مسجد قصبہ پانی پت میں واقع ہے تخمیناً آٹھ سو
 پچیس برس پہلے کہ محمود غزنوی نے بطور انبی یادگار کے اس مسجد کو تعمیر کروایا تھا اور اوزنگ زریٹ نے
 اپنے عہد میں اسکی مرمت کروائی تھی یہ مسجد بالکل کھنڈر پڑی تھی صرف ایک برج باقی رہ گیا تھا
 آٹھ برس ہوئے کہ پانی پت کے مسلمانوں نے دس ہزار روپے بطور چندہ کے جمع کر کے اسکو بنوایا
 یہ خشتی عمارت اب اصلی صورت پر نہیں رہی مگر باقبار قدامت ہندوستان کی اور مسجدیں اسکی بعد کی ہیں

جامع مسجد شہر یہ ذیشان مسجد جمین ایک سو گنبد میں سندھ میں شہر شہر کے اندر واقع ہے
چھ سو فٹ سے تن سو فٹ مربع ہے یہ عمارت چوندہ اونڈین کی منظر سے لگی ہے گنبد پر نئی طرح کی رنگت دی ہے
یہ کی سنگین محراب پر بہت خوشخط کتبہ موجود ہے ہند بک آف مرے سے واضح ہے کہ
۱۶۷۱ء میں سلطان ابراہیم شہر نے اسکی تعمیر شروع کی اور ۱۶۷۲ء میں بحری مطابق
۱۶۷۱ء میں اورنگ زیب عالمگیر نے تمام کو پہنچائی جیسی خوبصورتی اسکی پہلے ہی اب نہیں رہی *
جامع مسجد جو چنور جو چنور میں یہ مسجد بہت عمدہ اور سنگین ہے کتبہ میں تاریخ تعمیر جامع الشرق کتہ
آرائیس محض میں لکھا ہے کہ سلطان ابراہیم شہر نے ۱۶۷۱ء میں اسکو تعمیر کرایا تھا *
جامع مسجد لاہور شہر لاہور کے محلی دریاے راوی کے کنارے یہ عالیشان سنگ سرخ
کی مسجد اورنگ زیب عالمگیر نے بنوائی ہے اسکے چاروں گوشوں پر چار بڑے بڑے مینار اور دالان پر
تین سفید برج ہیں شرقی دروازہ بہت بڑا ہے صحن کے وسط میں حوض بنا ہوا ہے اسکی تعمیر
پانچ لاکھ روپے صرف ہوئے تھے اسکی قطع دہلی کی جامع مسجد کی مانند ہے جن ہزار ہا آدمی نماز
پڑھ سکتے ہیں اسکا صحن خشتی ہے *

جامع مسجد قسنوج یہ مسجد قلعہ کہنہ کے بیچ میں ایک بلندی پر واقع ہے اسکے دالان کا طول ایک
اٹھ فٹ اور عرض چھ فٹ ہے صحن کے گرد جو بلند دیوار ہے اسکا اٹھ چھ فٹ ہے دالان کی
چہت جمین تین گنبد ہیں بالکل ہموار اور ستونوں کی چار قطاروں پر قائم ہے اگلی صورت اس مسجد
کی مرمت کے سبب تبدیل ہو گئی ہے ارکی اولاجیل سر دیویرا ڈیا جنرل کننگھم صاحب
رقم فرماتے ہیں کہ پہلے یہاں ایک مندر تھا جسکو ابراہیم جو پوری کے عہد ۱۶۷۲ء میں بحری
مطابق ۱۶۷۱ء میں مسلمانوں نے توڑ کر یہ مسجد بنائی چنانچہ اسکی کل ستون مندروں
اور بنجانوں کے لگے ہوئے ہیں *

جامع مسجد کامبی شہر کامبی حا طہ بی بی میں یہ مسجد کل دو سو فٹ ہے گردان اپنا نظیر نہیں
اسکے گنبد اور ستون بہت خوشقطع ہیں اسکے اندر ملک التبار کا مقبرہ ہے اسکا شمالی مینار چلی کے

صد مہ سے گزرا ہے کسی نے اب تک اسکی مرہمت نہیں کروائی صاحب ہند بک ایچی
کہتے ہیں کہ اس سے پہلے یہاں جینیون کا مندر تھا اسکو ٹوڑ کر یہ مسجد ملک التجار نے بنوائی
ہے چنانچہ مسجد کے دروازہ پر کتبہ موجود ہے ۛ

جامع مسجد گوالیار قلعہ گوالیار میں عالمگیری دروازہ کے قریب جہان گو جری محل ہے
یہ عالیشان مسجد بہت خوبصورت اور پاکیزہ بنائی ہے اس کا پتھر نہایت عمدہ نگت کا ہے
اس میں دو مینار اور تین برج ہیں اور نہایت خوبصورت نہری کلیساں چھری ٹی میں محرابوں کی
پیشانیوں پر خط کوفی میں آیات قرآنی کندہ ہیں اس مسجد میں جوشنگین عمارت سفید رنگ کی ہے
وہ محمد خان نے ۱۷۶۴ء میں بنوائی تھی جنرل کننگھم صاحب بہادر قنطرز ہیں کہ تخمیا پونے
دو سو برس ہوئے جب اس مسجد کو اوزنگ یہ عالمگیری نے اپنے عہد سلطنت میں بنوایا تھا

جامع مسجد گہاڑا ایسی سے ہو کر جاتے ہوئے ماٹو کے کھنڈرات میں یہ جامع مسجد سار
پڑی ہے اسکو بہت کرسی دیکر بنایا ہے تینوں طرف ستونوں کے دالان منہدم پڑے ہیں
دروازہ کے روبرو شیروان اب تک موجود ہیں ہند بک اف مرے صاحب کا ہر ہے
کہ اس عمارت کو ہوشنگ غوری نے بنوایا تھا ۛ

جامع مسجد لاہور دہلی دروازہ شہر لاہور کے اندر یہ عمارت خشتی نہایت عمدہ بنی ہوئی ہے
اسکا صحن بہت دلکش ہے اسکے وسط میں حوض میں فٹ مربع مع فوارہ کے بنا ہوا ہے صحن کے
تین طرف خوبصورت حجرے اور جانبے دالان مسجد پر پانچ گنبد خوش قطع بنے ہوئے ہیں بیچ کا
برج سب سے بڑا ہے دالان کے اندر غربی دیوار میں پانچ محرابیں اور باہر دائیں بائیں دو نشست پہلو
مینار ہیں ان میں چکر دار شیروان ایک نوستر بہت خوبصورت بنی ہوئی ہیں یہ مسجد اندر سے طول میں
حد شرقی سے حد غربی تک ایک سو پچانوے فٹ اور عرض میں حد شمالی سے حد جنوبی تک ایک
بیس فٹ ہے صحن میں دالان کے روبرو نماز کے واسطے جو چوترہ بنا ہوا ہے اسکا عرض چھ فٹ
ہے اس خشتی عمارت کے اندر جگہ جگہ سنگ مرمر میں آیات قرآنی اور تعمیر کے کتبے کندہ ہیں

اور باہر کے رخ زیر سجدہ دوکانین اور گردسکانات اباد میں تحقیقات چستی سے واضح ہے کہ اس مسجد کو وزیر خان کی مسجد اسیے کہتے ہیں کہ نواب وزیر خان نے شہنشاہ میں اسکو تعمیر کرایا تھا۔

جامع مسجد متھرا مہرا میں کٹرے کے اندر جو کیشور اے کا مندر برپا پرانا اور بہت لاگت کا تھا اسکو پہلے تو محمود غزنوی لوٹ چکا تھا رہا سہا اور نگ زیب عالمگیر نے سمار کر کے اُسکے قریب یہ مسجد بہت خوش وضع اور مضبوط بنوائی اسکا دالان نہایت دلکش بہتر فٹ لمبا اور چھیا سٹہ فٹ چوڑا ہے آسکے روبرو صحن کے موافق چھیا سی فٹ چکلا میں فٹ بلند چوتر بنا ہوا ہے اسکے چھ مندر کیشور اے کی بنیاد کے نشان اب تک باقی ہیں آر کی اولاجیکل سرویرانڈیا قطر زمین کہ اس مسجد کی تعمیر عالمگیر کے سہ جلدی میں ہوئی ہے

جرکیشوار منلاع ڈٹا ربی احاطہ میں جو ایک قصبہ منگل ہے اسکا نام پران میں ویرا تاگڈ راجہ ویرانا کا اباد کا کیا ہوا لکھا ہے وہاں یہ جرکیشوار اتار کا مندر سنگین کندہ کار اور عمدہ بنا ہے یہ مندر بہت پرانا ہے اس میں سوا چوبہ کیشوار کی صورت کے اور یہی کمی مور میں موجود ہیں ہند بک اف مرے میں لکھا ہے کہ اہل ہنود کے نزدیک اس جگہ جرکیشوار نے کرشم دیو کو مارا تھا۔

جگناتھ او دیپور ریاست او دیپور میں سب عمارتوں سے اعلیٰ یہ جگ مندر ہے اس میں سینکڑوں پوجاری رہتے ہیں اسکی وضع جگناتھ پری کے مندر سے بہت ملتی ہے اسکو استفادہ کر سکی ہے کہ پچاس میٹر بیان چڑھ کر اسکے دروازہ تک جانا ہوتا، دروازہ سے اندر جا کر تمام مکانات اور برج سنگ مرمر سفید کے نہایت خوبصورت اور کندہ کار بنے ہوئے ہیں بڑے دروازہ کے روبرو یعنی میٹر بیون سے اثر کر سنگ مرمر کے دو ہاتی دامن میں چوٹے چوٹے چوترون کٹرے میں اس مندر میں اگر جگہ ایسی نسبت اور جلاکاری کی ہے کہ اسکی دیوار میں مثل آئینہ کے چمکتی ہیں جگناتھ کی صورت بڑے ہشت پہلو برج کے اندر ہے انڈیا انٹینٹ ایجنڈوں کی

سے واضح ہے کہ اس مندر میں پوجا کے واسطے دو در دور سے خلقت آئی ہے اور جب تمہ جگا
 کا سیلا ہوتا ہے تو ہزاروں آدمی مورت کی سواری کے ساتھ ہوتے ہیں اور جو قوت ملانا صاحب
 تشریف لاتے ہیں تو اور ہی لطف ہو جاتا ہے ۔
 جگنا تہ اوڈیہ یہ عالیشان پڑانا مندر پری ملا قہ اوڈیہ میں مندر کے کنارہ گلہ سے
 دو سو ساٹھ میل جنوب کو واقع ہے فرگسن صاحب نے کچھ رسک آر کی ٹیگر ہندوستان میں
 لکھا ہے کہ ابتداء یعنی تہاگ میں جسکو کئی ہزار برس گزے راجہ اندر دیو مناعرف راجہ اندر میں نے
 یہاں مندر بنوایا تھا یہ مندر جو اب جگنا تہ کے نام سے مشہور ہے راجہ انگ بہیم دیو گجپتی نے
 ۱۸۵۷ء میں بنوایا ہے اسی شکل اس ترکیب پر ہے کہ اول ایک پختہ فیصل میں فٹ بلند بنا کر او میں
 مٹی اور بلہ لگورون تک استدر بہر ہے کہ چار دیواری کا چوترا بن گیا ہے یہ چوترا جو چھ طرف سے
 ساڑھے چھ سو فٹ لمبا ہے کل دو میں ہزار چھ سو فٹ ہے اسکو بنا کر اسپر عمارتیں اور بڑا برج
 جو بلند میں موافق برج بونانیو ار کے ہی سنگین بنا یا ہے اس میں چوٹے چوٹے کئی منٹا پلے یعنی
 دروازے میں یہاں پاس کے قریب مندر بنے ہوئے ہیں لیکن بڑے پاگوڈے کو جگنا نام کو لڑا مٹی
 تہا لوجی میں بردیوالی لکھا ہے کوئی سند نہیں ہو چتا یہ برج ایک سو چوراسی فٹ بلند اور اندر سے
 اٹھائیس فٹ مربع ہے ہونر انڈیا سے نکشف ہے کہ مندر میں ناخدا در دور اس برج کو دیکھ کر
 کشیان چلاتے ہیں گویا کہ یہ برج اونکار ہما ہے اسکا بڑا دروازہ شرف رویہ ہے اسکے اندر سنگیان
 پر جگنا تہ کی مورت مع دو اور مورتوں کے رکھی ہے یہ دونو مورتیں جگنا تہ کے ہما اور ہمن کی
 ہیں صاحب مرآت اقبالی نے لکھا ہے کہ جگنا تہ کی مورت سنگین ہے ترشاید پہلی کوئی اور
 مورت سنگین ہو یہ مورت جو اب موجود ہے چوٹی اور بہت پڑانی ہے فرگسن صاحب نے
 یہی اسکو چوٹی لکھا ہے ہونر انڈیا سے ثابت ہے کہ یہ برج جس میں مورت ہے ہر روز فجر کو
 وقت میں پر کہلتا ہے اور جو لوگ یہاں میں گس کے اندر گرد نواح میں آباد ہیں اوپر خراج مہا
 ہے وہ نقد اور دودہ دہی چانول اور میو جات وغیرہ مورت کے روبرو بطور نذرانہ کے

منٹا پور دروازہ کو کچھ ہیں

اس مندر کے مندر میں
 میں کل درو جان سکے منٹا پور
 ہا گیا اور وہی سب سے بااں سکھارو
 خراج نہیں لیتے

چڑھا دے لاکر انبار لگا دیتے ہیں یہاں کے پوجاری جکی خانہ شماری بوجب کتاب
کو لڑنائی تھا لوجی کے تین ہزار نو سو ہے اسپین بانٹ لیتے ہیں اور جگنا تہ کی مورت
کو تین دفعہ بوجن کراتے ہیں یہ مورت ایک گھڑی ہوئی لکڑی چھ فٹ بلند اور اسی قدر
گول ہے اسکے چ میں گردن بنائی ہے اور پوشاک سے آراستہ کر رکھا ہے اسکے ہاتھ
کا نوں کی جگہ اور کہیں گول بہت بڑی بڑی ہیں دہن موافق چاند کے مدور ہے مندر کے
باہر ایک خوبصورت اور بہت بڑا چوہی رتہ مندر کی صورت بنا ہوا کھڑا ہے اسپین چوٹے
چوٹے سولہ پیٹے اور گھڑوں کی جگہ چار بڑی بڑی لکڑیاں لگی ہوئی ہیں ہونتر انڈیا سے
منکشف ہے کہ ماہ مارچ میں یہاں رتہ جاترا کا میلہ بہت بہاری ہوتا ہے اسپین ہر سال
تختا ڈیزہ لاکھ آدمی ہندوستان کا جمع ہوتا ہے رتہ میں مورتیں سوار ہوتی ہیں فرگسن صاحب
کی تحریر سے واضح ہوتا ہے کہ جب یہاں رتہ جاترا کا میلہ شروع ہوتا ہے تو پہلے روز جگنا تہ
کے بہائی بلبھدر کی مورت کو رتہ میں چڑھا کر بہت بہیر کے ساتھ گونڈیا فور میں لیجاتے ہیں
دوسرے روز جگنا تہ کی بہن بہدرا کی مورت کو اسی جگہ پہنچاتے ہیں تیسرے روز جب تمام
خلقت جمع ہو جاتی ہے تو جگنا تہ کی مورت کو رسیوں میں بانڈ کر ٹیکل تمام مندر سے باہر
لا کر شنان کراتے ہیں اور تک لگا کر کپڑے پہنا کر رسی سے کش کے بہت سے آدمی اسکو
رتہ میں سنگیاں پر بٹھاتے ہیں اور خود ہی مورت کے ساتھ رتہ میں سوار ہوتے ہیں اول تو
رتہ بہاری اور پیٹے چوٹے دویم اوکے اندر آدمیوں کی کثرت ہوتی ہے اس سبب سے
سینکڑوں آدمی ملکر اسی رسون سے نہایت محنت کے ساتھ کہنچتے ہیں اسکے آگے پیچھے
انہو کثیرین ہاتھوں پر نشان اور سنگھ اور باجون کا بہت شور وغل ہوتا چلتا ہے اس طرح
ایک عرصہ میں یہ رتہ گونڈیا فور میں جا پہنچتا ہے وہاں سنے دس روز کے بعد مورتوں کو
مندر میں واپس لاتے ہیں اور جب تک انکی شپوائی کے لئے تمام خلقت یہاں منتظر و مقیم رہتی
ہے یہ رواج رتہ جاترا کا خاص اسی جگہ ہے ہندوستان میں ایسا رواج اور کہیں نہیں ہے



گن مترا و رب

ابتدا میں میلے کے دن صد ہا عورت و مرد نہتہ رہتے تھے۔ نیچے گر کر مر جاتے تھے۔ ہند
اس موت کو باعث نجات جانتے تھے جو لوگ مر جاتے تھے اور کئی لاشوں کو اس وجہ سے
کوئی اڑھتا نہ تھا کہ اگر انکی ہڈیاں رہتے تھے تو پائے ہل جاتے تھے۔
مگر اب مدت سے یہ رواج جاتا رہا۔

جگنا تہہ الورا الورا علاقہ دکن میں اندر کے اندر کے قریب پہاڑ تھو تھا کر کے یہ ہند
ایسا بے نظیر اور عظیم الشان بنایا ہے کہ ایک طویل طویل محل معلوم ہوتا ہے بلکہ اسپرنگاہ کا
کر سکتی اسکی سوراچہت بڑے بڑے کندہ کار کھونڈوں پر قائم ہے اور فرش سطح زمین سے
قد آدم بلند ہے کئی سیر بیان چہرہ کر اندر جاتے ہیں اس مندر کو چینی کے ذریعہ سے ایسا
مجلد و کندہ کار بنایا ہے کہ مثل اسکی کوئی اور عمارت نہیں ہے اسکی اندرنگی نورقین حورونکی بہت
کندہ میں پہلے ہند بھون سے زیادہ آباد تھا جب اونگت ریب عالمگیر یہاں آیا تو اونے جگنا
کی صورت کو توڑ ڈالا اور کئی ہزار برہمن جو اس مندر کے پوجاری تھے اذکو مجوس و مقبول کیا اور مندر
میں ایک گاؤں ہی فوج کرادی مگر پہر یہاں کوئی پوجا کرے اسوقت سے یہ مندر ویران ہے
مگر اب ہی اسکی شان و شوکت حد بیان سے باہر ہے اسکے دیکھنے سے تعجب حاصل ہوتا ہے
کیز انیشنیٹ انڈموڈرن انڈیا سے ظاہر ہے کہ یہ مندر جو بڑی لنکا کے نام سے مشہور ہے
راجہ ایلونے نو صدی عیسوی میں بنوایا تھا اور اسی کتاب کی نوٹس سے ظاہر ہے کہ اس مندر کے
تیاری میں بعضوں کے نزدیک چالیس ہزار سنگ تراش چالیں برس تک مصروف رہے اور بعضوں کے
نزدیک سات برس تک سولہ لاکھ آدمیوں نے کام کیا اب مندر میں گاہی گاہی کوئی برہمن جا پڑتا ہے
جل مندر ستارہ ستارہ احاطہ مٹی میں محل ستارہ کے قریب تالاب کے بیچ میں یہ
خوبصورت مندر مرہٹوں کا بنا ہوا ہے اس میں سیوا جی فرہے کی تلوار بہوانی جی مشہور ہے یہ تلوار
چار فٹ کئی انچ لمبی اور سیدھی ہے اکثر کتب سے ثابت ہے کہ اس تلوار سے سیوا جی فرہے
نے فضل خان سپہ سالار بجا پور کو قتل کیا تھا سو اسی اس شمشیر یہاں ایک اور چھوٹی تلوار راجہ

کی بھی دیوی کی جگہ کسی نے ہندبک افہے سے ظاہر ہے کہ یہ مندر ۱۷۱۷ء میں تعمیر ہوا ہے
 جتہر مندر بنارس یہ چونے گچ کی عمارت بنارس میں راجہ جیننگہ سوانی کی بنوائی ہوئی ہے اسکی
 تعمیر کو تخمیناً دو سو برس کا عرصہ ہوا اب اس جتہر کے آلات میں صرف نرمی والا سمرات جتہر
 اور ایک کراتی اور تہہ باقی ہے ڈاکٹر ہوکر زہا لایان جرنیل سے ثابت ہے کہ کوئی آٹھ
 ان میں کا اب کام نہیں دیکتا

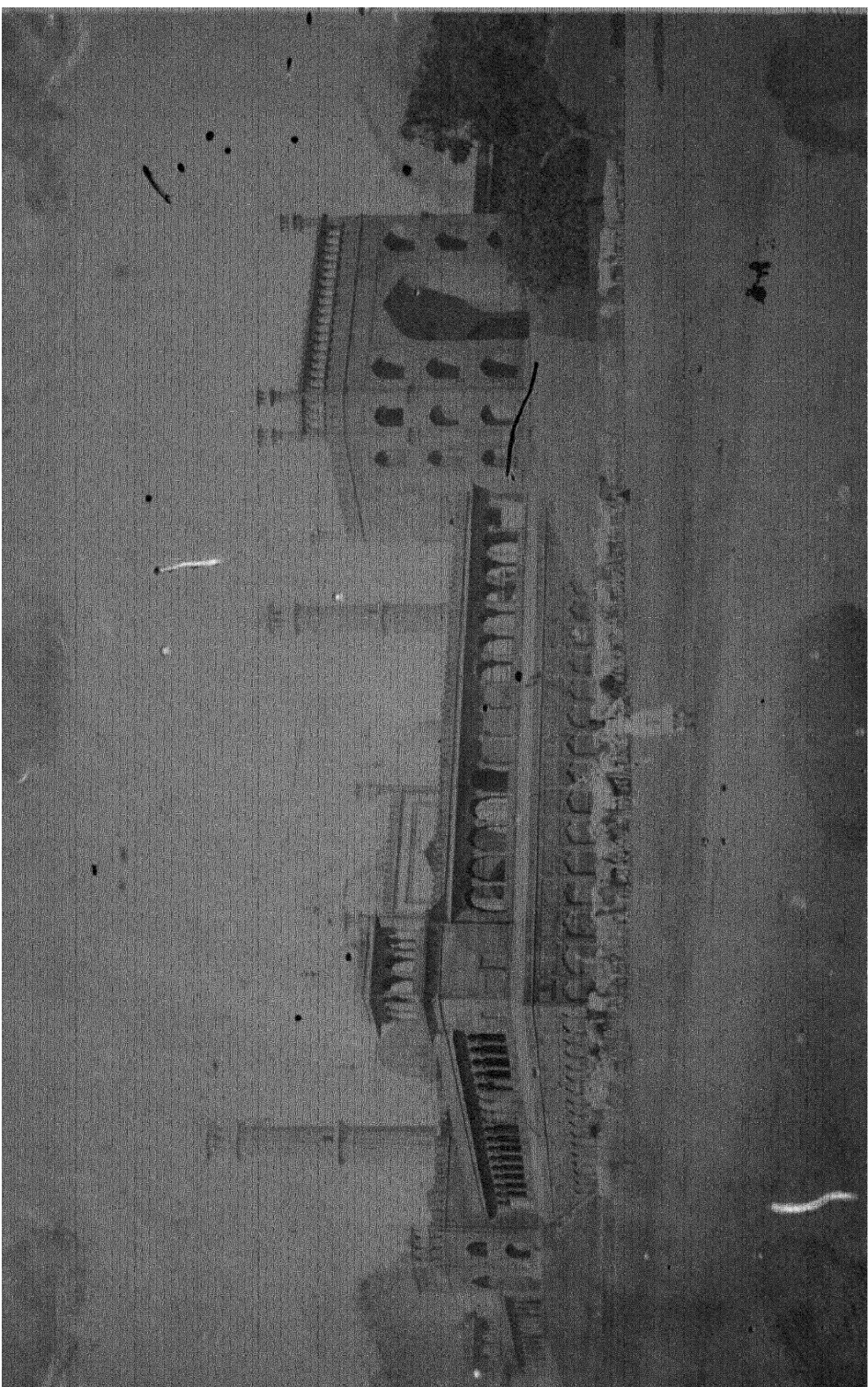
جتہر مندر دہلی یہ عمارت دہلی سے قلب صاحبک جاتے ہوئے جینگہ پورہ کے قریب واقع ہے
 ۱۷۱۷ء میں راجہ جیننگہ سوانی نے جتہر بنارس کے ساتھ حب الحکم محمد شاہ بادشاہ کے بنوائی
 تھی اسکے آلات کے نام سید احمد خان صاحب نے بے پرکاش رام جتہر اور سمرات جتہر لکھے
 ہیں صرف ایک آٹھ انچ کا اتک بہت ٹھیک اور درست اور باقی آلات بالکل مسمار پڑے ہیں
 ان جتہروں کے ہمراہ راجہ جے سنگھ نے دو اور جتہر مندر متہرا اور جے پور میں بھی بنا کئے تھے
 جو الادوی یہ مندر پرانے قلعہ اوجین سے چھ سو فٹ کے فاصلہ پر نیا بنا ہے واپر کٹر
 جرنل کننگھم صاحب نے اسکی دیوی کو اوجینی دیوی لکھا ہے اسکے قریب ایک مندر ہو تیسرے
 دوسرے کہتیس اور تیسرا ناگ ناتھ واقع ہے لیکن اس بڑے مندر کو ان مندروں کی عمارتیں نہیں چھوڑ
 یہاں ہرچیت کی آٹھی کو میلا ہوتا ہے

جو گمایا یہ ریختہ کا مندر دہلی سے جنوب میں قلب صاحب کی مینار سے تھوڑی دور واقع
 ہے اس کی بلندی اکتالیس فٹ ہے اور برج پر آئینہ دار گلس بڑی نمود کا لگا ہوا ہے اسکے گرد
 بہت بڑی نختہ چار دیواری ہے آسین دروازہ جنوب کی طرف ہے اور بہت سے سنگین مکان
 چار دیواری کے اندر بنے ہوئے ہیں یہ مکانات دہلی کے ماخون کے بنوائے ہوئے ہیں یہ جگہ اب
 پرستگاہ ہوگی ہے آثار الصنادید سے ثابت ہے کہ اس عمارت کو راجہ سید مل نے ۱۷۱۷ء
 میں تعمیر کروایا تھا ہرینچر کو یہاں دہلی کے بنیے اگر پوجا کرتے ہیں اور موسم ہر سات میں چند سال
 پھول والوں کی سیر کے زمانہ میں یہاں بھی چکھا چڑھتا ہے

جو مالگڈہ مضبوط اور پڑنا قلعہ گجرات میں نامی عمارت ہے اسکو بننے ہوئے بہت عرصہ ہوا۔
 شہدیک آف مرے سے ثابت ہے کہ محمود گجراتی نے اس قلعہ کو فتح کر کے مرست کر لیا
 اور ایک شہر اس کے قریب آباد کیا اس سے تھوڑی دور پہاڑ چبکو گزرا پر رہتا کہتے ہیں جنیون کا
 نیم ناتہ اور اتار ہوا تھا اس پہاڑ کی چڑھائی بذریعہ میٹریوں کے اور سب جگہ تک چلی گئی ہے کہ جہاں
 چند قدموں کے نشان اور ایک کنڈ ہے اسکا پانی بہت ہلکا اور شیرین ہے اسکو پہاڑ کہو دکر
 بنایا ہے کنڈ سے اس طرف نیم ناتہ کے سندر کی سنگین عمارت جو اوسین جنیون کی موت میں بنی ہے
 جو ٹر آتا لالاب قلعہ گو ایار میں شاہجہانی محل کے قریب یہ تالاب دو سو فٹ کا مربع اور اٹھ فٹ گہرا
 خستی بنا ہوا ہے موسم برسات میں پراب ہو جاتا ہے اور کی اولیٰ شکل سرو کے اندیا رپورٹ
 میں لکھا ہے کہ ۱۳۳۰ء میں تعمیر ہوا ہے تھوڑا عرصہ ہوا کہ ہیرا مان ایک نشی نے اسکی مرست کر ڈالی تھی
 جہاں نمایہ نہایت عالیشان اور بے نظیر عمارت جسکی دور دور شہرت ہے شاہ جہان آباد
 میں قلعہ سے غزب کو چیلانا می پہاڑی پر کہ جو اسکی کرسی میں لگتی ہے اور اسکو سرتا پا اس مسجد کو یکنگ سنگ
 اور سنگ مرمر سے بنایا ہے اسکے تینوں دروازوں کے آگے نہایت خوبصورت میٹریاں
 اور اوپر مکان ہیں انکے کوٹا برنجی مضبوط بنے ہوئے ہیں شرقی دروازہ سب سے بڑا اور زیادہ شگفتہ
 ہے اسکی میٹریوں پر شام کے وقت بانار گزری لگتا ہے شمالی اور جنوبی دروازوں میں پولیس کا
 پہاڑ تھا ہے مسجد کے اندر دلکش صحن چار سو اٹھ فٹ لمبا ہے اسکی ناف میں نہایت خوبصورت
 حوض سنگ مرمر سفید کا صاف پانی سے لبریز رہتا ہے اوسین خواہ چلتا ہے صحن کے تین طرف
 بہت خوبصورت سنگ سرخ کے دو درختے دالان بنائے ہیں اور کونوں پر چار سنگ مرمر سفید
 کے برج کلیونڈار ہیں اونکے نیچے سنگ سرخ کی بارہ دریاں بہت خوبصورت کلیونڈار بنی ہوئی
 ہیں غربی ضلع مسجد کا بہت بڑا دو پہر والاں دو سو ایک فٹ لمبا اور ایک سو بیس فٹ چوڑا نہایت
 خوبصورت فرش صحن سے بہت بلند بنا ہوا ہے اسکے اندر سات طاق سنگ مرمر سفید کے
 کندہ کار اور باہر کے رخ گیارہ محرابیں پچی کار بنائی ہیں بیچ کے طاق کے قریب سنگ مرمر کا مہم

بہت عمدہ چہنٹ لمبا اور چار فٹ اونچا کندہ کار بنا ہوا ہے فرش دالان اجارہ تک سنگ مرمر سفید
 کا بچی کار بالکل مثل آئینہ کے چمکتا ہے اور باہر کے رخ محرابوں کی پیشانیوں پر سنگ مرمر میں
 سنگ موسیٰ کی پچی کاری سے آیات قرآنی اور تعداد مصارف نہایت خوش خط لکھی ہیں پچی کی
 محراب حسین سنگ باسی کا بکر ہے بہت بلند لاوا کی نبی ہوئی ہے اور پر سنگ مرمر سفید کی
 پچی کاری ہے اتنی بڑی محراب اور کسی مسجد میں نظر سے نہیں گزری دالان کے اوپر سنگ مرمر
 سفید کے تین برج نہایت خوشنما بنے ہوئے ہیں ان کی تعمیر دن میں سنگ موسیٰ لگا ہوا ہے
 اوکھس سنہری ہیں برجوں کے مین دیباہ و خوش قطع مینا سنگ سرخ کے بنائے ہیں ان میں
 سنگ مرمر کی پچی کاری ہے ان کے برج اور بارہ دریاں سنگ مرمر کی ہیں اور سنہری کلسیاں
 چڑھی ہوئی ہیں میناروں کی بیڑہ بیان چکر دار میں ایک مینار سترہ اع میں ہو چال کے صدر
 سے گر پڑا تھا اسکے گورنٹ نے مرمت کرائی تھی اس مسجد میں جگہ جگہ کالیو نڈار برجیاں
 سرخ رنگ و زیبائش ہیں حق یہ ہے کہ ایسی عالیشان اور خوش وضع مسجد شاید روئی زمین پر
 نہوگی حوض سے شمال مشرق کی طرف ایک برج میں تبرکات رکھے ہیں اسکو درگاہ آثار کثیف
 کہتے ہیں کتب تواریخ اور کتب مسجد سے ثابت ہے کہ یہ عمارت دسویں شوال سنہ ۶۱۰
 ہجری مطابق سنہ ۱۲۱۲ م کو بوجہ فرمان شاہ جہان بادشاہ کے سعد اللہ خان دیوان اور
 فاضل خان خانامان کے اتمام سے بصرف دس لاکھ روپیہ کے چھ برس کے عرصہ
 میں تعمیر ہوئی ہے اصل نام اس مسجد کا جہان ناما ہے عام لوگ جامع مسجد کہتے ہیں +
 جھرنما یہ حوض مع چند سنگین مکانات کے دہلی سے جانب جنوب قطب صاحب میں حوض کی
 سے تھوڑی دور واقع ہے باعث آبشاروں کے جو حوض کی پانی سے چلتی ہیں اسکو
 جھرنما کہتے ہیں یہ پچیس فٹ مربع حوض مع غربی دالان کے سنہ ۱۲۱۲ م میں نواب غازی الدین خان
 نے بنوایا تھا اور جو دالان شمال جنوب کو واقع ہیں وہ ابکر شاہ ثانی کے بنوائے ہوئے ہیں
 اس حوض کے بائیں جانب مشرق ایک اور حوض اس سے کم گہرا ہے اس میں بکے پانی کی

جامع مسجد
 جہان ناما



جهان نما

چادر پڑتی ہے اسکے قریب سنگ سرخ کی بارہ دری بہادر شاہ ثانی کی بنوائی ہوئی ہے اسکے شرق کی طرف سنگ سرخ کا بڑا اسلامی پتھر جس کو لوگ پہلنا پتھر کہتے ہیں اٹھارہ فٹ سیڑھے سات فٹ مربع ہے بادشاہی عہد میں یہاں بڑی کیفیت ہوتی تھی اب ہی موسم برسات میں جب پہول والوں کی سیر ہوتی ہے تو صد ہا آدمی نہانے والے حوض میں کودتے ہیں اور ہزار ہا آدمی خوش پوشاک تماشائی ہر طرف سے آتے ہیں امریشون میں جھولنے والے جھولا جھولتے ہیں اور لڑکے پہلنے پتھر پر سے پہلتے ہیں اور شمالی دالان میں پہول والے پنکھے تیار کرتے ہیں جو وقت یہاں سے پنکھے اڑھا کر جانب درگاہ لیجاتے ہیں تو مہرولی کے سرے سے چہرے لہک ہزار ہا آدمی خوش پوشاک سڑک اور مکانوں پر سے سیر دیکھتے ہیں اس کیفیت کا لطف بیرون از بیان ہے یہ میلہ تین روز رہتا ہے اور اتنی ہی روز کے قیام کے واسطے مکان اور دکانیں بہت گران کرایہ کو ملتی ہیں لینے دوکان جس میں چار پانچ آدمی شکل قیام کر سکیں تین روپے سے سات روپے تک اور کوٹے بازار کے رخ پندرہ روپے سے سو روپے تک قیمت کرایے کو ہاتھ آتے ہیں یہ مکانات دہلی کے میٹوں اور شاہزادوں کے بنوائے ہوئے ہیں بعد غدر کے سرکار نے نیلام کر دئے تھے مہاجروں وغیرہ نے بہت ازان قیمت کو خرید لئے اب انکے ذریعہ سے خوب روپے کمائے ہیں ہمیشہ یہ مکان لب سڑک خالی اور بے رہتے ہیں ایام سیر میں انکی قدر ہو جاتی ہے ۔

جھولنا محل گورداسپور علاقہ پنجاب میں یہ مکان ایک جنت کا جھولنا محل مشہور ہے یہیں صحن کے چاروں طرف دالان ہیں صرف ایک دالان میں یہ عجیب بات ہے کہ وہ ہلاکے جھولا کہاتا ہے مشہور کرتے ہیں کہ جب یہ مکان تیار ہوا اور معمار نے جنت سے جا کر کہا کہ انکی حویلی تیار ہو گئی ہے تو اس نے اسکو اگر دیکھا اور اسی دالان کی چہت پر جسکے ساتھ در ہیں کھڑے ہو کر کہنے لگا کہ یہ مکان تو ہنسا ہے اور اپنے پانوں کے ہونے سے ہلا کر دکھایا اب اس مقام پر جو کوی کھڑا ہو کر اپنے قدم سے ہلا دیتا ہے تو یہ دالان بالکل جھول جاتا ہے

یہ کچھ اوس ہنت کا کثرت سے اکثر لوگ اس مکان کو خود ہلا کر دیکھ آئے ہیں اسکے بننے کے وقت
 اسکو جو نام مل کتے ہیں اب اس مکان میں ایک ہنت المیکلی نام کا رہتا ہے
 جیسا کہ ہمباراجستان میں قلعہ چوڑے سے پاویل کے فاصلہ پر یہ برجی سنگ سفید کی ایک سو
 بیس فٹ بلند خوبصورت ہے اور دور دور سے دکھائی دیتی ہے
 اسکے اوپر کندہ کار پتھر اور اندر زینہ ہے وہاں سے اوپر جا کر دور دور کی کیفیت نظر آتی ہے باہر
 اسکے کئے درجے معلوم ہوتے ہیں مالیف فرگسن صاحب ثابت ہے کہ جب راجہ کھمبو
 رانا نے محمود والی مالوہ پر فتح پائی تو اس برجی کو بلور اپنی فتح کی یادگار کے بنوایا تھا یہ برجی
 تک بالکل تیار ہو چکی تھی اسکی تعمیر میں دس برس صرف ہوئے تھے

جیہٹ کہ جب شہر نالابور کے باہر جو ٹرک گوالیار کو جاتی ہے اسکے ایک جانب یہ لاٹھ ایک
 سلی پتھر کی بیس فٹ ساڑھے چار اونچہ بلند ہے اور سطح زمین سے اٹھ فٹ کی بلندی پر ایک کتبہ کندہ
 ہے اس میں تارا خاندان کے راجا فتحنامہ لکھا ہے سروے انڈیا رپورٹ سے ظاہر ہے
 کہ یہ لاٹھ اس جگہ ۱۶۳۲ء میں نصب کی گئی تھی۔

جین مارگ رحبتان میں شہر بیکانیر کے اندر یہ مندر بیچ میں واقع ہے اور مدن موہن اور خٹکان
 اور رکاب دیو وغیرہ کے مندروں سے زیادہ شاندار ہے اسکی عمارت بہت خوش قطع اور بڑی ہے
 اس میں لچھی زبان کی سورت سنگ مرمر سفید کی چہ فٹ بلند ہے بالیکوز ٹوران رحبتان سے
 منکشف ہے کہ ہر چھینے میں دو مرتبہ مہاراجہ اس مندر کی پوجا کو تشریف لاتے ہیں اور اسکا مندر
 اپنے پاس سے کرتے ہیں +

جینی مندر گوالیار یہ مندر گوالیار میں گبنڈنا زیر شرفی فیصل کے واقع ہے صاحب
 آر کی اولاجیکل سروے انڈیا لکھتے ہیں کہ اس مندر کی تعمیر ۱۱۷۰ء میں ہوئی بعدہ مسلمانوں نے
 اسکی مسجد بنائی اکثر مورخین اس میں اب تک موجود ہیں ایک طرف سورت پارس ناٹھ اور ایک ناگ
 کی جگہ کئی سرہین سورت مذکورہ پر چتر کئے ہوئے ہیں ستون اس عمارت کے گول ہیں یہ عمارت

۳۵ فٹ لمبی اور سڑ ہے پندرہ فٹ چوڑی ہے ❖

جینیون کا بڑا مندر شاہجان آباد میں یہ خشتی چونگچ کا مندر دہرم پورہ کے اندر بہت خوبصورت بنا ہوا ہے اس میں بعض جگہ سنگ مرمر لگا ہوا اور اس پر سنہری کلسیان چڑھی ہوئی ہیں یہ مندر لالہ ہرکھراے اور موہن لال جوہریوں نے سنہ ۱۸۵۰ء کو ماجیت مطابق سنہ ۱۸۴۸ء میں بنانا شروع کیا اور اٹھ برس کے عرصہ میں بصر ف پانچ لاکھ روپے کے تیار ہوا آثار الصنادید سے واضح ہے کہ پہلی پوجا یہاں تھی بسا کہ سدی پنجمی سنہ ۱۸۵۰ء مطابق سنہ ۱۸۴۸ء کو ہوئی تھی ❖

جینیون کا چھوٹا مندر یہ سراوگیون کا پنچا تھی مندر شاہجان آباد میں جینیون کے بڑے مندر سے کم خوبصورت ہے اور خشتی چونگچ کا بنا ہوا ہے اسکی تعمیر میں یہی کسی لاکھ روپے صرف ہوئے ہیں اسکی بنیاد پورہ سدی دوج سنہ ۱۸۲۵ء مطابق سنہ ۱۸۲۵ء میں ڈالی گئی سات برس کے عرصہ میں یہ مندر تعمیر ہوا آثار الصنادید میں لکھا کہ اس میں پہلی پوجا تھی سنہ ۱۸۲۵ء میں شروع ہوئی تھی سنہ ۱۸۲۴ء عیسوی کو ہوئی تھی ❖

باب حیم فارسی

چار سینارہ یہ خوبصورت سنگ سرخ کی چار نیارین حیدر آباد دکن میں چوک کے دریا کے حوض کے کونوں پر بہت بند بنی ہوئی ہیں اسنے باعث یہاں بہت رونق ہے حوض کے چاروں طرف چار بازار ہیں ایک میں بزاز اور دوسرے میں سوداگراں تیسرے میں صراف اور چوتھے میں سیوہ فروش آباد ہیں مرے ہند بک ڈراس سے ثابت ہے کہ دوسو تریس برس سے زیادہ منقضی ہوئے جب یہ نیار محمد قلی نے تعمیر کرائے تھے ❖

چاک گروہنر گونبد یہ بہت بڑا کنڈو آب جاندر علاقہ پنجاب میں ایک باغ اندر واقع اسکی جاترا کو بہت خلقت آتی ہے آرائش محفل سے واضح ہے کہ یہاں بسا کہ کے چھنے میں

بہت بہاری میلا ہوتا ہے ❖

چاندی والی بجا پور میں یہ باولی مکہ دروازہ کے قریب واقع ہے ہند بک اف مرے

منظر ہے کہ بہت عرصہ ہوا جب اس باولی کو چاند بی بی نے بنوایا تھا یہ باولی خوبصورت اور
شیریں اسکے اندر تک ہیں۔

چاؤرھی کوٹا علاقہ رحبتان میں کندرہ کے قریب یہ کھنڈ بہت پرانی مندر کا ہے اسکے
ستون نہایت سخت اور مضبوط پتھر کے ہیں فرگن صاحب نے لکھا ہے کہ راجہ اشوکا کا بنوایا
ہوا ہے اس سے صاف ظاہر ہے کہ یہ مندر تھمیا دو ہزار برس کا پرانا ہے یہاں دوڑ تک
اسکے ٹوٹے پھوٹے پتھر پڑے ہیں اسکے کھنڈر سے یہ نہیں معلوم ہو سکتا ہے کہ اس
مندر میں کیا کیا مکان تھے گردنواح کے باشندے اس کھنڈر کو چاؤرھی کہتے ہیں۔

چتر بھج یہ قلعہ راپور اور منٹی نالی کے درمیان شرک اعظم سے چہیل میل مشرق کو بہت پرانا اور مضبوط
خشتی بنا ہوا ہے اسکے اندر غربی دروازہ کے قریب ایک کھنڈر مندر ہے جنرل کننگھم صاحب
تحریر فرماتے ہیں کہ اس میں چتر بھج کی چار ہاتھ کی مورت رکھی ہے اسکے اس قلعہ کا نام چتر بھج
ہو گیا یہ قلعہ سولہ سو فٹ مربع ہے اور دیوار اسکی اسی فٹ سے نوے فٹ تک بلند ہے سوا
اس کھنڈر مندر کے یہاں اور بھی کئی مکان اور مندر کھنڈر پڑے ہیں۔

چتر بھج قلعہ گوالیار کے لچھن دروازہ کے قریب یہ عمارت بارہ فٹ مربع ہے اسکا برج چار
ستونوں پر قائم ہے اسکے آگے ایک ڈیڑھی دس فٹ سے نو فٹ مربع پہاڑ تھوٹا کر کے
بنائی ہے اسکی وضع دہنمار کے مندروں سے بہت ملتی ہے اس میں کئی مورتیں ویشنویوں
کی ہیں جن میں ایک مورت کے چار ہاتھ ہیں اس وجہ سے یہ مندر چتر بھج مشہور ہو گیا ہے
آر کی اولاجیکل سروانڈیا رپورٹ میں اس مندر کو ۱۸۷۴ء کا بنا ہوا لکھا ہے۔
چنار گڈہ ضلع مغربی شمالی میں دریاے گنگ کے کنارے یہ قلعہ پہاڑ پر آب گنگ
سے ایک سو پچاس فٹ بلند ہے اسکا دونوں میل ہے عالمگیر کے عہد تک اس میں رہن اور ڈاکو
رہتے تھے ۱۸۹۱ء میں جب سرکار نے اس پر قبضہ پایا تو یہ قلعہ روز بروز ترقی پاتا گیا اسکی عمارت
اب نئے قلعہ کی موافق ہو گئی ہے اور اندر کاشتکاری ہوتی ہے۔

چند کتوال گیا سے شمال کو جو رتی پہاڑی تری جونی پہاڑ کے قریب واقع ہے وہاں یہ تالاب
دو ہزار فٹ لمبا اور اٹھ سو فٹ چوڑا ہے اسکے قریب چند ندر نو تعمیر موجود ہیں اس کا نام شیر پڑیا
نے چند و کر لکھا ہے۔

چو کہندی نبارس کے کھنڈرات میں دہمک برجی سے دو ہزار پانسو فٹ کے فاصلہ پر خستی
اور بہت پرانی عمارت واقع ہے پہلے یہ برجی چوتھری فٹ بلند تھی جب اسپرہایون بادشاہ نے
اور نیگن عمارت بطور بارہ درمی کے ۲۳ فٹ اٹھ انچ بلند بنائی تو اسکی بلندی ۷۹ فٹ اٹھ انچ
ہو گئی اسکے درپرہایون بادشاہ کا تہ کندہ ہے آرکی اولاجیکل سرو کے اندیا ر پور
میں لکھا ہے کہ اس برجی پر سے ایک اسپرہایون نے کود کر مر گیا تھا اس وقت سے اکثر لوگ
اسکو لوریا کا گودن کہتے ہیں

چونٹہہ جو گنی کجورا ہو علاقہ مالوہ میں سب ساگر سے جانب جنوب غرب نیگن عمارت
چونٹہہ دیون کا مہندر کہنگی کے سب اسکی اصلی صورت نہیں رہی سج کا مندر
مت سے نذر دے صرف گرد کی ۶۴ کوٹھریاں جو ۶۴ دیولون کی ہیں موجود ہیں ارکی
اوچیکل سرو پراٹڈیا رقمطراز ہیں کہ یہ مندر اٹھ صدی عیسوی کا بنا ہوا ہے
اور یہاں کوئی اور مندر اسکی برابر پرانا نہیں ہے۔

چونٹہہ کہمیا درگاہ حضرت نظام الدین اولیا کے قریب دہلی سے پارسیل خوب میں
یہ مقبرہ گک خان کے بیٹے مزاغریز کو کل پاش خان کا ہے جو احمد آباد میں فوت ہوا تھا یہ عمارت
بہت عالی شان سنگ مرمر سفید کی ہے اسکے اوپر پچیس گنبد اور اندر چونٹہہ ستون سنگ
کے لگے ہیں سج میں سنگ مرمر کی قبریں اور گرد و خوشبو وضع جالیان لگائی ہیں آثار الصنادید
وغیرہ سے منکشف ہے کہ یہ عمارت جہانگیر کے عہد میں جسکو ڈٹائی سو برس کا ہوا تعمیر ہوئی
تھی اب اسکی مرمت متواتر سرکار کی طرف سے ہوتی رہتی ہے چونٹہہ کہمب ہونے سے
یہ مقبرہ چونٹہہ کہمبا مشہور ہو گیا ہے۔

چہتری امیر سنگہ ثانی راجستان میں اودھ پور سے دو کوس ایک بلند چوترہ پر یہ سنگ قمر

کی خوبصورت عمارت دو منزلیہ معلوم ہوتی ہے اسکی وضع بالکل مسلمانوں کے مقبروں کے موافق

ہے اسکی بارہ دری پر سچ میں بہت بڑا برج اٹھائیس ستونوں پر قائم ہے اس چہتری کے ستون

اور مخروطی نہایت عمدہ کندہ کاری سے شہت پہلو سچ میں سولہ پہلو اور اوپر سے بالکل گول ہیں

برج کے گرد لگورے نہایت خوشنما بنے ہوئے ہیں اصل میں یہ عمارت مہارانا امیر سنگہ ثانی

کی سادہ یعنی یادگار ہے فرس صاحب رقمطراز ہیں کہ شاہ اسماعیل مہارانا امیر سنگہ کے

فوت ہونے کے بعد یہ چہتری مہارانا سنگرام سنگہ کے جانشین نے تعمیر کرائی تھی اسکی قریب

کئی اور چھوٹی چھوٹی چہتریاں کھڑی ہیں بوجہ عقیدہ اہل ہند اودھ پور کے یہ جگہ ہی بہت پوتر ہے

چہتری جسوقت سنگہ سنگہ سرخ کی مربع عمارت دریا کے کنارہ اگرہ سے توڑی دور

ایک چار دیواری کے اندر راجہ جسوت سنگہ رئیس جودہ پور کی یادگار ہے کاریل حساب

اسٹنٹ ار کی اولاجیکل سرویرانڈیا رقمطراز ہیں کہ اس عمارت کی تعمیر اوزنگ نیب

عالمگیر کے عہد میں ہوئی تھی اس میں چاروں طرف بہت خوش تراش سنگ سرخ کی جالیان

لگی ہوئی ہیں انکی نمائش قابل تعریف ہے

چہتری ساواجی یہ چہتری پرسرام پور میں اودھ پور سے توڑی دور راجہ ساواجی کی یادگار

اسکا برج سنگ مرمر سفید کا بہت خوبصورت اور خوشوضع بنا ہوا ہے

چہل ستون الہ آباد ویسہ منزلیہ عمارت جسپر برج ہے قلعہ الہ آباد میں محل کے قریب چہل ستون

کے نام سے مشہور ہے اور اوپر سے تلے تک سنگین اوزنازک بنی ہوئی ہے اسکی ہر منزل

کے بیچ میں ایک بڑا مکان اور گرد غلام گردش ہے باہر کے رخ غلام گردشوں کے نیچے

سنگین کھڑے اور اوپر چھ ایسے خوبصورت بنے ہوئے ہیں کہ انکا بیان نہیں ہو سکتا اسپر گھرے

ہونے سے عجیب کیفیت معلوم ہوتی ہے یہوزراٹھیا سے منکشف ہے کہ اس عمدہ

عمارت کو اکبر شاہ بادشاہ نے ہمراہ اپنے قلعہ کے تعمیر کرایا تھا اور اسوقت میں یہ مکان

یہ چہتری سنگ
کابل میں فوت ہو
اسکی نمائش قابل
پاکستان میں کئی
واقع ہے علامت کی
یہ چہتری سنگ
ساواجی کا نام
اسکی نمائش قابل
ادھ پور کے قریب
میں کھڑے
کھارنی خاندان
کے راجہ اسکی
اولاد میں

جنتی امرا شنگ



نہایت مکلف تھا۔

چہل ستون غازی پور سینگین عمارت غازی پور میں چہل ستون کا ایک نام ہے جس سے بہت بڑی عمارتوں کا
سے ثابت ہے کہ دراصل یہ شیخ عبدالغازی پوری کی جوہلی ہے اس میں کسی سے بھی زیادہ ستون
ہیں مگر لوگ اسے چہل ستون کہتے ہیں اس کے چاروں طرف نہریں اور ستونوں کے اندر پانی
چڑھنے کے راستے بنے ہوئے ہیں انہیں سے چہت پر پانی پونچتا تھا اور جگہ جگہ نوارے
چھوٹے تھے اب یہ راستے بند اور نہریں سنگتہ ہیں +

چھوٹا مندر ساس ہو یہ مندر قلعہ گوالیار میں ساس ہو کے بڑے مندر کے قریب اور
شکل یعنی صلیب کے موافق اس سے بہت چھوٹا سادی وضع کا چوتراہ پر ایک مندر تعمیر کیا گیا
اس کے بیچ کا مکان یعنی ہا مندا پائیس فٹ چار انچ مربع ہے یہ مندر بڑے مندر سے
زیادہ مرتے طلب ہے آرکی اولاجیکل سرویرانڈیا رنظر از ہیں کہ یہ مندر اس وقت
تعمیر ہوا تھا جب راجہ ماہی پال نے بڑا مندر بنوایا تھا اس میں بنوایا تھا نہیں معلوم ہو سکتا کہ یہ مندر اسکی رانی
کا بنوایا ہوا ہے یا اس کے خاندان کے کسی نے تعمیر کرایا تھا اس کے بڑے درجہ میں بارہ ستون
ہیں اور کوئی نیچے سے ہشت پہل اور اوپر سے گول بنایا ہے یہ مندر بھی بد وضع نہیں لیکن بڑے مندر
کے قریب ہونے سے اس کے برابر نہیں چھتا۔

چھوٹا مندر کنچورام کنچورام احاطہ مندر ساج میں یہ عمارت بڑے مندر کی عمارت سے چھوٹی اور
ایک میل دور ہے کندہ کاری اور وضع داری اسکی زیادہ نازک ہے اس کے کندہ کار پاگوڑے کے
قریب ایک برج چار کندہ کار گول ستونوں پر ایسا بلند بنا ہوا ہے کہ وہ پاگوڑے سے بھی بہت
اونچا ہو گیا ہے اس کے قریب دو بلند لاٹھین نازک اور کندہ کار جدی جدی وضع کی نصب ہیں
اور ایک دوسرے سے اچھی معلوم ہوتی ہے مالیف مکلا اور صاحب سنگتہ ہے
کہ یہ مندر بڑے مندر سے چھ تعمیر ہوا تھا۔

چھوٹی اگر می سورت احاطہ بی بی میں یہ پارسیوں کی عبادت گاہ ہے اس میں شب و روز سنا ہوا

گ جتی ہے یہی ہند بک میں لکھا ہے کہ اس اگری کو پستان جی کا لہائی ویل نے
۱۷۷۳ء میں بنوایا تھا۔

چوٹی لاکھ فیروز شاہ یہ وہ لاکھ راجہ اشو کا کی ہے جو ضلع میرٹھ میں قائم تھی
آمار الصناوید سے منکشف ہے کہ فیروز شاہ تعلق نے بعد قائم کرنے مینار زرین کے
اس لاکھ کو لاکھ کو شک شکار میں نصب کیا تھا اور جب فتح سیر کے عہد میں بیاعت اور جانے
میگنیرین کے یہ لاکھ لکھے ہو گئی تو مدت تک اسکے لکھے فریز صاحب کی کوٹھی کے
قریب پڑے رہا ۱۷۷۳ء میں گورنٹ نے کوٹھی مذکور اور فحکدہ کے درمیان لب ٹک
سنگ خار کا چوڑا بنوا کر اسپر اسکے لکھے اور نیچے قائم کر دئے ہیں اسکا کتبہ راجہ اشو کا
کے وقت کا بالکل جاتا ہا ایک اور انگریزی کتبہ میں اسکا حال لکھا ہے پھر اسکے چوڑہ میں کندہ ہے
چینی روضہ اگرہ میں دریاے جمن کے کنارہ باغ زہرہ اور باغ وزیر خان کے درمیان
یہ وزیر خان شیرازی کا مقبرہ ہے اسکو فضل خان نے اوزنگ زیب کے عہد میں تعمیر کرایا تھا
چینی کار عمارت مربع ہے اسکے برج کے نیچے کامکان بہت پہلے ستائیس فٹ دس انچ کے
قطر کا ہے اسکے بیچ میں دو قبریں خشتی بنی ہوئی ہیں ارکی اولاجیکل رور پورٹے واضح ہے
کہ پھلے یہ قبریں سنگ مرمر کی پوشش کی تھیں بڑے مکان کے کونوں پر چار اور چوٹے مکان
بارہ بارہ فٹ کے مربع میں اور چاروں طرف کے چار مکان جو غلام گردش کی صورت میں وہ ہر ایک
اٹھائیس فٹ لمبا اور سولہ فٹ چوڑا بنا ہوا ہے اسکے کل مکانوں میں رہتہ رکھا ہے چنانچہ ایک
درجے سے دوسرے درجے میں چلے جاتے ہیں جانب جنوب اور جانے کا زینہ اب بند ہے
مقبرہ کے کونوں پر خوشنما برجیان اور نیچے سرد خانہ ہے اسکا رستہ دریا کی طرف سے سینہ صلی
قبریں میں باہر سے ہر ایک جانب اس مقبرہ کی اوناسی فٹ لمبی ہے اور گرد ایک چار دیواری
چوڑا اور پتھر سے مضبوط بنایا ہے اسکے جنوبی دیوار کے بیچ میں ایک دروازہ چالیس فٹ
چہلچہ چوڑا اور کتیس فٹ اونچا کنڈر پڑا ہے اور چار دیواری کے اندر جو احاطہ ہے وہ

چار سو تریسٹھ فٹ نو اچھہ سے تین سو تیس فٹ ۹ اچھہ مربع ہے ۔
 چینی گنبد یہ مقبرہ رستم زمان کا جو چچا پور کا حاکم ہو گزرا ہے پکٹری علاقہ دکن میں واقع ہے
 اسٹوکس مسٹوریکل کا اونٹ اف بلگام سے واضح ہے کہ اس مقبرہ کو خود رستم زمان
 رانا دلانے ۱۶۱۶ اور ۱۶۷۶ء کے درمیان اپنی حیات میں پکٹری فتح کرنے کے بعد تعمیر
 کرایا تھا اور بعد مرگ وہ سہین فن ہوا اسکے برج پر بہت خوش رنگ چینی کاری کی ہوئی ہے
 چینی مسجد تہا نیر علاقہ پنجاب میں یہ مسجد چینی کار ہونے کے سبب
 چینی مسجد مشور ہے سہین اب چینی کاری کے صرف نشان رکھے ہیں اسکے دو نو سنیا نہایت
 خوش وضع ہیں سروے رپورٹ انڈیا سے منکشف ہے کہ اسکی تعمیر اور رنگ زیب کے عہد میں
 جسے پونے دو سو برس گزرے ہوئی تھی ۔

باب الحاکم

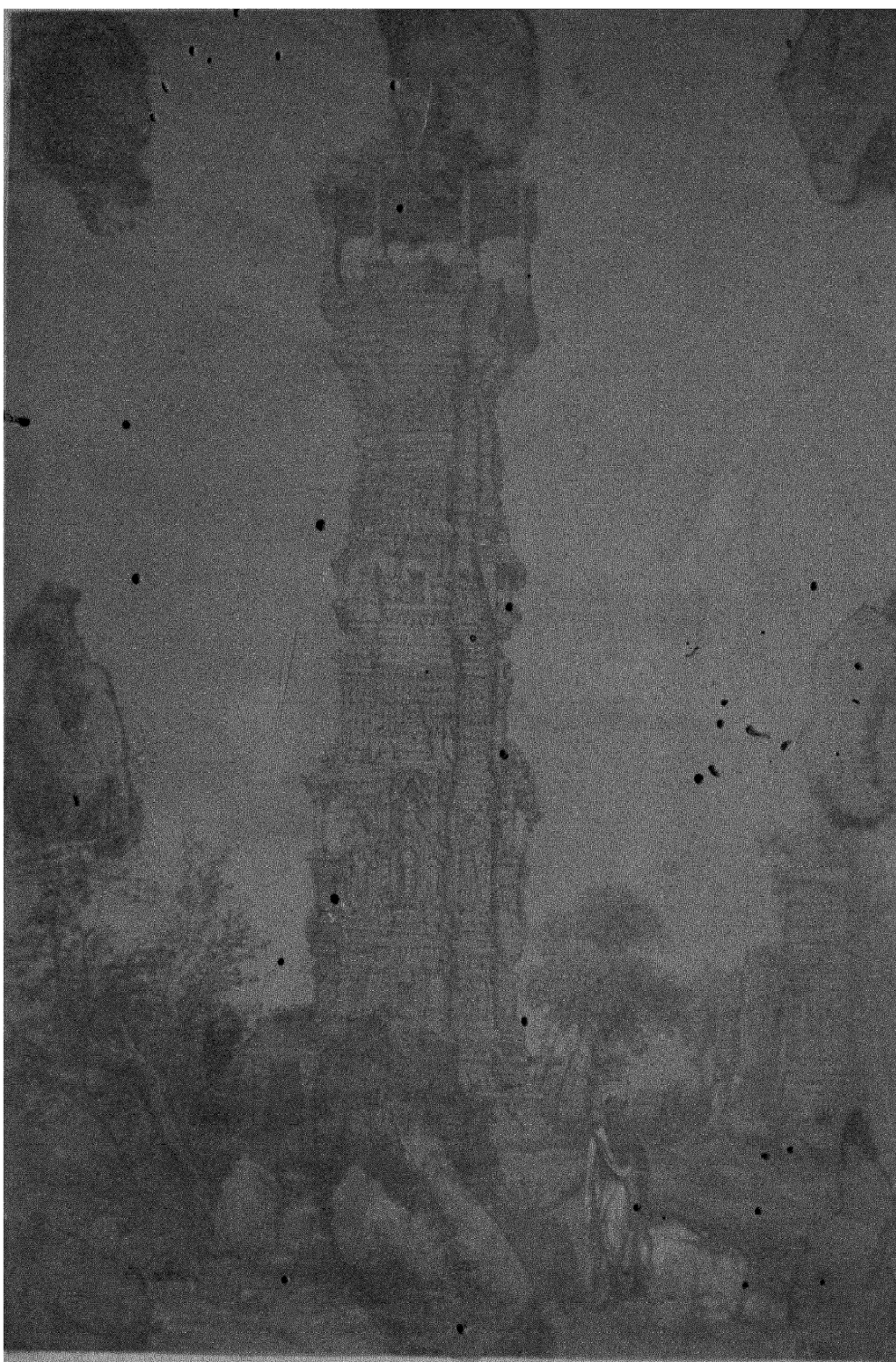
حرم اگرہ قلعہ کبر اباد میں موتی مسجد کے قریب یہ محل نیکیات کے رہنے کا بنا ہوا ہے اسکے
 دالان اور برج بہت خوبصورت طلا کار اور نقش سنگ مرمر سفید مجلا سے تعمیر کئے ہیں اور کوئی
 مرغول اور ستون بغیر نقاشی اور طلا کاری نہیں چوڑا اندر سے کل مکان شمال آئینہ کے چکتے ہیں اسکی
 ساخت تاجلیج اگرہ سے کم نہیں معلوم ہوتی سیس ایٹمی فارسیٹ سے ثابت ہے کہ اس
 محل کو شاہ جہان بادشاہ نے اسٹن می بورڈ ٹینس فرانس مہار کے نظام سے تیار کرایا تھا
 حوض خاص دہبلے سے قطب صاحب کو جاتے ہوئے مقبرہ صفدر جنگ کے تھوڑی
 جو فیروز شاہ تعلق کا مقبرہ ہے اسکے قریب یہ حوض سو بیگ سے زیادہ کا ہے آثار الصنادید
 میں ہسکو نبویا ہوا سلطان علاء الدین خلجی کا لکھا ہے او نے اپنے عہد سلطنت ۱۲۹۵ء میں نبویا
 اب یہ حوض صرف بطور تالاب کے حوض علانی ہی اسی حوض کو کہتے ہیں

حوض شاہ پوری دکھن میں چچا پور کے قریب یہ عالیشان حوض واقع ہے اسکا پانی بذریعہ نہر
 شہر کے اندر آبپاشی کے واسطے آتا ہے برگزشتہ وغیرہ میں ہسکو نبویا ہوا علی عادت

لکھا ہے اس نے ۱۳۳۶ء میں سمرقند فیصلہ پیمانہ پر کے نبویا تھا
 حوضِ شمسی اس حوض کو قطب صاحب کا تالاب کہتے ہیں اسکو سلطان شمس الدین لٹمش نے
 ۱۲۹۹ء میں نبویا تھا یہ حوض نیا قطب صاحب سے ایک میل کے فاصلہ پر واقع ہے اور وہ
 چتر بیکہ کا ہے آثار الصنادید سے واضح ہے کہ ۱۳۳۶ء میں اس حوض کو سلطان علاؤ الدین
 نے صاف کرایا اور پھر فیروز شاہ نے اپنے عہد سلطنت میں مرمت کرایا اسکے بیچ میں ایک بارہ درہی
 سنگ سرخ کی گنبد دار کھڑی ہے اوکو علاؤ الدین خلجی نے نبویا تھا موسم برسات میں یہ تالاب
 پر آب ہو جاتا ہے اور گرمی میں اسکے اندر کاشتکاری ہوتی ہے۔

باب الحناء

خاص محل شاہجان آباد سے جنوب کو یہ کھنڈر عمارت مع دروازہ خاص محل کے نام سے
 مشہور ہے اسکی تعمیر سنگ خارا سے کی ہے اور اس میں سنگ سرخ ہی لگا ہوا ہے آثار الصنادید
 میں لکھا ہے کہ اسکوزین خان کے بیٹے نے ۱۳۳۶ء میں نبویا تھا۔
 خواص میں سے تہمایہ بہشت پہلو سنگ مرمر سفید کی عمارت اوپر سے بالکل کندہ کا شکل نیا
 قلعہ چوڑھن واقع ہے کندہ کاری میں اکثر جگہ مورقین نظر آتی ہیں اسکی بندی چون فٹ اور نیچے
 قطر چھٹیس فٹ ہے اسکے باہر تین درجے اور اندر سیر بیان ہیں اوپر ایک خوبصورت بارہ درہی
 بنی ہوئی ہے او میں بارہ ستون کندہ کار لگے ہیں اسکی چہت پر خود در خون کے پڑ ہو جائے
 اکثر کندہ کاری پھر اوکھڑ گئے ہیں یہاں سے قلعہ کی خوب کیفیت معلوم ہوتی ہے اسکے
 قریب ایک کھنڈر مندر کھڑا ہے فرنگس صاحب نے لکھا ہے کہ اس برجی کو ایک جینی نے
 بطور یادگار اپنے ترہن کر پارس ناہتہ کے شہ ۱۳۳۶ء میں تعمیر کرایا تھا۔
 خیر المنار ل پرانے قلعہ کے قریب شاہ جہان آباد سے جنوب کو خشتی چون گچ کی کھنڈر
 عمارت مسجد اور مدرسہ اکبر بادشاہ کی دایہ ماہم بیگم کا نبویا ہوا ہے اسکے کتبہ سے
 ثابت ہے کہ اس عمارت کو بنے ہوئے تین سو پندرہ سال سے زیادہ عرصہ ہوا۔



خواص بن ستمیا

باب الدال

وال کشمیر میں سری نگر کے قریب یہ تال بنام دل شہور ہے اسکا پانی نہایت صاف ہلکا اور
شیرین ہے بلکہ موافق آب گنگ کے بگڑتا نہیں آرائش محفل میں اسکا طول کئی میل لکھا ہے
یہ تالاب ہمیشہ پر آب رہتا ہے ❖

دانت کی مسجد احمد آباد میں پاگل خانہ کے قریب یہ مسجد سنگ مرمر سفید کی نہایت نازک بنی
دانت کی مسجد کے نام سے مشہور ہے اسکے برج اور مینار بہت خوبصورت ہیں اور مندرش
کئی رنگ کے پتھروں سے بنا ہوا ہے پہلے اسکے صحن میں حوض تھا اور اسکا پتھر انگریزی قبرستان
کے کام آیا ہند بگ آف فرے میں لکھا ہے کہ بہت عرصہ ہوا جب اس مسجد کو نواب شجاع خان
نے خنکی یہاں قبر بنی ہوئی ہے بنوایا تھا۔

دربار صاحب سکھوں کا مندر امرتسر علاقہ پنجاب میں امرتسر علاقہ تالاب کے اندر ایک
چوترہ پر بنا ہوا ہے گریگورز مشنری آف دی سکھس سے منکشف ہے کہ اسکو ہمارا
رجحیت سنگہ والی لائبریری اور اسکے سردار دن نے ملکر بنوایا تھا تحقیقات چستی سے ثابت ہے
کہ لاہور کے گرد نواح کی تعمیرات کا سنگ مرمر اس عمارت میں لگایا گیا ہے چنانچہ بہت سے
کٹہرے اور عمدہ پتھر مقابر جہانگیر اور نور جہان گیم وغیرہ کے آئین لگے ہوئے ہیں اب اس
کوئی عمارت دربار صاحب کی مانند نظر نہیں آتی اسکا برج مع کلس کے بالکل سنہری ہے اور
جگہ جگہ اسکے اندر سنگ مرمر سفید نبت کارین نقاشی اور طلا کاری کی ہوئی ہے دروازہ کے
سامنے ایک بوڑھا گرو گرنٹ کہنے لے بیٹھا رہتا ہے برج کے گرد غلام گردش کے
عمدہ عمدہ بانا قتی پردے لگے ہیں تمام نقاشی اور طلا کاری اس عمارت کی بسبب
سنہری برج کے دو چدر روشن معلوم ہوتی ہے گرنہتہ مندر جس پر وقت مورچل ہلاتے ہیں
گرو کے روبرو ایک سونے کی جڑا چوکی پر رکھا ہوا ہے یہ چوکی ہمارا رجحیت سنگہ نے بعد تعمیر
مندر کے چڑھائی تھی مگر صاحب زرے صاحب نے اس چوکی کا پچاس ہزار روپہ لکھا ہے

دن کے وقت دروازہ مندر کے رو برو اڈیوں کا پھوم ہوتا ہے اکالیو نگا مندر اس کے جانشین ہے
 درگاہ یہ مندر درگاہ کا جسے کو ماری اور پارٹی کہتے ہیں ہنگ لاج میں ٹہٹہ سے شمال مغرب کو
 ستر کوس کے فاصلے پر بہت پرانا اور آتم ہے صاحب آرائیں محصل نے لکھا ہے کہ ہندو
 اس مندر کی پوجا کا بہت براہل جانتے ہیں لیکن پہلون کی رہنری کے باعث بہت کم جاتے ہیں
 درگاہ امام شاہ احمد آباد سے جنوب کو سرگنج قبرستان میں مزار پر یہ گنبد شہام کے بعد کا
 بنا ہوا ہے مرے ہند بگ سے واضح ہے کہ یہ حضرت بڑے بزرگ ہو گزرے ہیں اور
 لوگ انکی زیارت کو اکثر آتے ہیں ۔

درگاہ امام ضامن دہلی سے گیارہ میل یریدیا قطب صاحب یہ درگاہ امام محمد علی مشہدی کی
 ہے انکو سید حسین پائی پیار ہی کہتے ہیں اسکی عمارت سنگین برج نمائی ہوئی ہے اوسین سنگ مرکا
 فرش اور چارون طرف جالیان ہیں در آمد و رفت جن پر وہی ہمارا صناید یکد واضح ہے کہ یہ عمارت خود حضرت
 امام نے انجیلات میں بنوائی تھی دروازہ درگاہ پر کتبہ کندہ ہے جسے حضرت شہام نے فتح ہو تانی صید کے لاف میں لکھا
 درگاہ امیر خسرو یہ درگاہ دہلی سے تین میل جنوب میں حضرت نظام الدین اولیا کے قریب
 بنوائی ہوئی سید ہدی کی ہے اوسنے ۷۵۰ھ میں تعمیر کرائی تھی اسکے گرد جالی دار غلام گرد
 اور برج میں ایک لسا برج ہے اور اسکے اندر سنگ مرمر سفید کی عمارت عماد الدین حسن نے ۷۵۰ھ
 میں بنوائی تھی تاریخ تعمیر اسکی کندہ کی ہوئی ہے حضرت امیر خسرو کا نام ابو الحسن ہے یہ خلیفہ
 اور حبیب حضرت نظام الدین اولیا کے تھے انکی شاعری شہرہ آفاق ہے بعضون نے لکھا ہے
 کہ اردو زبان انہی کی ایجاد ہے صفای اور عمدگی کلام کے سبب لقب بہ طوطی ہند ہوئے انکی قات
 اوتیسویں ذی قعد ۷۵۰ھ ہجری کو ہوئی ہر سال یہاں تروین شوال کو بہت بہاری عرس ہوتا ہے
 اٹھارہویں تاریخ فجر سے شام تک میلار ہوتا ہے ۔
 درگاہ بابا علی تنگوتی بند یہ سنگین عمارت ٹہٹہ میں واقع ہے یہ حضرت شہام ہجری مطابق ۷۵۰ھ
 میں فوت ہوئے ہند بگ اف مرے سے واضح ہے کہ اسکی تعمیر ہی اوسوقت کی ہے ۔

درگاہ ہفت علی احمد آباد سے تھوڑی دور خوب کوپرانہ قبرستان میں یہ درگاہ
 بہت خوبصورت برج کی ہے اس میں کوئی کتبہ نہیں جس سے معلوم ہو کہ یہ برج کب بنا
 اور کس نے بنایا مگر تالیف مٹے صاحب سے منکشف ہوتا ہے کہ یہ عمارت سو برس زیادہ کی
 درگاہ برہان الدین دکنی یہ درگاہ دکن میں بہت بڑی زیارت گاہ ہے اور اوزنگ آباد
 چندیل تالاب کے قریب جہان بہت سے سرو کے درخت اور مقبرہ اوزنگ میں ایک آبادی ہے
 میں واقع ہے حضرت برہان الدین بڑے بزرگ ہو گزرے ہیں منڈیک افیبی سے
 منکشف ہے کہ برہان پور نہیں کا آباد کیا ہوا ہے درگاہ کی عمارت مالگیر کی مقبرہ کی عمارت
 بہت عمدہ ہے اسکے فرار پر ایک زرین غلاف نخل بنبر کا پڑا رہا ہے اور دروازوں کے کناروں پر
 چاندی کے پترے بٹھے ہوئے ہیں یہاں بہت خادم ہیں دو دو سخت زیارت کو آتی ہے
 درگاہ بوعلی شاہ قلندر یہ بڑی نامی درگاہ جو ۱۰۹۰ھ ہجری میں خضر خان اور شاذی خان
 سلطان علاؤ الدین غوری کے بیٹوں نے بنوائی ہے دہلی اور کرناٹک کے درمیان قصبہ
 پانی پت میں واقع ہے اسکی چار دیواری میں بڑے بڑے دروازے اور قبرستان ہے
 قلندر صاحب کا فرار کندہ کار اور پرانوار سنگ مرمر سفید کا بنا ہوا ہے اس کے گرد غلام گردش
 اور اوپر قببہ یہاں سے دری میں کسوٹی کے ستون نہایت عمدہ لگے ہوئے ہیں وہ جب
 اوجکٹس اوندی انٹی کو اسے ری اینڈسٹ کے رزق اسدخان بن نواب تغریبان
 نے لگوائے تھے قلندر صاحب کے برج کے قریب ایک اور برج سنگ سرخ کا ہے اس کے
 گرد جالیان اور اندرائے جیب بنا زرخان کا فرار ہے علاوہ ان برجوں کے یہاں ایک
 مسجد سنگ سرخ کی بہت خوبصورت بنی ہوئی ہے اس کے صحن میں حوض پر آب ہے
 قلندر صاحب نے بموجب سیر الاقطاب و تذکرۃ العاشقین کے تاریخ تیرہویں ماہ رمضان
 ۷۲۳ھ ہجری کو وفات پائی انکا فرار سوائے یہاں کے کرناٹک اور بڑے کھیرے میں ہی ہے
 ایام عرس میں خلعت یہاں بکثرت آتی ہے اس درگاہ کے متعلق بیشتر زیادہ الا اب ایک ہزار

کی معافی ہے۔ مقبرہ نواب مقرب خان میں ایک تعویذ زہر مرہ کا بہت عمدہ ہے درگاہ کا بہت
نوبت خانہ نواب شمس الدولہ لطف اللہ خان کا بنوایا ہوا ہے *

درگاہ بجاوالدین زکریا شہر لمان میں یہ درگاہ حضرت بہار اہلی کی بہت نامی ہے اسکی
عمارت باہر سے نیچے کے رخ اہٹ نو اچھ مربع ہے اور اکثر جگہ چوڑے کا کام ہے زمین نیلی
زنگت بہت عمدہ کی ہوئی ہے انہوں نے ملین کے عہد ۱۱۷۱ھ ۱۱۷۲ھ کے درمیان
وفات پائی آرکی اولاجیکل سروے رپورٹ سے واضح ہے کہ ۱۱۷۱ھ میں یہ عمارت
بہت مرست طلب ہو گئی تھی مرست کی سبب اسکی پیشیت اصلی میں منسوق آگیا ہے صدر الدین
انکے بیٹے ہی اسی جگہ دفن ہیں *

درگاہ ہولو شاہ یہ درگاہ زیر فیصل شاہ جہان آباد کابلی دروازہ کے باہر لب سٹریٹ
میکہ کے نام سے مشہور ہے پہلے ایک پختہ چوترا بنا کر اسکے گرد چوڑے کی دیوار بنائی ہے
رہتہ اس چوتراے کا جنوب رویہ سنگ سرخ کا سیر ہون دار ہے اور فرش چوتراہ سنگ
کے چوکون کا ہوا ہے اسکے اوپر ایک فٹ بلند اور چوتراہ ہے اسکے چھ مین سنگ مرمر
کے چوتراے پر دائیں جانب تعویذ مرقد حضرت شاہ خفیض بنت کار بنا ہوا ہے یہ حضرت
۱۱۷۱ھ ہجری میں فوت ہوئے اور بائیں جانب فرار فیض آثار حضرت ہولو شاہ کا ہے
جو ۱۱۷۱ھ ہجری میں فوت ہوئے ان فرارون سے شمال کو حشتی دیوار میں روشنی کے واسطے
حلق بنائے ہیں اور سنگ مرمر کے ٹکڑوں پر تاریخ وفات کندہ ہے ان فرارون کے جنوب میں
کوئین کے قریب تعویذ مرقد غلام محمد صاحب واقع ہے انکی وفات کو عرصہ تخمیناً تیس برس کا ہوا
یہ تعویذ ہی نہایت عمدہ کندہ کار سے اس درگاہ میں مسلمان اور ہندو سب زیارت کو آتے ہیں
دروازہ سے اترتے ہوئے دائیں جانب حجرہ میں جا رو بکش رہتا ہے پہلے اس
مقام پر سردخانہ تھا موسم بہار میں یہاں بسنت کا سیلا نہایت دہوم دہام کے ساتھ ہوا کرتا ہے
درگاہ خواجہ معین الدین حشتی یہ نہایت مشہور اور عالیشان درگاہ جسکے برابر کوئی شہرک

ہندوستان میں نہیں امیر شریف میں جہالاتا لاک کے قریب واقع ہے یہ بزرگ خاندان سادات کلمج
 و سلسلہ پشت سے حضرت سید غیاث الدین چشتی کے فرزند اولیائے کبیر سے ہیں نوے
 برس کی عمر میں چھٹی تاریخ رجب سنہ ۷۰۰ ہجری میں انہوں نے وفات پائی محمود بن غزنوی ہشتنگ
 بادشاہ کے وزیر نے یہ درگاہ بنوائی ہے اسکا بہت بڑا دروازہ شمار ویسے او کے
 قریب بہت بڑی دیگ ہے جس میں سون سے زیادہ نخت ہوتی ہے مرآت آفتاب کا
 میں کہا ہے کہ یہ دیگ جہانگیر بادشاہ کی بنوائی ہوئی ہے یہاں سے سات کوس کے فاصلہ پر
 ایک اور دیگ اس سے چھوٹی ہے درگاہ کے اندر مزار پر انوار پر غلاف پڑا ہوا اور گرد بہت بڑا
 چاندی کا ٹھرا لگا ہوا ہے اور ایک جانب سنگ مرمر سفید کی مسجد نہایت عمدہ بنی ہوئی ہے اسکا
 حال علیحدہ درج ہے یہاں کا کارخانہ آنا بڑا ہے کہ ہندوستان کی کسی درگاہ میں ایسا نہیں —
 صرف اس درگاہ کی خدمت کے واسطے کسی سو خادم مقرر ہیں ماہ رجب میں اس جگہ صد ہا
 قافلے آتے ہیں اور سینکڑوں آدمی ہندو مسلمان سیون میں لٹک کر مرادین مانگتے ہیں دراصل
 سے کوئی از روہ خاطر نہیں بلکہ ہر شخص کا بیان اگر جانے کو دل نہیں چاہتا انکی بہت ہی
 کراماتیں اکثر کتابوں میں درج ہیں مزار خشک سوار ہی اسی جگہ ہے +
 درگاہ رکن الدین یہ بہت تبرک درگاہ حضرت رکن عالم کی جو حضرت بہا و الحق کے پوتے ہیں
 عمان میں قلعہ کے گوشہ شمال منوب میں صخرہ چستی عمارت سو فٹ بلند ہے اور بلند ہی پر
 واقع ہونے سے ابکی بلندی زمین سے ڈیر سو فٹ ہو گئی ہے یہ درگاہ بارہ بارہ کوس سے
 نظر آتی ہے اس میں نیلی اور سفید چچی کاری بہت خوش وضع کی ہوئی ہے ایسی شان و شوکت کی
 اور درگاہ یہاں نہیں ہے اس میں شیشم کی لکڑی لگی ہوئی ہے اور سینکڑوں خادم موجود ہیں
 اسکی تعمیر تعلق شاہ کے زمانہ کی ہے +

درگاہ روشن چراغ دہلی یہ درگاہ حضرت شیخ نصیر الدین دہلوی کی جنکا انتقال آٹھ سو
 تاریخ رمضان سنہ ۷۰۰ ہجری کو ہوا شاہ بہان آباد سے جنوب کو واقع ہے اس کے مزار پر سنگین درہ

گنبد دار جس کے گرد جالیان ہیں بہت خوب صورت بنی ہوئی ہے ہمیں در آمد و رفت جنورویہ ہے یہ درگاہ فیروز شاہ تغلق کی بنوائی ہوئی لکھی ہے اسکے قریب دو اور برج ہیں ایک میں مزار حضرت فرید الحق شکر گنج کے پوتے کا اور دوسرے میں مخدوم زین الدین انکے خلیفہ کا ہے سوائے ان ہزار دن کے یہاں سینکڑوں قبریں نئی اور پرانی موجود ہیں نماز کے واسطے ایک مسجد ہے اسکا بہت بڑا گنبد دار دروازہ ہے اور گرد درگاہ کے جو چوتھے فصیل ہے شہین پانچ دروازے ہیں امار الصنادید میں لکھا ہے کہ یہ دیوار محمد شاہ بادشاہ نے ۱۲۹۹ء عیسوی میں بنوائی ہے ہر سال اٹھارہویں تاریخ ماہ رمضان کو اس جگہ عرس ہوتا ہے اوسمیں خلعت بہت آتی ہے اور رات کو یہیں رہتی ہے ۴

درگاہ سالار سعود غازی بھراچ علاقہ اودھ میں یہ درگاہ بالے پیر اور جب سالار کی مشہور ہے بعضے ان حضرت کو سید کہتے ہیں بعضے محمود غزنوی کی اولاد کہتے ہیں اور بعضوں کے نزدیک پٹھان ہیں غرض کہ ان کی زیارت کو لوگ دور دور سے آتے ہیں اور بڑے چڑھاوے لاتے ہیں آرائش محفل سے واضح ہوا کہ یہاں سال بسال چٹروں کا میلا ہوتا ہے ایک روز مقررہ کو بہت سے سوداگر اور گرد و نواح کے زمیندار چٹھان لیکر تہہ بول جاتے ہوئے درگاہ میں حاضر ہوتے ہیں اور سالار دولہ کی شادی کرتے ہیں درگاہ کے سامنے جو بڑے بڑے درخت ہیں بہت سے ادھی رسیان والے اور نین لنگتے ہیں اور دعائیں مانگتے ہیں اللہ تعالیٰ انکی ثابت اعتقاد ہی کے باعث انکی سلب براری کر دیتا ہے عمارت یہاں کی کچھ عجائبات سے نہیں ہے یہ حضرت گستاخ ہجری میں شہید ہوئے تھے ۴

درگاہ سید حسن سول ناما شاہ جہان آباد سے تھوڑی دور پہاڑ گنج کے غربی جانب گلابی باغ میں یہ درگاہ ایک سو چوراسی برس کی بنی ہوئی ہے مزار کے گرد جالی دار غلام گرو اور جانب جنوب ایک حوض محمد سید خان کا بنوایا ہوا ہے اس کے قریب ایک مسجد

جسکو حاجی محمد طاہر نے شمسۃ مین تعمیر کرایا چونکہ گچ کی ہے اس درگاہ کی چار دیواری جو اکثر جگہ سے گر پڑی ہے اور سکومع کنوئین کے سیر محمد شفیع نے شمسۃ مین پایا سے نواب امیر خان والی ٹونک کے تعمیر کرایا تھا باسوائے شعبان کو یہاں عرس ہوتا ہے اور شام کے وقت جب کثرتِ حلقی ہوتی ہے تو آتش باز طرح طرح کی آتش بازی چھوڑتے ہیں اور فرطِ واہ واہ ہوتی درگاہ سید حسین یہ فرار پر انوار درگاہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے قریب نام درگاہ خلگوار مشہور ہے زائران درگاہ خواجہ معین الدین یہاں ضرور حاضر ہوتے ہیں یہ درگاہ ہی بہت پرانی ہے۔ درگاہ سید زین الدین ملتان کی یہ درگاہ شہر ملتان سے چار کوس کے فاصلہ پر بہت نامی اور بڑی زیارت گاہ ہے موسم گرما یہاں کئی روز تک ہجومِ حلقی رہتا ہے سید صاحب بڑے بزرگ مین شاہ سرور صاحب کے مرز زین اس عمارت کی صاحب آرائیں محفل نے بہت تعریف لکھی ہے درگاہ سید علی شیرازی یہ درگاہ ٹھہر مین بڑی زیارت گاہ ہے یہ حضرت سندھ کے جو کہ کیا خاندان سے ہیں نہ پٹنک اف مرے سے منکشف ہے کہ شمسۃ مین سبطی شمسۃ مین انکا انتقال ہوا اسی زمانہ میں یہ درگاہ تعمیر ہوئی۔

درگاہ سید سمود شاہ جہان آباد سے جانب خوب مقبرہ ہمایون کے قریب یہ درگاہ واقع ہے اس جگہ صرف فرار ہے کوئی عمارت یا مکان نہیں ہے یہ بزرگ سید ناصر الدین سوہتی کی اولاد میں ہیں۔ امار الصنادید میں لکھا ہے کہ یہ درگاہ شمسۃ مین تعمیر ہوئی ہے۔ درگاہ شاہ ازبان دنیا پور سے تھوری دور پٹنہ سے چھ کوس یہ درگاہ واقع ہے آرائیں محفل سے ثابت ہے کہ ابتدا میں ہر جمعرات کو یہاں خلقت جمع ہوتی تھی اور کثرت سے نوح ہوتے تھے اب صرف زیارت کے واسطے لوگ آتے ہیں یہاں سے تھوڑی تالاب کے قریب ایک امام بارہ بنا ہوا ہے اور مین دنیا پور کے تغریبے ٹھنڈے ہوتے ہیں درگاہ شاہ بدر الدین پنجاب مین تالہ سے دو کوس مسالی گانو مین یہ درگاہ بھی اچھی عمارت ہے خلقت دور دور سے زیارت کو آتی ہے شاہ بدر الدین کو صاحب

آرائش محفل نے حضرت عوث الاعظم کی اولاد میں لکھا ہے :

درگاہ شاہ ترکمان اہل میں شاہ ترکمان کا نام شاہ شمس العارفين ہے یہ حضرت اویسیا کلبا
میں سے ہیں یہ درگاہ شاہ جہان میں ترکمان دروازہ کے قریب جہان کالی مسجد اور قبرستان ہے
چھ سو چونتیس برس کی ہے انکا وصال معز الدین بہرام شاہ کے وقت میں ہوا فرار پر انوار
کے گرد صرف چوبیس کی دیوار ہے یہاں چوبیسویں ماہ رجب کو عرس اور موسم بہار میں نسبت
کا میل ہوتا ہے :

درگاہ شمس تبریز درگاہ ملتان میں قلعہ سے پادیل مشرق کو واقع ہے اگر گرد غلام گردش
میں سات سات در اور اوپر گنبد ہے اسکی عمارت اچھی بنی ہوئی ہے گرد و سوس برس سے زیادہ
کی پرانی سن معلوم ہوتی ہے :

درگاہ شیخ علی تہانیر علاقہ پنجاب میں یہ بہت پہلو عمارت سنگ مرمر کی بنی ہوئی ہے
اسکا ہر ایک پہل اہل ہارہ فٹ لمبا ہے اور قطر چوبیس فٹ اسکے اوپر بہت خوش وضع برج دو در
نظر آتا ہے اصل میں شیخ علی کا نام عبدالرہیم سے آرکی اولاد چیکل سروے انڈیا رپورٹ
سے منکشف ہے کہ یہ عمارت شہزادہ عین تعمیر ہوئی ہے سکھوں نے موقع پا کر اسکو مند بنا لیا
تہا دم خارج یہاں سے عمدہ عمدہ جالیان کتیل کو لیکے اسکو قریب ایک سو چوبیسویں گز تہہ رکھا
درگاہ شیخ شریف احمد آباد کے جنوب کو پیرانہ قبرستان میں یہ گنبد بہت پرانے ستونوں پر
قائم ہے یہاں زیارت کو لوگ اکثر آتے ہیں فریزر نڈبک میں لکھا ہے کہ یہ برج بہت پرانا ہے
درگاہ شیخ صلاح الدین دہلی سے جنوب کو موضع کہتر کی میں یہ برج چند ستونوں پر قائم
ہے اسکے چاروں طرف سنگ سرخ کی جالی اور اندر فرار ہے سوائے اس برج کے یہاں ایک
مسجد اور ٹوٹا مجلسخانہ بھی ہے شیخ صلاح الدین تعلق شاہ کے عہد میں حیات تھے آثار الصنادید
سے ہویدا ہے کہ ۱۳۵۵ء میں جب انکا وصال ہوا تو یہ درگاہ تعمیر کی گئی :

درگاہ شیخ فرید الدین شکر گنج پنجاب میں دریاے ستلج سے اتوارہ میل شہر پاک ٹن میں

جسکو پہلے اجدوہن کہتے تھے اور اکثر کتب میں راجہ اجدوہا کا ابا دکیا ہوا لکھا ہے یہ بڑی
 زیارت گاہ نہایت تبرک خاتقاہ حضرت فرید الدین گنج شکر خلیفہ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کی ہے
 انکا وصال نوے برس کی عمر میں بموجب بیان اخبار الاخبار و سفینۃ الاولیاء پانچویں محرم
 سنہ ۶۷۱ ہجری مطابق ۱۲۷۳ء روز شنبہ کو آؤ تارخ فرستہ میں لکھا ہے کہ ۱۲۷۳ ہجری میں
 رحلت فرمائی۔ اس درگاہ کے دروازہ کو بہشتی دروازہ کہتے ہیں خرتسہ الاصفیاء
 سے واضح ہوا کہ یہ دروازہ اس وجہ سے بہشتی مشہور ہوا کہ جب حضرت نظام الدین اس کے خلیفہ
 یہاں زیارت کو آئے تو انہوں نے اس دروازہ میں جناب سردر کائنات کو بیٹھے دیکھا اور حضرت
 کی زبان مبارک سے سنا کہ جو کوئی اس دروازہ میں داخل ہو گا یا امان میں آیا اور بعض کا قول ہے
 کہ جو شخص عشرہ محرم کو اس دروازہ کے اندر داخل ہوا وہ بہشتی ہو گا یہاں کے خدام حضرت فرید
 کی چوٹی روٹی کی ہی زیارت کراتے ہیں گرد و نواج کے لوگ مہینے میں دو بار یہاں زیارت کو
 آتے ہیں ایام عرس میں دور دراز سے اگر نہر ہا آدمی جمع ہوتا ہے یہ جگہ ہی زیارت گاہ خاص عام ہے *
 درگاہ شیخ محمد علی خیرین گیلانی بیرون شہر بنارس خاٹان میں یہ نامی درگاہ ان بزرگ
 نے اپنی حیات میں نبوای تہی بموجب بیان آرائش محفل کے سنہ ۱۱۷۱ ہجری میں انہوں نے وفات
 پائی ہر شب کو بنارس کی خلعت صبح سے شام تک زیارت کو آتی ہے *
 درگاہ فدوسیر اگرہ کے قریب شکوہ آباد تھے رپاری گاؤں میں عید گاہ کے چھ پینگ منج
 کی عمارت گنبد دار نبی ہوئی ہے اسکے گرد خوبصورت جالیان ہیں اگر چہ پینا اور ہی چند برج ہیں مگر یہ
 برج سب سے زیادہ خوبصورت اور شاندار ہے *

درگاہ قاسم سلیمانی اضلاع مغربی و شمالی میں زیر چنار گڑھ یہ مسلمانوں کی زیارت گاہ ہے ہیں کئی
 مکان نیگین اور عالیشان بنے ہوئے ہیں وسط میں ایک مسجد ہے *
 درگاہ قطب عالم شاہ گجرات میں احمد آباد سے توڑی دور شہر ٹوبہ میں تالاب اور قبرستان
 کے شمال کو یہ بہت بڑا اور بلند گنبد ہے حضرت مدوح کو بعض نے بدر عالم بخاری کا والد کہا ہے

اور بعض نے مخدوم جہانیاں کا نسیرہ کہا ہے یہ کبند نو صدی ہجری کا تعمیر کیا ہوا ہے حساب
 آرائش محفل کہتے ہیں کہ یہاں خادموں کے پاس ہاتھ کی چھڑائی کے موافق ایک لمبا کڑا ہے
 کوئی اوسکو لکڑی بتاتا ہے کوئی تہہ تجویز کرتا ہے کیسکو لوہا نظر آتا ہے تعجب کی بات ہے کہ ہر
 کو کچھ اور ہی نظر آتا ہے *

درگاہ قطب صاحب یتبرک زیارت گاہ خاص و عام حضرت قطب الاقطاب خواجہ قطب الدین
 بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کی درگاہ دہلے سے گیارہ میل جنوب کو مہرولی کے قریب واقع ہے یہ حضرت
 خواجہ معین الدین حسن سنجرمی ہشتی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ ہیں انکا وصال چودھویں بیس الاول ۷۳۳ھ
 کو ہوا درگاہ کا شمالی دروازہ اسلام شاہ کے عہد سلطنت ۱۵۱۷ء میں یوسف خان نے بنوایا
 اور غربی دروازہ شاہ عالم بادشاہ کے وقت میں شاکر خان نے تعمیر کروایا حضرت کا مزار پر لوانا
 کچا ہے اس پر بروقت غلاف پڑا رہتا ہے اوسکے گرد خوبصورت چوٹی کٹھن اودہ گز بلند بہادر شاہ
 کا بنوایا ہوا ہے اور اوس سے بہت فاصلہ پر سنگ مرمر سفید کی جالیوں دار خوبصورت دیوار حسین شہر قرو
 دروازہ ہے ۱۷۳۷ء میں فرخ سیر نے بنوائی تھی دروازہ کے قریب سنگ مرمر کا مزار مولانا فتح اللہ
 ہشتی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے اور گلہ گلہ صد ہزار سنگین امرا اور شاہین کے بنے ہوئے ہیں
 جانب شرق حافظ داؤد کی باولی کے قریب مسجد ہے اوسکا اول درجہ شہی کا مولوی سید احمد
 خان نے خواجہ صاحب کا بنوایا ہوا لکھا ہے اور دوسرا درجہ سلیم شاہ کے عہد سلطنت ۱۷۳۷ء
 میں بنا ہے تیسرا درجہ ۱۷۳۷ء میں درگاہ کی جالیوں کے ساتھ بنوایا تھا مسجد کی محراب پر
 کتبہ کندہ ہے یہاں ہر سال ربیع الاول کی چودھویں تاریخ بتقریب عرس بہت خلقت شب باش
 آتی ہے موسم بہار میں یہاں نسبت چڑھائی جاتی ہے بہادوں کے چینی میں جب نکھو
 چڑھتے ہیں تو بڑی کیفیت اور رونق ہوتی ہے *

درگاہ نظام الدین اولیا دہلی سے تین میل اور قلعہ اندر پت سے ایک میل جنوب کو
 یہ مشہور اور یتبرک درگاہ خلقت کی زیارت گاہ ہے انکا وصال ۱۳۱۲ء میں ہوا آثار الصنادید

نابت ہے کہ پہلے اس کے فرار پر ایک چوٹا گنبد تھا جس کے اندر فیروز شاہ تغلق نے اپنے
 عہد سلطنت میں صندل کا چہر کھٹ لگایا اور کونون پر چار کٹورے طلائی زنجیرون میں
 لٹکائے اب یہ کٹورے نادر میں ۱۷۱۵ء میں نواب سید فریدون خان نے گنبد کے
 گرد سنگ مرمر سفید کی جالیان لگائیں اور کتبہ کندہ کرایا ۱۷۲۵ء میں فیض اللہ خان نے
 عہد میں فرید خان عرف مرتضیٰ خان نے فرار کے گرد ایک کٹھراسیپ کی سچی کاریکا لگایا
 اور تاریخ کندہ کرائی بعد ازاں ۱۷۵۲ء میں فیض اللہ خان نے گنبد
 کے گرد سنگ مرمر غلام گردش سنگ سرخ کے ستونوں پر بنوائی اور تاریخ تعمیر کھدوائی ۱۷۵۴ء
 میں نواب احمد بخش خان رئیس فیروز پور جہر کہ نے اس غلام گردش کے ستون نکلوا کر سنگ مرمر
 کے بہت عمدہ ستون لگائے بعد ۱۷۵۴ء میں فیض اللہ خان گلش نے اس غلام گردش
 میں تانبے کی چہت طلائی اور منقش لگائی ۱۷۶۳ء میں اکبر شاہ ثانی نے سنگ مرمر کابج
 جیسے سنہری کلسن ہے تعمیر کرایا یہاں ستر ہون تاریخ ربع الثانی کھوس ہوتا ہے اور
 اٹھارہ ہون کو صبح سے شام تک بڑی دھوم کا میلا ہوتا ہے اس درگاہ کی اور عمارتوں
 کے حالات علیحدہ لکھے گئے ہیں ۰

درگاہ ولی اللہ شاہ اگرہ سے تھوڑی دور شمال کو دیر پور میں یہ درگاہ واقع ہے
 شاہجہان کے عہد میں شاہ صاحب نے وفات پائی یہ مزار مع جالیدار کٹھرے کے بانسٹ
 مربع سنگ مرمر کے چوترے پر واقع ہے اسکے گرد والان اور غرب کو مسجد ہے
 ار کی اولاجیل سرو کے کٹھیا رپورٹ میں انکو حال کا بنا ہوا لکھا ہے جب انکو
 دفن کیا تو انکا فرار تیار ہوا تھا اور میت بھی تیار ہی رکھی گئی تھی لوگوں نے تھوڑے روز
 بعد ان کے مزار کو درست کرنا چاہا کہ یکایک انکی کرامات سے فرار سید ہا ہو گیا ۰

درگاہ یوسف قتال محلے کے جنوب کو مسجد کٹھر کی سے تھوڑی دور یہ برج
 جس کے گرد سنگ سرخ کی عمدہ جالیان ہیں واقع ہے عرصہ دو سو پچانوے سال سے زیادہ ہوا

کہ اس درگاہ کو شیخ صلاح الدین خلیفہ شیخ فرید الدین شکر گنج نے تعمیر کرایا تھا اناراضیا
میں لکھا ہے کہ یوسف قتال شیخ جلال الدین لاہوری کے خلیفہ تھے۔

دروازہ چندیرمی سرحد ہمارا بسیندھیامین چندیرمی پڑانا شہر تھا یہ اوسکا دروازہ
کہنڈرات پننئی چندیرمی سے نویسل کے فاصلہ پر واقع ہے صاحب آر کی اولاکھل
سروے اندیا نے اسکو چندیرمی کا شرقی دروازہ لکھا ہے یہ عمارت چندرہ فٹ بلند
اور ساڑھے بارہ فٹ چوڑی بالکل سنگین ہے باوجود پڑانے ہونے کے اسکی حیثیت ایک
نہیں بگڑی اسکے اوپر لنگورے ہونے سے صاف ظاہر ہے کہ اسکی مرمت مسلمانوں نے
کی ہے اسکی سنگین چوکت کے دونوں طرف دو ٹنگی عورتوں کی مورقین کندہ ہین جیکے ہاتھ
میں گلستے ہین اور دو سنگین بڑی بڑی مربع چوکیان جیسے اکثر دروازوں میں دیا ہوتی
ہین ہمیں بھی نبی ہوتی ہین اسکے قریب چند کہنڈر محل اور مندرون کے موجود ہین +

دروازہ علانی زیر مینار قطب صاحب یسنگ سرخ کی عمارت مسجد قوتہ الاسلام کا دروازہ ہے
اسکو سلطان علاء الدین نے اپنے عہد سلطنت میں تعمیر کرایا تھا اسکی شان و شوکت
اور خوبصورتی بیان سے باہر ہے ہمیں چاروں طرف محرابی دروازے اور اوپر بہت بلند گنبد
اسکی صورت مقبرہ کے موافق معلوم ہوتی ہے کل پتھر ہمیں کندہ کار لگا ہوا ہے کوئی جگہ میل بوڑ
سے خالی نہیں محرابوں پر آیات قرآنی اس طرح سے کندہ کی ہین کہ دیکھنے والے کو ایک طرف سے
یہ معلوم ہوتا ہے کہ قرآن آسمان کو عروج کرنا ہے اور دوسری طرف یہ نظر آتا ہے کہ قرآن آسمان سے
نازل ہو رہا ہے اسکے غربی اور جنوبی اور شمالی دروازوں پر کتبے کندہ ہین اب یہ عمارت بہت
خراب ہوتی جاتی ہے اور پتھر کو بھی شور کہا ہے جاتا ہے اندر سے یہ دروازہ ساڑھے چھ
فٹ اور باہر سے ساڑھے چھ فٹ مربع ہے اور انار دیوار کا گیارہ فٹ ہے اسکے دائیں
طرف مینار قطب صاحب اور بائیں جانب درگاہ امام ضامن ہے۔

دومری مسجد یہ مسجد دکن میں احمد نگر کے قریب جنوب کی طرف واقع ہے ہر مسجد بیک

میں اس مسجد کا نام دمری مسجد لکھا ہے مگر اس نام کی وجہ تسمیہ نہیں معلوم ہو سکتی تھی اس لیے چاہتا
 کہ جیسی پہلی میں موٹہ کی مسجد مشہور ہے اور اوسکی وجہ تسمیہ مولوی سید احمد خان صاحب نے بطور
 ایک قصہ کے لکھی ہے وہی شکل اسکی ہی ہو عمارت اس مسجد کی جوتی اور عمدہ ہے :
 دو تال اور علاقہ دکن میں جو تین تال ہے جکا ذکر تو کی ردیف آچکا ہے اسکی متصل یہ
 عمارت باعث دو نزلہ ہونے کے دو تال کہلاتی ہے مگر اوسکی برابر خوبصورت نہیں ہے
 نیچے کا درجہ اس عمارت کا ایک سو دو فٹ مربع ہے سولہ میٹر بیان چرہ کر نزل ثانی پر جانا
 ہوتا ہے جان سیلیر ونڈرز زراف الورا سے منکشف ہے کہ اصل میں یہ رام چندر کا مندر ہے
 چنانچہ اس میں رام چندر اور اوسکے بہائی بہرت جی اور لچمن جی کی مورتیں اور مورتوں سے بہت سی
 ہیں اس عمارت کو بہی بہت سخت پہاڑ تھو تھا کر کے اوسی زمانہ میں بنایا تھا کہ جب تین تال بنا تھا
 دو مانی سکم میں نیم پہاڑ پر یہ سیاہ پتھریں فٹ لمبا اور تیرہ فٹ بلند ہے اسپر چند الفاظ کندہ
 ہیں اونکا تلفظ ام مانی پامی ام ہے ان لفظوں کے سبب بودہ اس پتھر کی پوجا کرتے
 ہیں اسپر سوا کے ان الفاظ کے کتبہ ہی کندہ ہے ڈاکٹر موکرز ہمالا ان جرنیل جلد اول سے
 واضح ہے کہ اس پتھر کو میرا کلانگ ایک بودہ نے بہت مدت ہوئی جب کندہ کرایا تھا :
 دوار کا رحبتان میں اودیپور سے بائیں میل دریاے نرس کے کنارے یہ مشہور اور بہت
 پرانی جگہ ندون کی پتھریں کی ہے یہاں صد ہا ہندو دور دور سے آتے ہیں ٹوڈر رحبتان
 سے واضح ہے کہ اس جگہ سواے ایک مورت کے کوئی چیز ایسی عجائبات سے نہیں جو قابل لغز
 ہو یہ مورت ویشنو کی ہے جسکو اگلے زمانہ یعنی سنہ ۱۸۷۰ء سے پہلے تھرا میں پوجتے تھے :
 دہر مالنگ الورا علاقہ دکن میں مندر پر سرام کے سامنے یہ مندر بہت سخت پہاڑ تھو تھا کر
 بنایا ہے اسکے دروازہ سے مندر پر سرام کے دروازہ تک ایک گلی بارہ سو فٹ لمبی پہاڑ کاٹ کر
 بہت خوب صورت بنائی ہے اور دروازہ مندر جو گیارہ فٹ چھ پنچھ سے چار فٹ چھ پنچھ سے چھلے اوسکے
 دائیں بائیں دو مورتیں شیر کی تھیں جان سیلیر ونڈرز زراف الورا میں تحریر ہے کہ یہ مورتیں

یہ مندر
 دہر مالنگ
 الورا علاقہ
 دکن میں
 ہے

عالمگیر کے عہد سلطنت میں خراب کی گئیں اور ان کے نشان اب تک موجود ہیں دروازے کے اندر
ایک کاشا صحن کیا ون فٹ لبا اور بیس فٹ چوڑا ہے اس کے سامنے عمارت مندر پہاڑ تو ہوتا
کر کے بہت خوبصورت بنائی ہے اسکی چہت ایک سو چالیس ستونوں پر قائم ہے طول ہر ستون
کا سولہ فٹ چار انچہ اور سطحی چار فٹ تین انچہ ہے مندر کے بیچ میں سوائے بہت بڑے
نگہا دیو کے بہت سی مورتیں برہما و شینو مہادیو ویرا بدہ راگو بندرا ماہوانی لکشمی رام چندر
ہنومان انندی اور دہیراج راج وغیرہ کی کھدی ہوئی ہیں دہیرا راج کی مورت سب مورتوں کے
بڑی ہے اور اسی جگہ جان سیلی صاحب نے اس مندر کو دہیرا راج اور دہیرا نگ کا کہا ہے اسکی
تعمیر نو صدی عیسوی میں ہوئی اب یہی عین عجیب کیفیت معلوم ہوتی ہے اور کوئی درو دیوار مورت
کندہ ہونے سے خالی نہیں ہے ۔

دہمک بنارس سے ساڑھے تین میل شمال کو کھنڈرات میں یہ پرائی گول عمارت ایک سو نو
دس انچہ بلند دہمک برجی کے نام سے مشہور ہے اسکو نیچے سے تینالیس فٹ کی
بلندی تک سگین اور اوپر سے چھپاٹھ فٹ دس انچہ خشتی بنایا ہے اس کا دور دو
بانوے فٹ اور گرداٹھ کھین ہیں ہر کھہ کی چوڑائی نیچے سے اسی فٹ چھ انچہ اور اوپر سے
پانچ فٹ ہے اور ایک کھہ سے دوسری کھہ تک پندرہ فٹ کا تفاوت ہے جو بیس فٹ
کی بلندی پر ہر کھہ میں ایک نشین ساڑھے پانچ فٹ سے ساڑھے پانچ فٹ مربع بنایا ہے
جنرل کننگھم صاحب رقمطراز ہیں کہ ان نشینوں میں آدمی کے قد کے برابر بدہ کی مورتیں
چوتروں پر کھڑی تھیں جو مدت سے نثار ہیں لیکن ایک مورت ان میں کی اب تک بنارس کے
کالج میں رکھی ہے اس عمارت کی نشین ایسی بڑی اور مضبوط ہیں کہ درنکا کھہ بیان نہیں ہو سکتا
سر پر اس برجی کے ایک سوراخ جھنڈا کھرا کرنے کے واسطے اب تک نمایاں ہے رپورٹ
آرکی او جیکل سروے اڈیا میں لکھا ہے کہ یہ عمارت سنہ ۴۰۰ میں تعمیر ہوئی ہے ۔
دہو بی تمال قلعہ گویا کے اندر جانب جنوب جو رانی تال اور چیدی تال ہے وہاں یہ تالاب

سب سے بڑا چار سو فٹ لمبا اور دو سو فٹ چوڑا دہو بی تال کہلاتا ہے آر کی اور چیکل سر ویو صبا
 کی تحریر سے واضح ہے کہ یہ تالاب ہمیشہ خشک اور موسم برسات میں پر آب رہتا ہے ۔
 دیوان خاص یہ بے بہا سنگ مرمر سفید جلا ساز کی عمارت قلعہ شاہجہان آباد دیوان عام کے
 شرق کو دو سو چالیس فٹ لمبے اور چار فٹ لمبے چوڑے پر ایک سو دو فٹ طول میں دو راہ تفرق
 عرض میں مع مربع ستونوں اور مرغولوں کے اندر کے رخ اوپر سے نیچے تک طلا کاراؤ
 اجارہ تک رنگ بزمگ کے پتھروں سے منقش اور پچی کار سے اسکا ایک ایک بل اور بوٹہ
 قابل شنا ہے اور محرابوں پر یہ شعر لکھا ہے ۔ اگر نہ دوس برس روز میں است ۔ ہمیں است
 ہمیں است ہمیں است ۔ اسکے کونوں پر بہت خوبصورت چار برجیاں سنہری کلیون دار
 اور جانب شرق جالیوندار دیوار چین آئینے جڑے تھے مع سردی کے بہت خوبصورت
 بنی ہوئی ہے محل کے گرد غلام گردش اور چچ میں بڑا مکان ہے ہمیں ایک سنگین تخت رکھا ہے
 ہند بک ہار کورٹ سے منکشف ہے کہ پہلے اس عمارت میں چاندی کی چہت جڑی ہوئی
 تھی جو شہنشاہ میں سدا شیوہا و مرہٹہ لوٹ کر لیکیا بروقت گلٹے جانے کے یہ چاندی ستروا
 روپیہ کی چچی تھی ۔ صاحب مرآت اقباب نامانے زر مصارف اس عمارت کا جواب موجود ہے
 نو لاکھ روپے لکھے ہیں پہلے اسی محل میں تخت طاوس تھا جو بموجب تاریخ محمد شاہ کے
 محمد شاہ نے نادر شاہ کے بیٹے کو اپنی لڑکی کے جہیز میں دیدیا اس تخت کا نام تخت طاوس
 اس وجہ سے تھا کہ اسکے پیچھے دو مور تین موروں کی دین پہلائے ج طرح مورنا چنے ہیں کھڑی تھیں
 اور اون میں نہایت بیش قیمت رنگارنگ کے لعل و یاقوت و فیروزے عمیق اور زرد جڑے تھے
 استاد نے اونکو ایسا خوبصورت بنایا تھا کہ اون میں اور اصلی موروں میں کچھ فرق نہ تھا دونوں موروں
 کے بیچ میں زرد کے کڑے کا ایک طوطا اصلی طوطے کی برابر بنا ہوا تھا کو پر زہند بک سے
 ظاہر ہے کہ تخت طاوس چہ فٹ لمبا اور چار فٹ چوڑا تھا اسکے چہ ہوس طلائی پاسے ہیروں
 سے جڑے ہوئے تھے اور اوپر نگلہ ناسونکی نبت کار جڑا و چہت ہوس طلائی بارہ ستونوں پر

قائم تھی اور اوپر فرنی محل کا کار چوبی بہت مفرق شامیانہ جسکی جہاں میں موتی لگے ہوئے تھے
 اٹھ اٹھ فٹ لمبی سوئی کی ٹھوس جلاؤ چوبون پر لگا ہوا تھا زرمصارف تخت طاؤس چہ کر پور لکھا ہے
 شہ عام میں گورنٹ کی طرف سے اس عمارت کے گرد انہی کٹھن لگایا گیا ہے تاکہ کوئی جانور یا
 آدمی ہکو خراب نہ کرے اسکے جنوب کو خواجگاہ اور تسبیح خانہ اور برج طلائی بہت بے نظیر عمارتیں ہیں اور
 جانب شمال حمام اور شاہ برج نہایت عمدہ اور نفیس مکانات ہیں اس بے مثل یادگار سلاطین سلف
 کو دیکھ کر اکثر آدمیوں کو رونانا ہے ان محلوں میں نہر بہت سنگ مرمر کی بنی ہوئی اب تک موجود ہے
 پہلے یہ نہر جاری رہتی تھی۔ جانب شمال مغرب موتی مسجد واقع ہے اسکا حال علیحدہ لکھا گیا ہے
 اگر کتب سے ثابت ہے کہ ان عمارت اور تخت طاؤس کے بنانے میں آسٹن ہی بورڈ کیس نے
 فرانسس سمارشہر ایک تھا *

دیوار عام یہ سنگ سرخ کی عمدہ عمارت قلعہ شاہجان آباد میں نوبت خانہ کے روبرو جو اب
 ایڈ جوٹنٹ کا دفتر ایک بلند چوڑی بادشاہ دربار کی جگہ ہے اسکا طول چوبیس ایک فٹ اور عرض بہتر
 فٹ ہے اسکی چہت جیکے کونوں پر چار برجیاں ہیں بڑے بڑے سنگ سرخ کے مربع
 ستونوں پر قائم یہ عمارت سنگی ہے اور گہرے میں میں ستون ہیں جانب شرق جہاں نشین شاہی ہے بہت بڑی
 سنگ سرخ کی دیوار دو سو ایک فٹ لمبی بنائی ہے اسکے وسط میں نشین فرش محل سے دس فٹ
 بلند کہیں فٹ سے سات فٹ مربع سنگ مرمر سفید سے بنایا ہے اس میں رنگارنگ کے قیمت
 پتھروں سے سچی کاری اور نسبت کا کام کیا ہے اسکی بنگلہ ناچہت جس پر سنہری پانچ کلیان ہیں۔
 سنگ مرمر کے چار ستونوں پر بنی ہے اسکی دیوار پر طرح طرح کے پرند جانوروں کی نہایت خوبصورت
 تصویریں بنائی ہیں زرنشین ایک چوکی سنگ مرمر کی رکھی ہے جس پر ستیٹ ہتیاؤں کا
 عرض معروض کیا کرتے تھے۔ اب اسکی حفاظت کے واسطے انہی کٹھن لگایا گیا ہے اس نشین
 کی تیاری میں ہی آسٹن دی بورڈ کیس شریک تھا پہلے اس محل پر سفید رنگ اور نقاشی کی ہوئی تھی
 اور گرد سنگ سرخ کا قدام گہرا جائیداد جسکو گلال باڑی کہتے تھے لگا ہوا تھا اس محل کی تعمیر قلعہ کے



دیوان خاص

ساتھ ہوئی تھی اب اس کا فی شاپ اور کانٹین ہے *

دیوان محل یہ عمارت جسکی وضع دیوان عام دہلی سے ملتی ہے ایک سو اسی فٹ لمبی اور ساٹھ فٹ چوڑی قلعہ اکبر آباد میں اکبر کے دربار کی جگہ ہے اس میں تخت بھی رکھا ہے جس پر اکبر بادشاہ اجلاس فرما کر عدل کرتے تھے اس محل کے ستون اور مرغولین بہت خوبصورت اور خوش وضع ہیں اس میں صندل کے وہ کوار جو محمود غزنوی سونامی کے مندر سے غزنین کو لگیا تھا رکھیں ہیں پیس ایٹ وی فارسیٹ مندر ہے کہ خبرل ناٹ صاحب نے یہ کوار غزنین سے لا کر رکھے ہیں *

دیوسر تبت میں یہ نامی چشمہ جسکا پانی نہایت گرم اور جو شرن ہے ساٹھ فٹ مربع ہے صاحب آرش محل نے لکھا ہے کہ جب کوئی یہاں کا آدمی یہ معلوم کرنا چاہتا ہے کہ سال ^{آئندہ} میرے حق میں کیا ہوگا تو وہ ایک ہانڈی میں چانول ڈالکر اور اسکا موہنہ خام کر بہت زور سے اس چشمہ میں پھینک دیتا ہے جب ہانڈی اوپر آتی ہے تو اسی نکالکر دیکھتا ہے اگر اس کے چانول پک گئے تو سال آئندہ کو اپنے حق میں اچھا بھتا ہے اور اگر چانول کچے رہے یا بگڑ گئے تو سال آئندہ کو سال گزشتہ سے بہتر نہیں جانتا۔

دیوی جگت اسے کجورا ہو علاقہ ماوہ میں کڈریا جا دیو کے مندر کے شمال کو یہ مندر تشریف لیا اور ساٹھ فٹ اونچا اس فٹ چوڑا ہے اسکی عمارت یہاں کے بڑے مندر کی عمدگی کو نہیں پہنچتی اس میں چار درجے ہیں رپورٹ آرکی اولاجیکل سروے انڈیا سے وضع ہے کہ پہلے اس مندر میں دیشنو کی پوجا ہوتی تھی اور اب دیوی جگت اسے کی پوجا ہوتی ہے لیکن دیشنو کی پوجا بھی مندر میں رکھی ہے *

باب وال ہندی

ڈھونڈا بولی قلعہ گویا میں ڈھونڈا دروازہ کے قریب ہونے سے یہ پالیس فٹ گہری بولی ڈھونڈا بولی کہلاتی ہے اسکا طول تیس فٹ اور عرض پندرہ فٹ ہے لیکن اسکا پانی کچھ عمدہ نہیں صاحب کے ویرانڈیا رپورٹ لکھتے ہیں کہ جب ہراتا لال بھٹک جاتا تو لوگ اس میں نہاتے ہیں *

باب الراس

راجون کی بائین دہلی سے گیارہ میل قطب صاحب میں یہ باولی مقبرہ ادہم کے قریب
 مع کھنڈر مسجد کے واقع ہے۔ دو تھانے سکندر لودھی کے عہد ۱۵۷۴ء میں اسکو بنوایا تھا۔
 مولوی سید احمد خان صاحب کہتے ہیں کہ اس کے قریب ایک محلہ میں راج رہتے تھے اس وجہ
 سے یہ باولی راجون کی بائین مشہور ہو گئی ہے +

رامچند در کھجور اہو کھجور اہو سلاقہ مالوہ میں یہ بہت بڑا سنگین مندر ہے اس میں تھینا چار سو تین
 کندہ ہیں اور وہ بلندی میں دو فٹ اور ڈھائی فٹ سے کم نہیں ہیں اس کے کونوں پر دیشنو کے
 چار چوٹے چوٹے مندر ہیں انکی تعمیر کی نسبت ڈایرکٹر جنرل کننگھم صاحب کہتے ہیں کہ بڑے
 مندر سے دیرہ سو برس بعد کے ہیں بڑے مندر کے بیچ میں بڑی مورٹ چار فٹ ایک انچہ
 بلند ہے اس کے چار ہاتھ اور تین سر ہیں سچ کا سر آدمی کا اور دائیں بائیں شیر کے سر بنائے
 ہیں کتبہ مندر سے ثابت ہے کہ یہ مندر ۱۵۷۴ء میں تعمیر ہوا ہے +

رامیشور بی اعاطھ میں ستارہ سے تھوڑی دور جو مولے گا لوشہور ہے وہاں دریا کے
 کنارہ پر سرام کے مندر کے قریب یہ مندر رامیشور کی پوجا کا ہے ہنڈبک اف مرے
 کا بیان ہے کہ ستارہ کے ایک مہاجن پر سرام نام نے اس مندر کو بنوایا تھا اس جگہ ہتھیار
 منڈہ بارہ اگست ۱۵۷۴ء سے پہلے کی تعمیر کی ہوئی ہیں یہاں سے تھوڑی دور ایک کتے
 کی قبر ہے جسکی علی میں شیر جنگ خان کے باغ کے قریب شیر کی اور اگر وہ میں سکندر کے
 رہتے ہیں گہوڑے کی قبر ہے ہنڈبک اف مرے سے منکشف ہے کہ اس قبر کو راجہ
 ساہو نے اس وجہ سے بنوایا تھا کہ ایک روز شکار گاہ میں اسکو تیندوے نے گھیر لیا اور وقت
 اس کے کتے نے راجہ کی جان بچائی جب سے کتے کی رفاقت راجہ کے دشمن ہو گئی جب
 وہ کتا مر گیا تو راجہ نے اسکی قبر بنوادی +

رائی تال اور چھیدی تال قلعہ گوالیار کے جنوبی گوشہ میں یہ دو تالاب باولی کی صورت

یہ مندر ۱۵۷۴ء میں سکندر لودھی کے عہد میں بنوایا گیا تھا۔ اس کے قریب ایک محلہ میں راج رہتے تھے اس وجہ سے یہ باولی راجون کی بائین مشہور ہو گئی ہے۔

انسی فٹ سے ساٹھ فٹ مربع ہیں ان میں پانی ہمیشہ نہیں رہتا ان میں ایک تالاب جو ماں سنگ
کی رانی نے اور دوسرا نوڈی نے بنوایا تھا اسی سبب ان کو رانی تال اور چیدی تال کہتے ہیں
جنرل کنگھم صاحب نے ان کو شہ ع کا بنا ہوا لکھا ہے ۛ

رشاب دیو یہ عمدہ عمارت رجستان میں ابو کے پہاڑ پر واقع ہے اسکا صحن ایک سو
فٹ سے سو فٹ مربع ہے اوس کے گرد اٹھادن کوٹھریاں اور آگے دالان مع ستون اور
مرغولن کے بہت خوبصورت کندہ کار اور جلا ساز سنگ مرمر کے بنائے ہیں ہر ایک کوٹھری
اس مندر کی نئی طرح اور نزلے ڈنگ کی ہے دیکھنے والے کو یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہر ایک
کوٹھری کا بنانے والا سمارنیا ہوگا کیونکہ ایک کوٹھری کی وضع دوسری کوٹھری سے نہیں ملتی
ہر کوٹھری میں آدمی کے قد کے برابر صین ایشر کی صورت رکھی ہے ہنڈ بک آف مرے
وغیرہ سے ثابت ہے کہ اس مندر نایاب کو دو بہائی تیج پال اور بسنت پال مہاجون نے
جلی بسائی چوٹی چند لاتی ہے راجہ ہیم دیو کے عہد میں تعمیر کرایا تھا ۛ

رنگ محل قسٹوج یہ کھنڈر عمارت قلعہ تنوج کے گوشہ جنوب غرب میں تین سو چالیس فٹ
بلبی اور ایک سو اسی فٹ چوڑی ہے اسکے چار فصیلین ہیں یعنی فصیل کے اندر فصیل ہے اور باہر
کے چار برج ہیں آرکی اولاجیل سروانڈیا رپورٹ سے ظاہر ہے کہ اس محل کو راجہ
اجے پال نے جسکو شہ ع میں محمود غزنوی نے سخر کیا تعمیر کرایا تھا ۛ

باب الزاے

زنانی مسجد قلعہ اکبر آباد میں موتی مسجد کے پیچھے یہ عمدہ سنگ مرمر کی مسجد جسکو کارلس
اسٹنٹ سرویرانڈیا نے لکھیا ہے شاہجہان بادشاہ نے بیگمات کی نماز کے
واسطے اپنے حرم میں بنوائی تھی اسکے دالان کی پانچ محرابیں ہیں اور چار برجیاں کونون پر بہت
معقول بنائی ہیں صحن کی ناف میں پاکیزہ حوض ہے یہ مسجد اندر سے ایسی نقش اور طلا کاراؤ
پچی کار ہے کہ تاج محل کی مثل معلوم ہوتی ہے پیس ایٹ دی فار ایٹ میں لکھا ہے

کہ یہ مسجد بھی آئینِ قہمی پور و گیس کے انتظام سے تعمیر ہوئی تھی ۔
 زنجیری مسجد انور سے پچاس میل رنو دین یہ چوٹی اور سنگین مسجد واقع ہے زنجیر ناما
 کٹہرا ہونے سے لوگوں نے اسے زنجیری مسجد مشہور کر دیا ہے ارکی اولاجیکل سروے
 انڈیا رپورٹ میں لکھا ہوا ہے اورنگ زیب عالمگیر کا لکھا ہے ۔
 زینت المساجد بہت پاکیزہ اور شاندار مسجد قطعہ شاہجان آباد سے جانب جنوب نوابی
 نواب زینت النساءیم بنت عالمگیر کی ہے اسنے شام میں نوابی تھی یہ مسجد سنگ سبز
 کی ہے اور ستر پانسنگ مرمر سفید کی پچی کاری ہے اسکی سات محرابین ہیں
 اور اوپر تین برج سنگ سفید کے سنگ سی سے پچی کاری میں اوپر سنہری کلیان بہت
 خوب صورت ہیں سچ کی محراب بہت بڑی ہے اور دونوں طرف دونوں مینار ایسے خوش
 اور بلند ہیں کہ ان سے مسجد کی نمود سہ چھ ہو گئی ہے صحن کے درمیان حوض اور ایک جانب
 دو محراب ایک سنگ مرمر کا اور دوسرا سنگ باسی کا بنا ہوا ہے سنگ مرمر کے مجھ میں زینت
 بیگم کی قبر ہے اور سر ہانی کتبہ کدہ ہے لیکن بڑا افسوس ہے کہ غدر سے اب تک اس مسجد
 میں مسلمانوں کو قبضہ نہیں ملا اٹھارہ صدی اور دہلی ہند بک وغیرہ میں لکھا ہے کہ
 اس طرف کے لوگ اسکو مسجد گھٹا اور کوڑی مسجد کہتے ہیں ۔

باب اسپین

سانچی مندر بدہ ہندوستان میں اشوکا کے بنائے ہوئے بدہ کے مندروں میں
 سب سے بڑا یہ ٹیلا سانچی گانومین اوجین سے شرق کو اور ہوپال سے میں شمال مشرق کو
 واقع ہے کیونکہ بدہ کے مندر کا ٹیلا چوکیالا میں ہے اسکا دور دو سو دس فٹ اور بلندی
 اسی فٹ ہے اور جو ٹیلا اسی قسم کا افغانستان میں واقع ہے اسکا گردہ ایک سو ساٹھ فٹ
 ہے اس ٹیلے کا دور پانسو چون فٹ اور بلندی ایک سو بیس فٹ ہے اسکے اندر کئی عمدہ
 مکان ہیں اور اونکی وضع راجہ اشوکا کے خارون سے بہت ملتی ہے اسکے کتبوں سے

وضع ہندوستان
 کتاب میں ایسے
 کتبوں کے حالات
 نہیں لکھے گئے
 جو بدہ اشوکا کے
 وقت کے مندر
 اب ہندوستان
 میں موجود ہیں
 کیونکہ وہ ہندو
 اور مسلمانوں
 اور ان کے

ظاہر ہے کہ یہ مندر عیسوی صدی سے دو سو پچاس برس پہلے کا بنا ہوا ہے اسکا دروازہ
 چالیس فٹ بلند ایسا سنگین و کندہ کار بنا ہوا ہے کہ پرانی عمارت میں ایسی لمبقت کم دیکھی
 گئی ہے اس میں بیسار مورتن چوٹی اور بڑی ہر طرف کندہ ہن مرد عورتن دیو پر بان ہاتی
 گہوڑے شیر مور وغیرہ کی تصویرین اور طرح طرح کے نقشے پہاڑوں کوزر بکانون اور درختوں
 اور کیار یون اور جھنڈیوں کے عجیب غریب مع خوشن وضع پیل بوتون کے بنائے ہیں کہ
 گویا تمام دنیا کی مخلوقات کو اس دروازہ میں بہر دیا ہے یہ دروازہ بلا سقف ہے اور باوجود
 گزرنے مدت دراز کے کہ یہ ہمیشہ ہونچال کے صدمے اوٹھاتا اور مینہ کے تہشہر کھاتا تھا
 اب تک اس میں کچھ نقص نہیں آیا اس بے نظیر عمارت کو دیکھ کر آدمی تعجب و تعجب رہ جاتا ہے *
 سست پلہ پلہ سہلی شاہجہان آباد سے جنوب کو درگاہ چراغ دہلی کے قریب یہ پل جسکے ساتھ
 درہن محمد عادل شاہ تعلق کا بنوایا ہوا ہے ۱۷۱۷ء میں اوسنے نالہ پر بنوایا تھا اسکے اوپر مکان
 اور دو بڑے بڑے دروازے ہیں یہ عمارت چونہ اور پتھر کی بہت مضبوط بنی ہوئی ہے اما الضیاء
 سے منکشف ہے کہ ناہ کائب میں یہاں میلا ہوتا ہے اور گرد و نواح کے زمیندار مع عورتوں
 اور بچوں کے نہاتے ہیں اونکا اعتقاد ہے کہ جو کوئی سال میں ایک بار یہاں نہاتا ہے اوپر
 کوئی جن یا ہوت اثر نہیں کرتا کیونکہ یہاں حضرت مدثرن چراغ دہلی نے وضو کیا تھا لیکن عمارت پل
 کی اب بہت خراب ہو گئی ہے *

سست پلہ نور آباد نورآباد میں گوالیار اور اگرہ کے درمیان دریاے سینک پل ہے
 ساتھ محرابوں کے سبب دہلی کے سب پلہ کی مانند اسکو بھی سست پلہ کہتے ہیں ہر ایک پایہ
 اس پل کا سولہ فٹ نواچھ موٹا اور ساڑھے پچیس فٹ بلند ہے اسکی اولاجیکل سرو
 انڈیا رپورٹ میں اس نایاب سکونگین پل کو جاب روز بروز خراب ہوتا جاتا ہے نواب متھن
 کا بنوایا ہوا کھابہ ہے اور ۱۷۱۷ء میں یہ پل تعمیر ہوا ہے *

سجدہ محل یہ عمارت بیجا پور قلعہ میں اندھ محل کے قریب واقع ہے اسکے گرد کیاریاں اور

درخت بالکل برباد ہو گئے اور نیز عمارت ہی خراب ہو گئی ہے اس محل کی سات منزلیں تھیں
اسی وجہ سے درے ہنڈ بک انڈیا میں اہکوست کہنڈی اور ہفت محلہ لکھا ہے اصل میں
یہ عمارت علی عادل شاہ کا عبادت خانہ ہے جیسا دہلی میں دیوان خاص کے قریب شاہ جہان
کا تسبیح خانہ ہے **۱۸۷۷ء** میں اوسنے تعمیر کروایا تھا ❖

سراہما بہار میں گیا سے سولہ میل شمال کو بارہ بار پہاڑ پر یہ غار راجہ اشوکا عرف پیاداسی کا
بنوایا ہوا ہے جو دو سو پچاس سال قبل عیسوی صدی کے تیار ہوا تھا یہ مسجر جنرل کشکم صاحب نے
اسکا نام سدا غار لکھا ہے اسکا جنوبیہ دروازہ مصر کے دروازوں کی صورت کا ہے اوپر دو سطوح
میں پالی حروف کا کتبہ کندہ ہے اوس میں لکھا ہے کہ یہ غار راجہ اشوکا نے سولہ جلوسی میں
بنوایا تھا اس غار کے دو درجے ہیں اندر کا درجہ گول ہے اسکا قطر اونس فٹ گیارہ انچہ ہے اور
چہت گنبد نامی ہوئی ہے باہر کا درجہ جو تیس فٹ ٹو انچہ لمبا اور اونس فٹ چہ انچہ چوڑا ہے
اوسکی چہت لمبی لداو کی فرش سے بارہ فٹ تین انچہ بلند ہے اگرچہ یہ غار اندر سے جلاسا بنا ہوا
ہے مگر ہمیں اندھیرا ہے اور ایسا روشن اور ہوا دار نہیں معلوم ہوتا جیسے اورا علاقہ دکن میں روشن
غار میں اسکی صورت کو بھری نامی ہوئی ہے اسکے اندر شرق کو ایک ناتمام نشین ہے جس سے وضو
ہے کہ یا تو ہمیں کوئی صورت رکھی جاتی یا تیل درجہ بنانے کا ارادہ تھا یہاں اور بھی کئی غار ہیں اوسکے
حالات روایف وار علیحدہ درج ہیں ❖

سراہے سرہند سرہند علاقہ پنجاب میں یہ مغلوں کے وقت کی سراہے مضبوط اور خوبصورت
بنی ہوئی ہے ارکی اولاجیکل سرو کے انڈیا رپورٹ سے ہویدا ہے کہ مغلوں کے
عہد میں دہلی سے کابل اور لاہور کے جانے والے مسافر یہاں ضرور مقام کرتے تھے اسکے یہ عہد
سراہے تعمیر ہوئی تھی اسکی فصیل بہت بلند ہے اوسکے اندر کی طرف خوبصورت دالان اور کوٹھیراں
سافروں کے قیام کے واسطے تعمیر کی گئی تھیں اسکا دروازہ عالیشان بنا ہوا ہے اندر سے یہ سراہے
چہ سو فٹ سے چار سو پچتر فٹ مربع ہے مدت سے یہ سراہے ویران پڑی تھی اب جہاں پہنچا کہ

اسکو اپنا قلم بنالیا اسکے اندر چند عمارتیں دیوان خاص و دیوان عام نشین محل اور حمام وغیرہ بہت عمدہ بنوائی ہیں اس وجہ سے زیادہ رونق اور آبادی ہو گئی ہے گرد کے مکانوں میں گھوڑے اور ملازمین رہتے ہیں اور چھ مین ایک تالاب تین سو فٹ سے دو سو اسی فٹ مربع ہے۔

سر اسے فرید خان یہ نچتہ سر اسے جگا دروازہ بہت عالیشان شہر لکی روید ہے وہلی سے نظام الدین کو جاتے ہوئے شکرک سے دائیں طرف کوٹہ فیروز شاہ کے سامنے واقع ہے اب اس میں چلنا ہے آثار الصنادید وغیرہ سے نکشف ہنے کہ اس سر اسے کو نواب فرید خان نے مسند عام میں تعمیر کرایا تھا اور مدت سے یہ اد جاڑ پڑی تھی گورنٹ نے اس میں اور مکانات بنوا کر اسکو جیل خانہ مقرر کیا ہے اندر قیدی اور دروازہ پر داروغہ جیل رہتا ہے۔

سر اسے نور آباد گویا راور اگرہ کے درمیان نور آباد میں یہ سر اسے ہی عجائبات سے ہے اسکے اندر نواب گنا بیگم زوجہ نواب غازی الدین خان کی قبر ہے یہ بیگم بہت خوبصورت اور بڑی شاعرہ تھی شاعری میں بہت ہنوی نواب غازی الدین کا مقبرہ وہلی میں امیر پدرازاہ کے باہر ہے اسکا حال علیحدہ لکھا ہے آرکی اولاد جیکل سرواڈیا رپورٹ سے ثابت ہے کہ اس سر اسے کو نواب شہد خان نے مسند عام میں بنوایا تھا۔

سرواڈیا کی سو برس کا سنگین مندر علاقہ کشمیر میں مدانی دریا کے کنارہ واقع ہے اس میں درگا کی صورت رکھی ہے صاحب اراٹس محفل نے لکھا ہے کہ ہندو اس مندر کو بہت مانیتے ہیں سروباولی قلعہ گویا ر میں بتیا دروازہ کے قریب یہ باولی بالکل مربع سروباولی کے نام سے مشور ہے اسکے دروازہ میں تہی کوٹا اور اوپر چہت چار ستونوں پر قائم ہے۔

نارتھ نارن سینے کاشی میں یہ مضبوط خشتی مندر بہت بڑا اور پرانا ہے اسکا بیج سو فٹ بلند ہے اسکے اندر بدھ کی صورت رکھی ہے۔

سریا گیا علاقہ بہار میں یہ مندر سورج کٹھ کے قریب واقع ہے اس میں ایک چہتہ دو دو ہر قی قطار ستونوں پر بنا ہوا ہے ہر قطار میں پانچ پانچ ستونوں دس دس فٹ کے بلے بہت خوبصورت پرانی وضع کے

جانب شمال جبکہ ہونے میں اس عمارت کے اندر اور باہر ہمیشہ سفیدی کیجاتی ہے *
 ڈایرکٹر جنرل کنٹریکٹنگ صاحب آرکی اولاجیکل سر ویڈیا ر قنطر ازین کہ تھورا عرصہ ہوا
 جب یہاں سے ایک کتبہ جسٹین بدہ کے فوت ہونے کا ذکر ہے برآمد ہوا ہے اور اسی وجہ
 سے اونہوں نے اس مندر کو بہت پرانا لکھا ہے *

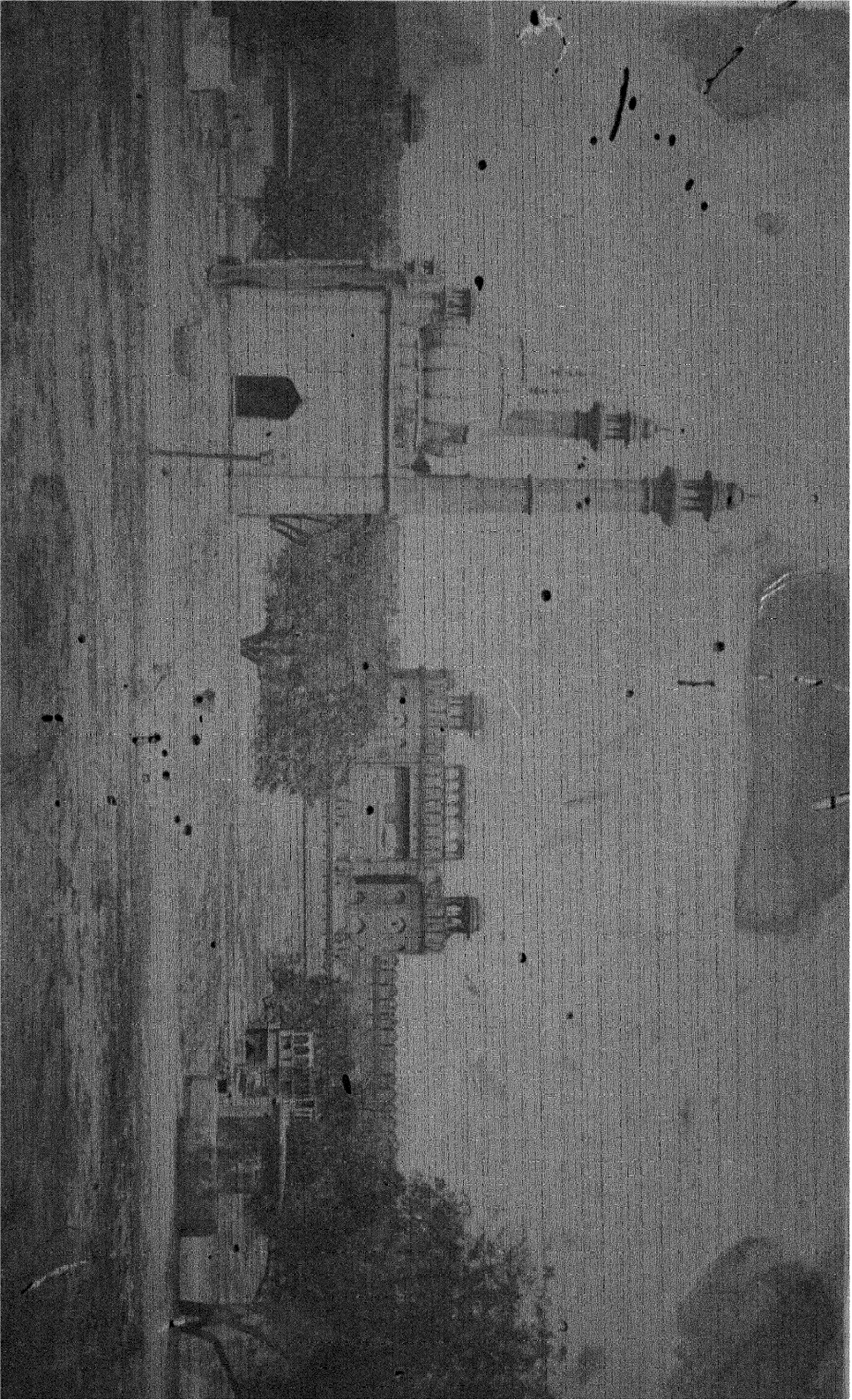
سر یزام کمبا کو نم احاطہ مندر اراج میں جو کبا کو نم پرانا شہر ہے وہاں یہ مالیشان مندر پارٹی
 چلبرم با برم کے مندر کی صورت کا اوس جگہ واقع ہے کہ جہاں پہلے ایک اور پرانا مندر تھا اس میں
 جگہ جگہ مورتیں کندہ ہیں اور اوپر برج بالکل کندہ کار پتھرون سے بنا ہوا ہے یہاں اور بھی تیس
 چالیس مندروں کے موجود ہیں لیکن اسکی شان و شوکت کو کوئی نہیں پہنچتا اس عمارت کو ۱۶۹۵ء
 میں راجہ سہوجی رائگھانے تعمیر کرایا تھا چنانچہ کچھ سسک آرکی ٹیکچر مندر وستان اس میں کی شاہ
 سکیا تھو یا پئی از گجی یا پئی او گونگ جی جو پہلے سک کا دارا خلا ف تھا اوسکے کہنڈر سے تھوری
 دور اوپر کو یہ مندر سنگین چوتڑہ پر واقع ہے یہاں کوئی اور عمارت ایسا سے پڑانی نہیں معلوم
 اسکی وضع مندر گور کہہ نا تہ سے ملتی ہے لیکن اس میں کندہ کاری اوس سے زیادہ ہے اور ستون
 ہی بہت خوبصورت ہیں اس میں سکیا تھو یا کی صورت بیٹی ہے اور دیواروں پر اور مورتیں بھی
 تصویروں کے طور پر بنی ہوئی ہیں ڈاکٹر ہو کر زہا لایان جرنیل سے ثابت ہے کہ یہ مندر
 چار سو پندرہ برس کا بنا ہوا ہے یہاں برف بہت شدت سے پڑتی ہے *

سلسلہ سہیا یہ خوبصورت لاٹھی بیی احاطہ میں غار کرنی کے قریب نصب ہے اس پر شیر کی صورت
 بیٹی ہوئی ہے ایک طرف کتبہ ہی کندہ ہے ہونڈرا ڈیا سے منکشف ہے کہ اس لاٹھی کو راجہ
 اجمتر اکاس راجہ سا تھونی کے بیٹے نے عیسوی صدی کے سو برس پہلے نصب کروایا تھا
 سلیم گڈہ یہ چوٹا سا سنگین قلعہ شاہجان آباد کے زیر فیصل شمال کی طرف سلیم شاہ بادشاہ
 کا بنوایا ہوا ہے اوسنے ۱۷۵۷ء میں چار لاکھ روپہ لگا کر بنوایا تھا اسکی چار دیواری چونہ اور پتھر
 کی بہت بلند اور مضبوط بنی ہوئی ہے جب یہ قلعہ ہمایون بادشاہ کے قبضہ میں تو اوسنی اسکا نام

نورگڑہ رکھا آثارالصنادید سے منکشف ہے کہ اکبر کے عہد میں اسکے اندر چند مکان نواب
مرقسی خان نے بنوائے تھے جب شاہجہان نے اپنا قلعہ بنوایا تو اس قلعہ کو قید خانہ مقرر کیا
اب اس عمارت کا ایک حصہ ریل کی سڑک میں اگیا ہے لیکن اب یہی یہ چار دیواری ایسی بے نظیر ہے
کہ نئی عمارت پر شرف رکھتی ہے جانب جنوب اس قلعہ کے جو پل ہے اس کو سولہ گز عمارت میں
جہاگیر نے بنوایا ہے *

سادہ محرابی بخت سنگہ لاہور میں روشنائی دروازہ کے باہر یہ بلند عمارت
جامع مسجد کے متصل بخت سنگہ کی یادگار ہے آمدورفت کا دروازہ مشرقی دیوار کے بیچ میں
جو ۱۲۳ فٹ لمبی ہے لال پتھر کا بہت معقول بنا ہوا ہے اسکے روبرو چند شستی پتھر میان
اور پیشانی پر گنیش اور وشنو اور دیوی کی مورتیں کندہ ہیں اسکے اندر صحن ایک سو نو فٹ
سے ایک سو چھپیس فٹ مربع ہے اسکی ناف پن ساڑھے چار فٹ بلند چوتروہ پر چو ایک سو
پانچ فٹ سے چھتر فٹ مربع ہے عمارت سادہ جسکے چاروں طرف درمخانی ہیں بنی ہوئی ہے
چوتروہ کے گرد سنگ مرمر جلاکار ہے اور جانب مشرق بیچ میں اور جانب کا زینہ چھ فٹ چوڑا بنا ہوا ہے
اسکے نیچے بڑا سرد خانہ اور اوپر میانہ میں گلکار چونچ کی عمارت جبین سنگ مرمر ہی لگا
ہے بہت خوبصورت دو منزلہ ساڑھے فٹ لمبی ہے اسکا برج اور کوزوں کی چاروں برجان سفید
کی سپہری کلیان چڑھی ہوئی ہیں نہایت خوشنما ہیں اسکے اندر جگہ جگہ مورتیں اور وسط
میں سنگ مرمر کی نبت کار بارہ دری ہے صحن جالیونڈار کھڑے اور آئینے بڑے ہوئے
ہیں راجہ کی سادہ پر کبھی کبھاب اور کبھی دو شاہ پڑا رہتا ہے یہاں ایک اور عجیب بارہ دری
ہے جو پہلے شمن برج میں تھی اب والاں میں رکھی ہے یہ بارہ دری سنگ مرمر سفید کی پونے
سات فٹ سے ساڑھے چار فٹ مربع ایسی بنی ہوئی ہے کہ جہاں چاہو اٹھا کر رکھ دو اسکے
گیارہ درون میں تو خوبصورت کھڑے جالی دار ہیں اور ایک در بطور راستہ کے ہے
اسکے نیچے دس پائے ہیں اور اندر سنگ مرمر کے طلائی موڑہ پر دیوی کی صورت اسطرح

بنائی ہے کہ ایک پہل سر بریدہ میں سے جہاں سراسر پاس پڑا ہے یکناسراواتار نکل رہا ہے اس کے
 ہاتھ میں ترسول اور پشت کی طرف سنگ مرمر سفید کے ملائی شیر شہت پہی دیوی سوار ہے
 تحقیقات حشری سے واضح ہے کہ یہ بارہ دری رانی چند گورنے لاہور سے رخصت ہونے
 کے وقت بکوزنگے اڑی مانی تھی سادہ کے غرب کو بروج سادہ راجہ کپڑے کے سنگد و نونہال سنگد مع
 اور چوڑے چوڑے سینوں کے منڈھوں کے موجود ہیں یہ جگہ دیکھنے کے قابل ہے جب راجہ رنجیت سنگ
 ۱۷۶۴ء میں فوت ہوا تو یہ عمارت تعمیر ہوئی اس میں بہت سی مسلمانوں کی عمارتوں کا لگا ہوا ہے
 سمبھرا علاقہ اڑیسہ میں یہ مندر بالکل جگن ناتھ پوری کے مندر کی مانند بنا ہوا ہے
 مگر ایک برجی کے گرجانے سے اس میں نقص آیا ہے اس پر ہمیشہ بجلی اور پونچال کی آفت آتی
 رہتی ہے غلام گردش کی دیواروں کے بیچ میں تینوں طرف چوڑے چوڑے دروازے
 ہیں اور دیوڑھی کے دروازہ جس پر قد آدم مورتن کندہ ہیں بہت خوبصورت کندہ کار
 سطح زمین سے بیس فٹ بلند بنا ہوا ہے مندر کی بلندی زمین سے پچاس فٹ ہے اور اندر کا
 مکان یعنی مندا پا پالیس فٹ مربع ہے اس کی دیواروں کا آثار دس فٹ ہے باہر سے
 ہر سمت مندر کی مع غلام گردش کے ساتھ فٹ لمبی ہے اور برجی باوجود ٹوٹ جانے کے
 اب بھی ایک سو پالیس فٹ بلند ہے فرنگز بکھر سکاڑ کی ٹکڑی سے ثابت ہے کہ جب
 یہ برجی سلم تھی تو اس کی بلندی دیرہ سو فٹ تھی پہلے اس مندر کے گرد ایک چار دیواری بارہ
 لمبی قائم تھی چنانچہ اسکے تین دروازے بہت خوبصورت کندہ کار اب تک موجود ہیں اور
 اونکے آگے دو دو مورتن ہاتھوں کی پہلے تین اب نابود ہیں یہاں سے بہت قریب
 لوگ ہر طرف لیجاتے ہیں افسوس کہ بارش برق تو یک طرف آدمی ہی اس عمارت کو ویران
 کئے دیتے ہیں تالیف فرنگس صاحب مکلف ہے کہ اس مندر میں کرشن کے
 بیٹے سہا کی پوجا ہوتی تھی یہ مندر راجہ نرسنگہ کجاپتی نے ۱۷۶۴ء میں بنوایا تھا
 سنہری مسجد شاہجہان آباد میں کو توالی چوتڑہ کے قریب یہ مسجد دکانوں پر بنی ہوئی ہے



سہیلی عہد

دروازہ آمدرفت مشرق بعید ہے اوسکی بارہ پٹریاں ہیں صحن ہکے گرد گلیں کثیر اور
جانب مغرب دالان مسجد خشتی چونچ کا بنا ہوا ہے اوسکی تین محرابیں ہیں بیچ کی بڑی محراب پر
کتبہ کندہ ہے شمالی اور جنوبی دیواروں میں روشنی اور ہوا کے واسطے خوبصورت جالیان
لگی ہیں اور دالان کے اوپر تین طلائی برج چھٹی برجیوں کے نہایت خوبصورت بنے ہوئے ہیں
جانب جنوب دوسرا صحن مع ایک دالان اور کویں کے واقع ہے وہاں لوگ وضو کرتے ہیں
اس مسجد کو نواب روشن الدولہ نے محمد شاہ بادشاہ کے زمانہ سلطنت میں بنوایا تھا نادر شاہ
نے دہلی میں قتل عام کا حکم اسی میں ٹھہکرایا تھا

سنہری سجدہ شاہ جہان آباد میں جامع مسجد کے شرق کو زیر فیصل قلعہ کے دالان اس
گلیں مسجد کا مع تین برج اور دو خوبصورت میناروں کے قائم ہے صحن اور حوض میدان میں
اگیا ہے بیچ کے دو کی پیشانی پر کتبہ تعمیر کندہ ہے پہلے اس مسجد پر ہی سنہری برج تھے
اسکو نواب جاوید خان خجہ پزانے عرصہ سوا سو برس کا ہوا تعمیر کرایا تھا اسکے طلائی برج
برباد ہونے کے بعد ۱۷۵۰ء میں یر سنگ باسی کے برج جو اب موجود ہیں حسب یاد امار الضیاء
بہادر شاہ ثانی نے چڑھوائے ہیں +

سنگ گدہ یا سنگدہ اعاطہ میمن پونا سے گیارہ میل جنوب مغرب کو یہ قلعہ تھو نہ پہاڑ پر
بنا ہوا ہے اندر سے اسکا دور دو میل سے زیادہ اور فیصل بہت خوبصورت اور مضبوط مع برجوں
کے قابل تعریف ہے سبب تک اف مرے وغیرہ سے ثابت ہے کہ اوزنگ زیب نے
اس قلعہ کو تین مرتبہ یعنی ۱۶۶۵ء ۱۶۷۵ء اور ۱۶۸۵ء میں فتح کیا اور گورنٹ نے اسپر
ماچ ۱۸۱۵ء میں قبضہ پایا اب اسکی مرمت بخوبی ہوتی رہتی ہے +

سورت ساگر جستان میں قلعہ بیکانیر کے باہر شمالی مشرق کو یہ تختہ تالاب چھ سو فٹ
سے چار سو بیس فٹ مربع ہے ہائیکلیوز ٹوران رحبتان میں لکھا ہے کہ یہ تالاب
صرف موسم برسات میں پر آب ہو جاتا ہے اسکی تعمیر راہ سورت سنگدہ والی بیکانیر نے اپنے

عہد حکومت ہن کرانی تھی *

سورت کا دھم شرقتی دروازہ سورت کے باہر ایک میل کے فاصلہ پر یہ مکان
 جگھا قطر تیس فٹ اور گردکی دیوار میں فٹ بلند ہے دغمہ کہلاتا ہے اس کی شکل برج نما
 بغیر چہک کے ہے اس میں جانب شرق ایک چوٹا دروازہ اور گرد و سوراخ بطور مورچوں کے
 بنے ہوئے ہن اسکے اندر تین درجے ہن خشکی دیواروں میں چوٹے اور بڑے طاق بطور
 نشیمنوں کے اور چچ میں چوچہ شکل کوئین کے بنا ہوا ہے ہند بک اف مرے میں
 اس دغمہ کو بہت پرانا لکھا ہے جب کوئی پارسی مر جاتا ہے تو چار آدمی مردہ اوٹھانے والے
 اپنے پانو میں چھیڑے لپیٹ کر مردہ کو تکفین کر کے آہنی چوکی پر جو بہت ہلکی ہوتی ہے لکھ
 کند ہون پر دغمہ کی جانب لیجاتے ہن او سکے چھ بہتے پارسی آہستہ آہستہ دغمہ کے قریب پہنچ
 ٹہیر جاتے ہن صرف وہی چار آدمی خشکے کند ہون پر سیت اور پانو میں کپڑے بندھے ہوتے
 ہن میت کو دغمہ کے اندر لیجاتے ہن مرد کو اول درجے میں اور عورت کو دومرے درجے میں
 اور بچہ کو خواہ لڑکا یا لڑکی ہو تیسرے درجے میں ایک نشین کے اندر لکھ کر دغمہ کے باہر نکل آتے
 ہن اونکے باہر نکلنے ہی سب پارسی اپنے گہرون کو واپس چلے جاتے ہن گد کی صورت
 کے جانور جو فارسستان سے نکلا کر پارسیوں نے یہاں چھوڑے ہن ایک لفظ میں مردہ کو
 کہا جاتے ہن سوری کی راہ سے خون بہ جاتا ہے صرف بڑی بڑی جو باقی رہتی ہے او سکو
 چوچہ میں ڈال دہرین لندن نیوز اور گریٹک وغیرہ سے واضح ہے کہ چین میں ہی بیرون
 ارٹ جرنیل ۱۸۵۷ء میں لکھا ہے کہ ایک ملک میں بیرون ہے کہ جب کوئی مر جاتا ہے
 تو وہ جنگل میں درخت پر لکڑیاں بانڈ کر نقش کو کر کہ آتے ہن اوسکو چیلن اور گد کہا جاتے
 ہن اور جو ہاتھ یا پانو یا کوئی جرنیشن کا نیچے گر جاتا ہے او سکو درندے چٹ کر جاتے ہن
 ہند بک اف مرے سے نکشف ہے کہ اگر کوئی دشمن پارسیوں کے دغمہ میں مرا ہوا
 کتا والدیتا ہے تو اور دغمہ تیار کیا جاتا اور اس دغمہ کو پارسی پلید ہمتی میں *

سورج کنڈا تنگ پور تحصیل بلب گڈہ ضلع دہلی میں تنگ پور کے قریب یہ کنڈہ واقع ہے اسکے چاروں طرف پختہ سیر بیان اور جانب شمال بڑی عمارت کا کنڈہ کھڑا ہے آثار الصنائع اور پارکورٹ ہندیک و تالیف کو پر صاحب وغیرہ نے ظاہر ہے کہ اس کنڈہ کو راجہ سورج پال نے جو راجہ اتگ پال تنور کی اولاد میں تھا سب سے اعز میں بنوایا تھا سیدھی بہادون کو یہاں نہان ہوتا ہے +

سورج کنڈہ گوالیار یہ کنڈہ تین سو پچاس فٹ سے ایک سو اسی فٹ مربع مٹی سے اٹا ہوا بہت پرانا ہے ارکی اولاد جیکل اور گوالیار پورٹ سے معلوم ہوتا ہے کہ جب راجہ پاسوتی نے شہ عام میں قلعہ گوالیار بنایا تو اسکے وزیر نے یہ کنڈہ اور سریادیو کا مندر جو اسکے کنارہ واقع تھا تعمیر کرایا شہ عام میں سلطان شمس الدین نے مندر کو توڑ کر مسجد بنائی لیکن اب نہ مسجد ہے نہ مندر فقط اس جاے آگ تواتر روشن رہتی ہے اور ہر سال کا ایک کے مہینے میں اتوارت کے دن یہاں بڑا بہاری سیلا ہوتا ہے +

سورج کنڈہ گوالیار کا علاقہ بہار میں مندر و شیون کے قریب یہ بہت گہرا اور پرانا کنڈہ ہے اس میں ہندو کثرت سے نہاتے ہیں اسکی ساخت مندر و شیون کے ساتھ دوبارہ ہوئی ہے + سورج کنڈہ لکھنؤ شہر لکھنؤ سے چار کوس جنوب مغرب کو یہ کنڈہ موسم برسات میں خوب بہتا ہے آرائش محفل میں کہا ہے کہ ہر سال بہادون کے مہینے میں ایک روز صبح سے شام تک یہاں بڑا سیلا ہوتا ہے کثرت سے ہندو اور مسلمان تماشائی آتے ہیں +

سورج کنڈہ میرٹھ سے باہر تھوڑی دور یہ بہت بڑا پختہ کنڈہ تھوڑے دنوں کا بنا ہوا معلوم ہوتا ہے اسکے گرد باغ اور ایک جانب سنگین دالان میں جوگی بیٹھے رہتے ہیں + سوم ناتھ پہلے اس نام کا بہت بڑا مندر ہندون کی پرستش کا دیو پن علاقہ گجرات میں مندر سے چار کوس علائقہ کے پہلے نہایت عمدہ اور بے نظیر تھا ہونرا نڈیا دیگر کتب سے ثابت ہے کہ اسکے چچ کا مکان چین چین ستون اور اوپر بڑا برج تھا سنگ مرمر کا نہایت خوش وضع

طلا کار و پچی کار تھا ہوا تھا اوسکے اندر سوم ناتھ کی طلائی صورت باس فت بلند چہرہ فت زمین میں
 اور سولہ فت باہر نکل ہوئی تھی اور سترتی اف اندیا مارش میں میں لکھا ہے کہ تین گز باہر
 اور دو گز زمین گرمی ہوئی تھی صورت مذکور کے گرد اور بہت سی چوٹی اور بڑی طلائی صورتیں اور
 دیوتاؤں کی پیش قیمت بصل و یا قوت سے بڑی ہوئی رکھی تھیں اور سچ میں ایک طلائی جہاز جو
 رات کے وقت روشن کیا جاتا تھا سونے کی ٹھوس زنجیروں میں سورتوں کے اوپر لٹکا ہوا تھا
 اس میں دو ہزار برہمن پوجاری اور پانسو کچھنیاں اور بختری اور تین سو حجام پاتریوں کی جماعت
 کرنے والے مقرر تھے گرمی کے وقت اوس مندر میں تین لاکھ پاتری جمع ہوا کرتے تھے
 اور اوسکے صرف کے لئے رجاؤں سے دو ہزار کانڈ کی معافی تھی غرض کہ وہ مندر ہندوستان
 میں بڑی رونق اور ترقی پر تھا سنہ ۱۸۰۰ء میں محمود غزنوی نے اوسکی رونق اور خوبی دیکھ کر اٹھاپٹاپٹا
 اوس وقت رجاؤں نے کئی کروڑ روپہ دینا کیا تاکہ ٹھنے سے محفوظ رہے محمود نے اس امر میں
 جب اپنے امیرون سے مشورہ کیا تو سب نے کہا کہ مناسب ہے مگر ایاز نے یا کسی اور نے مندر
 کا ٹوٹا اور بت کا ٹوٹنا سراسر بادشاہ کی نینامی سمجھ کر معاوضہ لینکو منع کیا یہی بات محمود کو پسند
 آئی اور اوسنے جا کر پہلے اپنے ہاتھ سے بڑے سورت کو توڑ ڈالا اور پھر اور لوگوں نے سب
 سورتوں کو توڑ کر درہم برہم کر دیا سوم ناتھ کی صورت میں استدر جو اسر لا تعداد قیمت کا نکلا
 کہ محمود نے خواب میں ہی نہ کہا تھا محمود کل جوابرات مع دیگر بیش قیمت اسباب مندر کے غزین
 کر لیا اور عدلت کو بالکل برباد کر گیا یہاں تک کہ مندر کے کوڑ جو صندوق کے بہت بڑے اور
 خوش وضع تھے اپنے ہمراہ لیا تھا تو راعصہ ہوا کہ اوکو جنرل ناٹ صاحب نے غزین سے لاکر
 قلعہ اگرہ میں دیوان محل کے اندر رکھا ہے اب جو سوم ناتھ کا مندر اس مقام پر بنا ہوا ہے
 ٹوڈر رحبتان میں کہا ہے کہ رانی ابا یا بانی کا بنوایا ہوا ہے جسے اشارہ صدی عیسوی
 میں بنارس میں بشیر ناتھ کا مندر بنوایا تھا اس مندر میں ایک لنگ ہے اور اب بھی جگہ
 ہنود کی تیرتہ گاہ ہے یہاں سے ادھے میل کے فاصلہ پر ایک جگہ سا لگا مشہور ہے

وہاں بوجب یقین اہل ہنود کے سری کشن تیر کے صدر سے مرا تھلا اور ایک تخت پیل کا
بہت پرانا گہرا ہے انکو صاحب آرائش محل نے پیل سر لکھا ہے اس جگہ ہی اکثر ہندو
جاترا کو آتے ہیں +

ستیارام جی بریلی اور تھرا کے درمیان جو قصبہ سہ دن مشہور ہے وہاں یہ مندر ۲۲
مربع بنوایا ہوا ایک بنیے کا ٹیلہ پر واقع ہے آر کی اولاجیکل سروانڈیا رپورٹ سے
واضح ہے کہ ابتدا میں اس جگہ ایک اور عمارت ستلہم کی بنی ہوئی اس مندر سے دو چنڈ بڑی تھی
اسمیں سولہ ستون ہیں اوہیں ۳۲ تھے اوکے چنڈ ستون جو اس مندر میں لگے ہوئے ہیں اونکی
وضع رائے پورا کی عمارت کے ستونوں سے بہت ملتی ہے ۔

ستیانگنڈ چنڈیل سنگر سے جنوب کو یہ پختہ کنڈ جکے اندر تک پٹھان میں بنام ستیانگنڈ شہور
ہے اسکا پانی بہت صاف لیکن بے مزہ ہے پہلے اسکے کنارہ ایک مندر واقع تھا وہ اب تباہ
سینا باولی قلعہ سیانہ جو اگریہ اور اندور کے درمیان واقع ہے وہاں یہ باولی مربع شکل کی
ہے اسکے ایک جانب تہ تک پٹھان میں اسکو راجہ وکراماسین نے ۱۷۱۴ء میں بنوا تھا
آر کی اولاجیکل سروانڈیا رپورٹ سے واضح ہوا کہ پہلے اس کے قریب اسی جا
کا بنوایا ہوا ایک مندر تھا

باب الشیشہ

شاہ احمدہ یہ بہت خوبصورت سنگین سہ نزلہ عمارت ہر طرف سے کھلی ہوئی روشن اور
ہوادار کشمیر میں تالاب کے کنارہ واقع ہے مربع ہونے سے یہ عمارت دو چنڈ خوبصورت
ہو گئی ہے اسکی وضع چین کی چوٹی عمارتوں سے بہت ملتی ہے اور اس نام کے ساتھ
موسوم ہونے سے صاف ظاہر ہے کہ یہ مسلمانوں کے وقت میں بنی ہے اسکے اوپر جاتے
دور دور کی کیفیت نظر آتی ہے اس کا ایک چوٹا سا چوٹی نمونہ دہلی کے عجائب گھر میں بھی لکھا ہے
شاہجہانی مندر یہ محل قلعہ گوالیار میں شمال کی طرف جہان ہایون بادشاہ رہتا تھا واقع ہے

یہ عمارت تین سہس فٹ سے ایک سو تفرٹ مربع چوڑا اور تہر سے تعمیر کی ہوئی ہے آری کی
اولا جیکل سزو کے انڈیا رپورٹ میں اسکو شاہجہانی مندر اس وجہ سے لکھا ہے کہ اسکو
شاہجہان بادشاہ نے تعمیر کروایا تھا اس محل کی بیچ کا بڑا درجہ کتیس فٹ سے سولہ فٹ مربع ہے
یہ عمارت یہاں کی ہندوانی تعمیرت سے بہتر نہیں تصور کی جاتی کیونکہ اس میں گہرا ہوا تہر نہیں ہے
اور اونین گہرا ہوا تہر لگا ہوا ہے ❖

شاہ مردان دہلی سے پاریس جنوب کو مقبرہ نواب صفدر خگ کے سامنے یزیا رکھا
اہل شیعہ کی ہے اور محرم میں تعزیے ہی اسی جگہ دفن ہوتے ہیں اگر کتب سے ثابت ہے
کہ احمد شاہ بادشاہ کے زمانہ ۱۷۵۷ء میں کسی شخص نے ایک تہر حرم قدم نشان کے نواب سید سلیم کی حویلی
ظاہر کیا کہ حضرت علی مرتضیٰ کے قدم شریف کا نشان ہے اسنے یہاں ایک سنگ حرم کا
حوض بنا کر اس تہر کو مثل قدم شریف رسول مقبول صلعم واقع دہلی کے نصب کرایا اور ایک طرف
چوٹیاں لگا اور ایک مجلس نما اور ایک طرف مسجد نواب جاوید خان خواجہ سرا کے اتہام ۱۷۵۷ء میں بنوائی
اسکے بعد ۱۷۵۷ء میں اشرف علی خان نے دوسرا مجلس خانہ کہ بہت بڑا مکان چونچ کابے از سر نو
بنوایا نقار خانہ کی نسبت مولوی سید احمد خان کہا ہے کہ ۱۷۵۷ء میں صادق علی خان نے بنوایا ہے
اور اس احاطہ کی فصیل جہاں تعزیے ٹھندے ہوتے ہیں بہت بڑی اور مضبوط مرزا اشرف
کی بنوائی ہوئی ہے درآمد و رفت شمارویہ ہے عوام اس احاطہ کو کربلا کہتے ہیں ❖

شکارناگ تبت کے پہاڑ میں یہ شہو چشمہ ہمیشہ خشک رہتا ہے صاحب آرائش محل نے
لکھا ہے کہ جب جمعہ کو نو تاریخ ہوتی ہے تو یہ چشمہ صبح سے شام تک پر آب ہو جاتا ہے اور
پہر بیک ایک پانی غائب ہو جاتا ہے اس روز یہاں بہت غلقت جمع ہوتی ہے مگر از دوام اسی
وقت تک رہتا ہے کہ جب تک چشمہ میں پانی رہتا ہے ❖

شہر سپاہ جمیر یہ بلند فصیل شہر جمیر کے گرد دہلی سے دو سو تیس میل جنوب غرب کو
واقع ہے اسکے پانچ بہت بڑے بڑے دروازے ہیں ار کے اولا جیکل سزو انڈیا رپورٹ

سے ثابت ہے کہ اس شہر شاہ کو راجہ اے پال نے مہا بہارت ہے پہلے اپنے قلعہ کے ساتھ بنوایا تھا اور اے سیر نام رکھا اب یہی شہر بہت بار رونق ہے اور اس میں صد ہا مکان عالیشان بنے ہوئے ہیں اسکی مردم شماری سنہ ۱۸۷۱ء میں ہوئی اور لوچ میں چھین ہر گلی ہے لیکن حضرت خواجہ معین الدین حسن سنجر حشتی کی درگاہ کے سبب صد ہا قافلہ ہر طرف سے آتے رہتے ہیں اور اسی سبب سے بازار خرید و فروخت یہاں گرم رہتا ہے ۔

شہر شاہ احمد آباد گجرات اعظمیہ میں کانٹے سے جانب شمال یہ شہر شاہ احمد آباد مشہور ہے طول اس فصیل کا مزین منڈ بک انڈیا میں پانچ میل لکھا ہے اور بلندی پانچ فٹ کے آثار سے پندرہ فٹ اور پچاس پچاس قدم کے فاصلہ پر برج ہیں اسکے اٹھارہ دروازے مع چوبلی کوٹہ ون کے جس پر انہی نال جڑے ہیں بڑے عالیشان ہیں اس فصیل کو احمد شاہ گجراتی نے ۱۷۷۱ء میں تعمیر کرایا اور اپنے نام پر احمد آباد نام رکھا ۱۷۷۱ء میں جب یہ دیوار بہت ٹکڑی ہو گئی تو شہر کی کمیٹی نے چند اداں کر مٹ کر انی ابتدا میں یہ شہر نہایت رونق پر تھا کیونکہ اب تک صد ہا کھنڈ اور طرح طرح کی عمارتیں جنکے حالات اس کتاب میں ردیف وار درج ہیں موجود ہیں مندر صاحب لکھتے ہیں کہ اب اس شہر میں تخمیناً ایک لاکھ آدمی آباد ہیں ۔

شہر شاہ احمد نگر دکن میں دریاے سنیا کے کنارہ یہ مشہور شہر جس میں اب میں ہزار آدمی آباد ہیں احمد نظام شاہ نے ۱۷۷۱ء میں آباد کیا تھا اسی سبب سے اسکا نام احمد نگر مشہور ہوا اسکی فصیل بہت مضبوط ہے اور حال اسکے قلعہ کا علیحدہ مکتبہ ہے اس شہر کو جنرل ویلی نے ۱۷۷۱ء میں فتح کیا شہر شاہ امرتسر یہ خشتی فصیل پنجاب میں دریاے یاس اور راوی کے درمیان شہر امرتسر کے گرد جو پہلے امرت یا ستر کہتے تھے رام داس نے نہایت مضبوط بنوائی ہے اسکے دروازے نہایت خوش قطع ہیں یہ شہر بہت بار رونق اور آباد ہے یہاں امر و سیاتالاب میں سکھوں کا مندر سری دبار صاحب نہایت عمدہ عمارت ہے چنانچہ اسکا مال علیحدہ لکھا گیا شہر شاہ بجا پور یہ فصیل دکن میں بہت خوبصورت اور مضبوط بنوائی ہوئی علی عادل شاہ

کی ہے اور پہلے بوجہ تشریح تاریخ فرشتہ کے ۱۵۳۶ء میں جامع مسجد اور عرض شاہ پوری کے ساتھ تعمیر کرائی تھی۔

شہر سپاہ سجا مگر یہ شہر ہی دکن میں نامی ہے پہلے اسکا نام ودیا نگر تھا پرنسپ صاحب نے اسکو بلا مذیو کار نامی راجہ کا آباد کیا ہوا لکھا ہے اسکی شہر ناہ بہت مضبوط اور خوبصورت ۱۳۳۸ء کی تعمیر کی ہوئی ہے اسکے کئی دروازے ہیں لیکن جیسا یہ شہر پہلے آباد تھا ویسا اب نہیں ہے۔

شہر سپاہ سیکانیر یسکین فیصل شہر سیکانیر کی راجہ گیانگہ کی تعمیر کروائی ہوئی ہے پندرہ صدی عیسوی میں اوسنی تعمیر کروائی تھی اسکا دور ساڑھے تین میل اور بلندی پندرہ فٹ سے تیس فٹ تک اور آٹھ فٹ ہے اسکے تین طرف ساٹھ فٹ کے تفاوت سے بہت گہری خندق ہے بائلیوز ٹوران راجستان سے ثابت ہے کہ اس شہر میں اٹھارہ کوئین مین اور ہر ایک کنوان چار سو بیس فٹ عمیق ہے۔

شہر سپاہ حیلیمیر اس فیصل کا دور سوا دو میل ہے آئین چار بڑے بڑے دروازے اور اڑتیس برج دیوار سے زیادہ بلذ میں لیکن آٹھ ساڑھے چار فٹ سے زیادہ نہیں ہے اسکی ساخت نہایت عمدہ پتھر سے ہوئی ہے مگر اب مرمت طلب ہے آئین ۳۵ ہزار آدمی آباد ہیں قلعہ جو شہر کے اندر ہے اوسکا ذکر علیحدہ لکھا جائیگا اس شہر میں چھ مندر تین ویشنو اور تین جینیون کے بہت خوبصورت بنے ہوئے ہیں سوائے ان مندروں کے ایک عمارت مہلاول کا محل اور ایک سلیم سنگہ تھا کی جو بی جو وزیر سنگہ نے کئی لاکھ روپیہ لگا کر بنوائی تھی عمدہ عمارت میں۔

شہر سپاہ حیدرآباد دکن میں یہ مضبوط اور خوبصورت شہر سپاہ جکا دور سات میل سے زیادہ ہے محمد قلی قطب شاہ بن ابراہیم قطب شاہ نے ۱۵۵۸ء میں بنوائی تھی مرے ہند بک مدراس سے واضح ہے کہ پہلے دکن کا دار الخلافہ گوکنڈہ تھا پانی کی تکلیف

کے سب محمد قلی قطب شاہ نے اوسکو اوجار کر یہ شہر حجاب جدر اباد مشہور ہے دریا سے موسیٰ کے کنارہ اپنی بیگم ہاگمتی کے نام پر بھاگ نگر کے نام سے آباد کیا تھا اسکے اندر اور باہر نو عمارتیں مری اور قابل سیرین اونین سے سات محمد قلی قطب شاہ کی بنوائی سوئی ہیں اونکی نام ذیل میں لکھنا چاہیے

چارینیار۔ الہی محل۔ جامع مسجد۔ مدرسہ۔ سنگر خانہ۔ نوبت گھاٹ۔ داو محل اور اٹھویں منیر الملک بہادر کی بارہ درمی ہے جہن اونکے پوتے سالار جنگ بہادر ریتھین نوین رزیدنسی اسطو جاہ وزیر کے وقت میں کرک پٹیرک صاحب نے بنوائی تھی مٹھن صاحب لکھتے ہیں کہ اس شہر میں دو لاکھ آدمی آباد ہیں یہاں کا کھجواب بہت نایاب ہوتا ہے +

شہر سپاہ دہبائی بڑودہ سے پندرہ میل جنوب مشرق کو یہ نہایت عمدہ شہت پہلو شہر نیاہ جکا دور دو میل ہے بہت خوبصورت اور بڑے بڑے گھرے ہوئے پھرون سے پچاس فٹ بلند بنی ہوئی ہے اسکی ہر رخ کی دیوار کے بیچ میں ایک دروازہ مع دو بغلی چوٹے برجوں کے اور گوشہ پر ایک بڑا برج بنا ہوا ہے اور دروازوں پر ایسے خوبصورت کندہ کار پتھر لگے ہوئے ہیں کہ فوٹو گراف والے اونکے نقشے دور دور سے دیکھتے ہیں مشرقی دروازہ اس چار دیواری کا جکانام سپاہ دروازہ ہے بہت بڑا تین سو تیس فٹ کا کندہ کار ہے اسکے اوپر ایک قطار ہاتھوں کی ایسی عمدہ بنائی ہے کہ اونکی تعریف نہیں ہو سکتی اسپر کہن گاریان اور کہن شیر اور گھوڑے اور کہن سوار تیز رفتار عجیب عجیب میرے کندہ کار مرز مند بک سے منکشف ہے کہ اس شہر نیاہ کا تعمیر میں ایک کروڑ روپہ صرف ہوا تھا +

شہر سپاہ شاہ جہان آباد یہ مضبوط سنگین پتھر کی فصیل دریا سے جمن کے کنارہ لاہور آرائی سویل جان جنوب مشرق بنام شاہ جہان آباد مشہور ہے اسکے اوپر گنگورے اور انڈر کے برج محرابین بہت معقول بنی ہوئی ہیں اس دیوار کا آثار اس قدر چڑا ہے کہ اسکے اوپر گاڑی چل سکتی ہے اور باہر کے رخ گہری خندق اور ٹوڑی ٹوڑی پتھر اور چوٹے برج بنے ہوئے ہیں اس فصیل میں کئی دروازے لاہوری دہلی کابل گتہ وغیرہ کے نام سے مشہور ہیں جب شاہ جہان بادشاہ نے اپنا قلعہ تیار کر لیا تو اسکے چند سال کے بعد اس چار دیواری کو جکا دور پانچ میل ہے تعمیر کرنا شروع کیا

اور سات برس کے عرصہ میں بصرف چار لاکھ روپیہ کے یہ شہر نہایت تیار ہوئی جب ۱۸۷۵ء میں لارڈ لیک صاحب نے اس شہر پر قبضہ پایا تو فیصل بہت مرست طلب ہو گئی تھی سرکار کی طرف سے اسکی مرست ہوئی اور جو دیوار اجیری دروازہ کے باہر نواب غازی الدین کے مقبرہ کے گرد واقع ہے مولوی سید احمد خالص صاحب نے لکھا ہے کہ وہ از سر نو تعمیر ہوئی ہے ۱۸۷۵ء میں نذر کے سبب یہ دیوار پتھر سے ہو گئی اور بعض بعض برج بھی اسکے بہت خراب ہو گئے ہیں اب تک حکام و اہالیان کیٹھی کو اسکی مرست کی طرف کچھ توجہ نہیں ہے۔

شہر سپاہ لاہور یہ فیصل شہر لاہور کی جو پنجاب کا دار الحکومت ہے دریائے راوی کے بائیں کنارہ بہت مضبوط خشتی بنی ہوئی ہے اسکی بلندی پچیس فٹ اور عرض اس قدر ہے کہ اسپر توپ بخوبی چڑھ سکتی ہے اس میں خوبصورت اور مضبوط برج اور کئی دروازے ہیں جو موچی دروازہ اور دہلی دروازہ اور ٹکالی دروازہ اور انک دروازہ کے نام سے مشہور ہیں گرد فیصل کے باغ لگانے سے زیادہ رونق ہو گئی ہے بامیں شاہ ولی شاہ کو گورنمنٹ انگریزی نے اس شہر پر قبضہ پایا اب اس میں ایک لاکھ آدمی آباد ہیں اور یہ شہر بہت رونق پر ہے۔

شیر نر ایچاپور میں مکہ دروازہ کے قریب یہ برج اوپری برج کے نام سے مشہور ہے اسپر دو شیر دن کے چہرے کندہ ہیں اس جبکہ شیر نر کہتے ہیں بڑی توپ یعنی مک میدان جکا حال علیحدہ درج ہے اسی برج پر کھی ہے بعض کتب میں اس برج کو حیدر خان کا بنوایا ہوا لکھا ہے مگر اسکے کتبہ میں جو ۱۸۷۵ء کا کندہ ہے علی عادل شاہ کا بنوایا ہوا لکھا ہے۔

شیر مستدر یہ عمارت قلعہ گوانیار میں جہانگیری نندر مشہور ہے اول یہاں ایک مکان اور حوض ساہتہ فٹ سے بیالیس فٹ مربع شیر شاہ نے اپنے عہد میں بنوایا تھا اس سبب اسکا نام شیر نندر ہو گیا پھر جب جہانگیر پادشاہ نے اس عمارت میں اور مکان بنائے تو اسکا نام جہانگیری مشہور ہوا اب یہ سار عمارت دو سو نوے فٹ سے سو فٹ مربع ہے اور اسکے بیچ کا مکان جو سب درجن سے بڑا ہے کل ۴۷ فٹ سے سارے سولہ فٹ مربع ہے۔

شیر نندل شاہجان آباد سے جنوب کو دہلی کے پرائے قلعہ میں جسکو اندر پت کہتے ہیں یہ سہ ندرہ عمارت بہت خوش وضع شیر شاہ بادشاہ کی بنوائی ہوئی ہے اور نئے اپنے عہد حکومت شاہ عام بن تعمیر کرائی تھی اسکے پہلے اور دوسرے درجہ کے بیچ میں بڑے بڑے حکمان اور غلام گردشین میں اور تیسرے درجے کے اوپر بیچ بنا ہوا ہے اوپر چڑھنے کی شیر پان چکر دار ہیں شاہ عام میں اس عمارت کو ہمایون بادشاہ نے اپنا کتب خانہ مقرر کر لیا تھا اور ہمایون بادشاہ اس عمارت پر سے گر کر مر گیا تھا اب یہ عمارت کھنڈر ہوتی جاتی ہے *

شیو پونا مہی احاطہ میں پونا کے قریب پار تہی نامے پہاڑی پر تالاب کے کنارہ کل مندروں کے یہ شوالا خوش وضع ہے اس میں شیو جی کی صورت بہت بڑی اور چاندی کی ہے اسکے دونوں نالوں در چھوٹی چھوٹی سونے کی صورتیں پار تہی اور کیش کی مہی جی میں منڈ بک اف مر کے منڈ ہے کہ اس عمارت کو منڈ نام میں بالاجی باجے راو پیشوانے بنوایا تھا مع صورتوں کے اسکی تعمیر میں دس لاکھ روپہ صرف ہاں اس عمارت کی کوشش سے روشنی ہوتی ہے *

باب لعین

عرب سرائے مقبرہ ہمایون کے قریب شاہجان آباد سے خوب کو حاجی بیگم ہمایون کی بی بی نے یہ شاندار کتب خانہ بنوائی تھی اسکے دروازے بڑی نمود کے بناے ہیں اسکو بنے ہوئے تین برس سے زیادہ کا عرصہ گزرا آثار الصنادید سے واضح ہے کہ اس سرائے میں نواب حاجی بیگم کے ملازم عرب لوگ رہتے تھے اس سبب اسکا نام عرب سرائے ہو گیا ہے *

عید گاہ اگرہ اگرہ سے ایک میل جانب جنوب یہ عید گاہ واقع ہے اسکی چار دیواری بہت مضبوط اور پختہ تین فٹ چار انچہ چوڑی بنا کر اسکے شرقی دیوار کے بیچ میں بہت بڑا دروازہ بنایا ہے صحن پانسو چھاسٹھ فٹ سے پانسو اونس فٹ مربع ہے اسکے غرب میں عمارت عید گاہ مسجد کی صورت ایک سو اونسٹھ فٹ لمبی اور چالیس فٹ چوڑی بنی ہوئی ہے اسکے بیچ کی بہت بلند محراب بائیں فٹ نو انچہ چوڑی ہے محراب کے سامنے کا طاق جہان ممبر ہے بہت خوبصورت بنا ہوا ہے

اوسکے دائیں بائیں اور تین تین طاق ہیں اونہیں خوب خوب کارستانیان کی ہوئی ہیں والان کے کونوں پر چار برجیاں ہر طرف سے نمودار ہیں مشہور ہے کہ یہ عید گاہ شاہجہان بادشاہ کے حکم سے چالیس کنین تیار ہوئی تھی آرزکی اولاجیکل سٹنٹ سرویرانڈیا رقطراز میں کہ یہ عمارت بہت خراب ہو گئی تھی تھوڑا عرصہ ہوا کہ نواب صاحب بہادر والی لاہور نے اسکی مرمت کرا دی ہے ۔

عید گاہ شہتہر سندھ میں شہر ٹھٹکے قریب پٹیہ چار دیواری عید گاہ کے نام سے مشہور ہے اسکا جانب غرب محراب مع ممبر اور دائیں بائیں دو مینار ہیں بموجب بیان ہنڈیک آف مرے کے اس عید گاہ کو یوسف خان حاکم سندھ نے سنہ ۱۱۳۳ھ میں تعمیر کرایا تھا اس میں ایک خوشخط کتبہ کندہ ہے اسکے چھ کئی مقبرے ہیں اونکے حالات علیحدہ لکھے گئے ہیں ۔

عید گاہ دہلی لاہوری دروازہ کے باہر جانب غرب ایک میل کے فاصلہ پر یہ چوڑی کی چار دیواری جسکے کونوں پر چار برجیاں ہیں بہت بڑی اور خوبصورت کنگورون دار بنی ہوئی ہے اسکے تین طرف سج میں بڑے بڑے دروازے اور جانب غرب ایک عمارتی طور ممبر ہے ممبر کے سامنے شرق کی طرف کبوتر اور وسط میں بہت بڑا حوض واقع ہے اس عید گاہ کو شاہ عالم نے اپنے عہد میں تعمیر کرایا تھا اور جانب غرب چونگ کچ کا فرش میں بخش پنجابی کا بنوایا ہوا ہے ۔

باب العین

غار اپوری پٹیہی کے قریب جزیرہ تھیادہ میں یہ شمار دیہ غار برہمنوں کے وقت کا مندر شکل سر درہ مکان کے بنا ہوا ہے بہت سخت پہاڑ تو تھا کہ کے دو سو تیس فٹ سے ایک سو پچاس فٹ مربع سمندر سے ساڑھے تین سو فٹ کے فاصلہ پر بنا ہوا ہے اسکی چھت ساڑھے سترہ اور پندرہ فٹ بلند چالیس کندہ کارستونوں پر قائم ہے مگر بعضے ستون اب گر پڑے ہیں سج میں بہت بڑی مورت ترسورتی تین سردالی کی اور ایک مورت اردیا ایشر کی جو نصف مرد اور نصف عورت ہے اور اور خوش وضع مورتیں برہا ویشنو شیوا اور پاربتی وغیرہ کی کندہ ہیں ان مورتوں کا قد سولہ اور بارہ فٹ سے کم نہیں دروازہ کے قریب دیوون کی مورتیں سج

اس جزیرہ کو تھیادہ
اس مورتوں کے
کے دروازے کی
مورتیں
کا دروازہ

کنڈہ کی ہوئی ہیں کہ وہ اس مندر کے دربان معلوم ہوتے ہیں یہاں لہی الورا کے موافق کیفیت ہے اور جگہ جگہ بہت سے غار پوجاریوں کے رہنے کے ٹوٹے ہوئے نظر آتے ہیں کینر ٹینٹ اینڈ موڈرن انڈیا و ہونڈ انڈیا سے ثابت ہے کہ ان غاروں کی تعمیر اٹھ اور نو صدی عیسوی کے درمیان ہوئی تھی کہ بائبل ان مندروں کو غار پوری کہتے ہیں مندر سے انکی خوب کیفیت معلوم ہوتی ہے مگر مندر کا پانی ان میں احاطہ ہے اس وجہ سے بہت سے غار گئے ہیں *

غار پوری سٹ جزیئر سٹ علاقہ تہانہ میں بھی سے شمال کی طرف یہ غار چھوٹے اور بڑے دالان اور کوٹروں کی صورت بہت پرانے ہیں ان میں سب سے بڑا غار سنہ درہ دالان کی صورت کا ایک تھوڑے فٹ سے اڑیس فٹ مربع ہے اس کا نام مریر ہند بک میں جوگی سری لکھا ہے اس کی وضع غار پوری میں ہے مٹی ہے لیکن کنڈہ کاری اسکی اوکی نسبت زیادہ خوش وضع ہے یہیں شیو کی پوجا کا مندر اڑالیس فٹ کا اوئیس فٹ بلند بنا ہوا ہے اور اس میں بیسٹار مورتن حیوانات کی بہت خوبصورت کنڈہ میں اسکے قریب ایک اور غار تھانہ کی صورت کا ہے اسکے شیمون میں مورتن ٹیسی ہیں الایہ جوگی سری کی برابر خوبصورت نہیں یہاں سیا چون کو درندوں کا خوف ہے *

غار انکانی تنکانی بی احاطہ میں بارہ میل چاندور سے جنوب مشرق کو جو قبضہ انکانی تنکانی مشہور ہے اسکے قلعہ سے تھوڑی دور بودھوں کے وقت کے یہ چھوٹے چھوٹے اٹھ مندر خجکے روبرو کنڈہ میں دو مندر اور ایک مندر پہاڑ تھو تھا کر کے بہت مضبوط بنا ہے میں مندر اف مرے میں لکھا ہے کہ باوجود گز جانے صد ہا برس کے اب تک ان میں کچھ نقص نہیں آیا۔ غار باجا بی احاطہ میں کرلی گانو سے تین میل جنوب مشرق کو یہ برہمنوں کے وقت کا غار سریا کی پوجا کا مندر ہے اس میں ۷۲ ستون لگے ہیں جن پر کہیں کہیں گھوڑے اور بیل کنڈہ ہیں دائیں بائیں اس غار کے اور دو مندرے مجھے پوجاریوں کے رہنے کے موجود ہیں

ہند بک اف مرہے میں لکھا ہے کہ بڑا غار نو صدی عیسوی میں تعمیر ہوا ہے
 غار بادامی قصبہ بادامی احاطہ بمبئی میں ہی ہوئی سے ۸ میل شرق کو یہ مندر غار کرلی
 اور غار بھار سے چوتھے ہین اور بہت کم خراب ہوئے ہین ان میں بڑی بڑی مور تین
 جنگی لمبی لمبی ٹوپیاں ہین جگہ جگہ دیواروں میں اس طرح کندہ کی سوئی ہین کہ اندر جانے والے
 کو یہ معلوم ہوتا ہے کہ سب مور تین میری طرف دیکھ رہی ہین ان غاروں کی چتین بالکل ہوا
 ہین اور بڑے غار کی وضع سب غاروں سے عمدہ ہے ان میں ٹوپوں دار مور تین کندہ
 ہونے سے مرے صاحب کی رائے ہے کہ بہت پرانے ہین +

غار بادامی احاطہ بمبئی میں بالائے جوتیا پہاڑی بادامی گاؤں میں سفید مندر کے قریب تاکہ
 کنارہ یہ غار بری پاندو کے مندر کہلاتے ہین سچ کا غار جس کے روبرو چبڑ خراب بٹر سان
 ہین اس کے اندر کا پہلا درجہ چالیس فٹ سے تیس فٹ مربع اور چت فرش سے سات فٹ
 بلند ہے اور دوسرا درجہ جو دس فٹ مربع ہے اس میں چہ ستون عظیمہ بنا کر لگائے ہین اسکے
 دائیں طرف ایک اور غار جسکی چت فرش سے سات فٹ ۱۸ پنڈ بلند ہے چالیس فٹ سے
 سترہ فٹ مربع ہے اسکے اندر کا درجہ جو کوٹھری کے طور پر ہے اس میں چہ ستون اور ایک
 استہان بغیر مورت کا اتک موجود ہے یہ دونو مندر بہت عمدہ اور بڑے ہین ان میں کچھ نقص
 نہیں معلوم ہوتا ان کے دائیں بائیں اور چہ چہ فٹ کی مربع کمی کوٹھریاں پوجاریوں کے رنی کی
 ہین اور اس جگہ قدموں کے چند نشان ہین جس سے لوگ بیان کرتے ہین کہ یہاں دیوارے تھے
 غار باگھسا بمبئی احاطہ میں شہر ناندو کے کہنڈرات سے پچاس میل شرق کو باگھسا میں
 یہ چار مندر کہنڈر زمین نہدے ستون ہین کنگلی کے سبب انے پڑے ہین ان کے اندر جانے
 سے دم گہرا تا ہے کہیں کہیں سے انکی چتین بھی گر پڑی ہین اور مور تین بھی سٹ گئی ہین
 انہیں کا صرف ایک مندر خوش وضع اور دیکھنے کے لائق ہے +

غار برسا بمبئی احاطہ میں درگاؤ سے چہ میل جنوب مغرب کو برسا گاؤں میں یہ غار واقع ہین

ایک مندران میں جو کرلی کی صورت بہت بڑا ہے قابل دید ہے اونہیں ۲۶ ستون مشیت پہلو
 دس س فٹ بلند ہیں لیکن اگلے چار ستون جو ۲۵ فٹ بلند ہیں اونپر گھوڑے پیل اور ہاتھوں کی
 تصویریں اسطرح کندہ ہیں کہ پہلے ستون پر ایک گھوڑا اور ایک پیل گھوڑے پر مرد اور پیل پر عورت
 سوار ہے اور دوسرے ستون پر ایک گھوڑا اور تین ہاتھی ایک ہاتھی پر عورت اور دوسرے پر
 مرد سوار ہے اور تیسرے ستون پر ایک ہاتھی اور تین گھوڑے ایک پر عورت اور دوسرے پر
 مرد اور چوتھے ستون پر دو گھوڑے ایک پر عورت اور دوسرے پر مرد ہے یہ مندر یہاں کے
 سب خارون سے خوبصورت ہے ان خارون کی تعمیر ہونے کا زمانہ یا میں نو صدی عیسوی کی کھی ہے
 غار پائن بمبئی احاطہ میں چالین سے کراڈ کو جاتے ہوئے غار چالین سے تھوڑی دور یہ
 بہت پڑاٹے خارین انہیں کا بڑا مندر جو دیکھنے کے قابل ہے اوسکا شالائیسیج کا مکان
 ۹ فٹ سے ۸ فٹ مربع ہے آہین تین طرف ٹائٹین اور ایک طرف کونے میں ایک آستہان
 بغیر صورت موجود ہے ہنڈیک آف مرے میں یہ غار بود ہون کے وقت کندہ کی ہیں +
 غار پنا لاواری کو لا پور سے ۷ میل پنا لاواری کا نو کے قریب یہ چند غار پہاڑی پر واقع ہیں
 ان میں چتیا غار ۲۷ فٹ سے ۱۶ فٹ مربع بہت بے نظیر ہے اسکی چت سطح فرش سے اٹت
 بلند ہے اور بیچ میں ۸ فٹ کا بلند ڈاگوب پاگوڈے کی صورت موجود ہے اس غار کی تین
 جانب ایک اور غار ۴ فٹ سے ۴ فٹ مربع ہے اسکی چت سطح فرش سے ۹ فٹ بلند
 ۴ ستونوں پر قائم ہے اور اوسکے اندر ایک اور درجہ موجود ہے جکا ۷ فٹ بلندہ فٹ چوڑا
 دروازہ ہے دائیں بائیں اس دروازہ کے چار چار فٹ مربع کٹرکیان روشندانوں کے طور پر
 بنائی ہیں سوائے ان خارون کے اور بھی چوڑے چوڑے کئی خار یہاں موجود ہیں مگر وہ بہت
 کے قابل نہیں ہیں ہنڈیک آف مرے سے واضح ہے کہ یہ غار بہت پڑاٹے
 برسوں کے وقت کے آٹھویں اور نوین صدی عیسوی کے بنے ہوئے ہیں +
 غار چلیسوار غار مالگاتانی سے ۶ میل جنوب کو ان خارون کی وضع غار پوری بیسی سے بہت تھی

ان میں کا بڑا غار جو ایک سو بیس فٹ مربع ہے اور سکو مرے ہند بک میں مہادیو کا مندر لکھا ہے
 اس کے اندر چوبیس ستون اور ایک اور درجہ بیس فٹ مربع بنا ہوا ہے جس میں ستیا راون اور بدہ وغیرہ
 کی پرائی سورتیں کندہ ہیں

غار جنیر۔ یہ غار ہند بک آف مرے میں بودھوں کے وقت کے مندر لکھے ہوئے
 ہیں اور یہی سے جانب شرق قصبہ خیر کی شمال میں واقع ہیں بہت بڑا غار جو کرلی غار کی صورت ہے
 اس کی چھت مشق پہل ستونوں پر قائم ہے اس جگہ کئی اور چھوٹے چھوٹے غار پوجاریوں کے رہنے
 کے بھی موجود ہیں ان میں کتبہ کندہ ہیں *

غار چپالن اعاطہ بی بی میں قصبہ چالن سے پاول جنوب کو یہ غار بھی بہت پرانے مندر
 بڑا غار ۱۲ فٹ سے ۵ فٹ مربع ہے اس کی چھت فرش سے ۱۰ فٹ بلند ہے اس کے ارد گرد
 ایک کنڈ تیرہ فٹ مربع پہاڑ کاٹ کر بہت خوبصورت بنایا ہے بڑے مندر کے دائیں بائیں
 چند حجرے پوجاریوں کے رہنے کے اب تھی سے اگلے ہیں ہند بک آف مرے میں
 انکو بودھوں کے وقت کا بنا ہوا لکھا ہے *

غار دھنار راجستان میں جہاں پائٹن سے ۵۰ میل جنوب مغرب کو دھنار کے پہاڑ پر
 یہ ۱۴ غار بودھوں کے وقت کے مندر دو سو فٹ کے فاصلہ تک برابر شکل یک رخہ بازار کے
 واقع ہیں انکی صورت اور کیفیت بیان کے قابل ہے بڑا غار جسکو رپوٹ ار کی او جیکل سرو
 انڈیا میں بیہم بازار لکھا ہے ایک سو پندرہ فٹ سے ۵۰ فٹ مربع ہے اس کے اندر
 بدہ کی صورت اور گرو بہت سے مکان کوٹریوں کی قطع کے جن میں اب کہیں کہیں نقص آگیا ہے
 پہاڑ تھوٹا کر کے بہت خوبصورت بنا ہے میں اس غار سے چھوٹے غار کو بڑی کھری کہتے ہیں
 اسکا شالائینے سح کا مکان جس میں تین طرف اندھیری کوٹریاں ہیں بیس فٹ مربع ہے اس میں
 روشن دان کھڑکیوں کی صورت کھڑے دار بنا ہے میں اور شالے کی ہموار چھت ستونوں پر
 قائم ہے غرضکہ یہاں یہ مندر بہت بڑے اور زیادہ خوشو وضع میں باقی اور مندر جو جدی جدی

صورت کے مختلف زمانوں میں بنائے گئے ہیں ان دونوں کو نہیں پہنچتے ارکی اور لاجیکل سرو
انڈیا لکھتے ہیں کہ ان عارون میں سب پرانا سندر بارہ سو برس کا ہے یہاں ایک کندہ بہت
خوبصورت پہاڑ کاٹ کر بنایا ہے ۔

غار کرلی بھی اور پونا کے دریاں جو پہاڑ کرلی کے نام سے مشہور ہے وہاں یہ غار بہت
بے نظیر بنے ہوئے ہیں نہین بڑا سندر ایک سو دو فٹ سے ۵۴ فٹ ۱۱ انچ مربع اندر سے
جلاساز بنا ہوا ہے اسکی چہت ایک سینتیس^۳ خوش قطع ستونوں پر بنی ہے اسکے دونوں طرف
ساتیوں کی صورتوں پر ایک ایک مرد اور ایک ایک عورت گلبنان ڈالی بیٹھے ہیں انڈر جا کر کئی درجے
معلوم ہوتے ہیں ان میں طرح طرح کی کندہ کاری ہے اور مورین نہایت خوش قطع کندہ ہیں ہونو
انڈیا میں مانکو ۱۲ صیدی عسوی کا بنا ہوا لکھا ہے ستمبا اسی جگہ نصب ہے حال علیحدہ درج ہے
غار کنیری یہ سماز غار چمپی سے تھوڑی دور شمال کی طرف واقع ہیں ہنڈ بک اف مرے
میں لکھا ہے کہ بودھوں کے وقت کے سندر میں ان میں بڑا سندر ۸۸ فٹ ۱۶ انچ سے ۲۹ فٹ
۱۰ انچ مربع ہے اور چہت سطح فرش سے ۳۰ فٹ اونچی ہے ۔

غار گولہیا رگولیار کے پہاڑوں میں کسی مجموعے غاروں کے ہیں جو اگلے زمانہ میں بڑے
سندر تھے ان میں مورین ایسی بڑی بڑی بنائی ہیں کہ اونکو دیکھ کر تعجب آتا ہے ابھی غار سیر لاق میں
غار ماگاتانی یہ غار بھی احاطہ میں غار شت پرنہ سے دو میل جانب مشرق ماگاتانی گانو کے
تقریب کندر پڑے ہیں ہنڈ بک اف مرے میں لکھا ہے کہ برہمنوں کے بنوائے ہوئے
ہیں مگر بربادی کے سبب اب دیکھنے کے قابل نہیں ہے

غار محسدا اندر پورے سے نہیں کو جاتے ہوئے شرک کے داہنی طرف یہ دو بند کھل اور
چوٹے چوٹے بودھوں کے وقت کے سندر میں اور دونوں پر پڑانے کتبے کندہ ہیں ۔

غار منت پرنہ بھی احاطہ میں کنیری سے ۵ میل شمال مغرب کو منت پرنہ میں یہ غار واقع ہیں
انکے ستونوں کی وضع غار پوری میں سے بہت ملتی ہے انکے اندر ویشنو برہما پاربتی وغیرہ

مورقین بہت کذبہ ہیں اور اکثر جگہ سے یہ غار ناقص نہیں ہو گئے ہیں ہنڈبک اف مرے
 میں لکھا ہے کہ یہ غار برہمنوں کے بنائے ہوئے اور ہزار برس کے بنے ہوئے ہیں۔
 غار ناسک بھی اسی علاقہ میں قصبہ ناسک سے پانچ میل کے فاصلہ پر سیمار غار اندر سے کذبہ کا
 اور وضع دار بود ہون کے وقت کے مندچن کیونکہ ان میں بدہ کی مورقین اب تک موجود ہیں
 بعضے غاروں میں ستون لگائے ہیں اور بعضے کو پتھریوں کے طور پر بنا ہے ہیں اب بھی یہاں
 برہمنوں کی ریاست اس وجہ سے ہے کہ یہاں دریائے لگڑی کے کنارہ اور بہت سے
 مند واقع ہیں ہنڈبک اف مرے سے نکتف ہے کہ ان غاروں کو راجہ ویاناگا
 نے جسکو بہت مدت ہوئی بنوایا تھا۔

غریب ناھتہ تھانیسہ سے ۴ میل جانب مشرق قصبہ پیو سے باہر یہ مندر
 گورکھ ناتھ کے چلیہ غریب ناتھ کا ہے اسکی دیوار میں ایک کتبہ کذبہ ہے اسکا خلاصہ
 آرکی اولاجیکل سروانڈیا رپورٹ میں لکھا ہے کہ اس مندر کی تعمیر ۱۸۷۴ء میں ہوئی ہے۔
 باب انفار

فتح گڈہ یہ بند سنگ سرخ اور سنگ مرمر کی عمارت شاہ جہان آباد کے شمال غریب مندری
 کی طرف جاتے ہوئے پہاڑی پر جہان مورچہ تھانھکڈہ کے نام سے مشہور ہے اسکو بہت
 مربع چوترے پر بنایا ہے اور اسکے گرد ایک بالیدار خوش وضع آہنی کھڑا لگایا ہے اصل میں یہ
 عمارت ۱۸۷۴ء کی فتح کی یادگار ہے جو سہ کارانگریزی نے چند سال کے بعد تعمیر کرائی اسکی
 بنیاد کمبل صاحب گڈہ کپتان نے ڈھوانی ہے یہاں ایک محافظ رہتا ہے اسکے جانب شمال
 جلاٹھ چوٹے سے چوترے پر قائم ہے اسکا حال علیحدہ لکھا ہے۔

فخر لہسا جہاں شاہ جہان آباد میں کشمیری دروازہ کے قریب لب شرک یہ سنگ مرمر اور
 سنگ سراج کی مسجد بنوائی ہوئی نواب فخر النساء بگم بنت نواب شجاعت خان کی ہے اسنے
 ۱۸۷۴ء میں تعمیر کرائی تھی اسکے نیچے بطور حجر بن کے محراب داروکانین بنی ہوئی ہیں شمال کی

طرف ایک چوٹا سا باولی کی صورت کا حوض اور صحن کے دائیں بائیں دو رخنے دلالان ہیں اور جانب غرب دالان مسجد پر تین گنبد اور کئی برجیاں مع سنہری کلیں کے بہت خوبصورت بنائی ہیں مسجد کا دالان ایسا خوش قطع اور بچی کار بنا ہوا ہے کہ اسکی تعریف نہیں ہو سکتی اسکی پیشانی پر کتبہ کندہ ہے +

فورٹ جارج یہ قلعہ میس کے قلعہ سے جانب شمال واقع ہے اور اسکے گرد خندق بہت گہری ہے اسکو فورٹ جارج اس وجہ سے کہتے ہیں کہ اسکی تعمیر جارج فور تہہ شاہ انگلستان کے عہد میں ہوئی تھی ہند بک اف مرے سے منکشف ہے کہ اس قلعہ کی تعمیر کے واسطے سیرمبل چیف انجینئر نکال شہ اسماعیل کلکتہ سے آئے تھے اب اس قلعہ میں بہت خوبصورت بارگین اور سیکنرین سے +

فورٹ ولیم یہ عالی شان اور بے نظیر قلعہ شہر کلکتہ میں جانب جنوبیسا مضبوط اور خوش قطع بنا ہوا ہے کہ باہر سے صحت مٹھی کے پتے بنے ہوئے دکھائی دیتے ہیں اور اندر سے اسکی فصیلیں ایسی بلند ہیں کہ انکی بلندی دیکھنے کو سر پر ہاتھ رکھنا پڑتا ہے درحقیقت یہ قلعہ لڑائی کے کام کا ہے اسکی تعمیر جنگ پلاسی کے بعد جو شہ اسماعیل میں ہوئی بھد کرنیل کلا یو عمل میں آئی اس قلعہ کو فورٹ ولیم اس وجہ سے کہتے ہیں کہ جب یہ قلعہ تیار ہوا تو انگلستان میں ولیم فور تہہ بادشاہ تھا اسکے اندر ٹبری عالی شان عمارتیں اور سیر کے جگہ ہے فصیلوں پر توپیں چڑھی ہیں اندر جانے کے واسطے ہر ایک شخص کو حکم نہیں ہے +

باب القاف

قبر پیر گوہر سلطان شہر غلستان میں منجملہ بارہ نوگزی قبروں کے یہ قبر بہت پرانی ہے چنانچہ رپورٹ ار کی اولاجیکل سروانڈیا سے منکشف ہے کہ پیر گوہر سلطان محمد قاسم کے عہد میں شہد ہوئے تھے اس حساب سے یہ قبر ۱۳ سو برس کی پرانی ہے اسکا طول ساڑھے پینتیس فٹ ہے شہر کے دہلی دروازہ سے ساڑھے چار سو فٹ کے فاصلہ پر

واقع ہے اس سے بڑی قبر پیر دیندار کی ہے جو بور دروازہ کے متصل ہے اسکی لبان ساڑھے چوں فٹ ہے اور ایک قبر تدا محلہ میں پیر رمضان غازی کی مشہور ہے وہ ۱۱۰ فٹ ۳۱ انچ لمبی ہے اور ایک قبر تیرادیم کی شہر کے اندر ہے اور قبرین جو قلعہ کے اندر اور قریب اب دب گینن باقی اور قبرین تین تین چار چار گز کی موجود ہیں پیر گوہر کی قبر کے قریب ایک گول پتھر کے سج میں سوراخ ہے ۲۰ انچ کے قطر کا ۱۱ انچ موٹا ہے لوگ اسکو پیر کا چہلا اور شکا کہتے ہیں ان قبروں کو یہاں کے ہندو ہی مسلمانوں کی مانند مانتے ہیں جموں اور جموات کو چراغ روشن کرتے ہیں یہ قبرین شہیدوں کی ہیں +

قبر کبیر جولاہہ بنارس میں یہ قبر بہت بڑی اور تبرک ایک موجد اور بزرگ مہی بہ کبیر جولاہہ کی ہے جو سکندر لودی کے عہد میں موجود تھا کبیر جی کی شاعری مشہور ہے۔ دور دور سے لوگ زیادت کو آتے ہیں ہر وقت انکے نزار پر فقیروں کا ہجوم رہتا ہے۔

قبر محمد شاہ یہ قبر نوگری شہید کی مشہور اور بوانی علاقہ پنجاب میں ایک ٹیلہ پر واقع ہے اسکا طول ۳۲ فٹ ہے۔

قبر نور شاہ پنجاب میں دریائے راوی کے قریب ہرپا کی عید گاہ کے متصل قبر ۴۶ فٹ لمبی اور ساڑھے تین فٹ چوڑی ہے حضرت نور شاہ ہی غازی اور شہید ہوئے ہیں ارکی اولاد جیکل سروے رپوٹ سے ثابت ہے کہ یہ قبر کبر بادشاہ کے عہد کی ہے قبور شیش ایوب اودہ میں جہان کبر اور سروے رپوٹ میں ان ایکٹ دیواری کے اندر یہ دو جسی قبرین ایک تھے ۶ فٹ اور دوسری بارہ فٹ لمبی سروے رپوٹ انڈیا میں لکھا ہے کہ انکو لوگ شیش ایوب پنجہ زون کی قبرین کہتے ہیں قدم رسول کبیری علاقہ دکن میں چینی کنڈ کے قریب باغ کے اندر یہ عمدہ عمارت مسلمانوں کی زیارت گاہ ہے اسٹوکس ہٹری کل اکاؤنٹ اف بلنگام سے وضع ہے کہ اس عمارت کو رستم زمان حاکم بجا پور نے ۱۱۶۷ اور ۱۱۶۸ء کے درمیان بعد فتح کرنے کھڑی کے بنوایا تھا قدم شریف شاہجان اباد سے غرب رخ تھوڑی دور یہ درگاہ دراصل فتح خان

بن فیروز شاہ تغلق کا مقبرہ جو فیروز شاہ نے ۱۳۱۳ء میں تعمیر کرایا تھا اس میں صحن کے چاروں طرف مکانات اور بیچ میں برج ہے اور صحن فتح خان کی قبر پر بہت پاکیزہ سنگ مرمر کا حوض بنا ہوا ہے اور اس کے چھین تہ نصب ہے جس پر نقش پائے مبارک نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے، یہ حوض چند مشک پانی سے بہا رہتا ہے لوگ اس پانی کو تبرک جان کر پیتے ہیں اور صد ہا مریض کمنہ دور دور سے ننگواتے ہیں اور شفا پاتے ہیں۔ درگاہ کے قریب مسجد اور گرد بہت بڑی اور بلند چار دیواری ہے جس میں کئی بڑے دروازے ہیں درگاہ کے باہر شرقی دیوار کے نیچے ایک بڑا حوض مسماں پڑا ہے اور اندر صد ہا مکان اور ہزاروں قبریں ہیں غدر کے بعد سے سینکڑوں دہلی کے باشندے یہاں آباد ہو گئے ہیں ہر سال ریح اللہ کی پہلی سے بارہویں تاریخ تک خلعت زیارت کو آتی ہے اور ساتویں اور گیارہویں کو بڑی دھوم مٹام سے نکلے پڑتے ہیں اور بہت سے ننگ فقیر دروازہ درگاہ کے روبرو جہان نثار خانہ دہال کرتے ہیں۔

قصر نزارستون پہلی نہایت عمدہ محل تھا یہ عمارت محمد عادل تغلق شاہ نے اپنے عہد ۱۳۱۳ء میں بنوائی تھی اس میں ہزارستون تھے دہلی سے چند میل تغلق آباد کے جنوب کو اسکا ڈھیر پڑا ہے اگر کتب سے واضح ہے کہ یہ عمارت پانی کے قریب بطور سیرگاہ تعمیر کی گئی تھی چنانچہ اب تک اسکا پل جو تغلق آباد اور غیاث الدین تغلق شاہ کے مقبرہ کے درمیان واقع ہے اور وقت کا تعمیر کیا ہوا ہے۔

قلعہ احمد آباد یہ قلعہ گجرات میں شہر احمد آباد سے جانب شرق واقع ہے اسکی دیوار بہت مضبوط اور بلند خستی بنی ہوئی ہے شرقی دروازہ جسکی تین محرابیں ہیں بہت اور تین دروازہ کے نام سے مشہور ہے اسکی پیشانی پر عربی اور فارسی کتبہ کتبہ ہے ہند بک اف مرے سے منکشف ہے کہ ۱۳۱۳ء میں اس قلعہ کو احمد شاہ گجراتی نے بنوایا قلعہ احمد نگر بمبئی احاطہ میں یہ قلعہ احمد نگر کا پہلا پر نہایت مضبوط اور خوبصورت

تعمیر کیا ہوا ہے، اسکی فصیل ۳۰ فٹ بلند اور خندق ۲۰ فٹ گہری چالیس فٹ چوڑی پہاڑ کا ٹکڑا
 نہایت مضبوط بنائی ہے ہند بک اف مرے سے ظاہر ہے کہ احمد نظام شاہ نے
 قلعہ اسماعیلین یہ قلعہ بنوایا تھا اسکے اندر تالاب بچ میں ایک محل بنا ہوا ہے یہ عمدہ عمارت مسلمانوں
 کی بنوائی ہوئی ہے +

قلعہ اکبر آباد یہ بے نظیر سنگ سرخ کی فصیل ۱۰۰ فٹ بلند اور کنگور و نڈار ہے بوجہ رگورٹ
 اسٹنٹ سروریر انڈیا کے ۱۸۵۷ء میں اکبر بادشاہ نے اسکو تعمیر کرایا ہے اسکی
 وضع قلعہ شاہجان آباد سے بہت ملتی ہے مگر یہ قلعہ اس سے بہت بڑا ہے ایمن باگین
 میں گئی ہیں اور سپاہ رتھی ہے +

قلعہ الہ آباد شہر الہ آباد میں جسے اگلے زمانہ میں پراگ اور تریبی کہتے تھے یہ قلعہ اس میں
 واقع ہے کہ جہان اکبر نے ۱۵۵۷ء میں قلعہ بنایا تھا ۱۸۵۷ء میں جب وہ قلعہ شاہ عالم
 کے قبضہ سے نکل کر گورنٹ کے قبضہ میں آیا تو سرکار نے اسکو از سر نو تعمیر کروایا پہلا قلعہ
 مکان بود و باش تھا اور طبعہ لڑائی کے کام کا ہے اسکی فصیل تو پون سے ارستہ ہے
 اندر سپاہ رتھی ہے ایمن چند قدیمی عمارتیں اب بھی باقی ہیں مکان دربار جسکی چیت ستونوں
 پر قائم ہے چوتراہ پر ایسا عالیشان بنا ہوا ہے کہ ہزاروں آدمی اس میں آسکتے یہاں بڑکا
 ایک پرانا درخت جسکو ہندو کشاہات کہتے ہیں عجائبات سے ہے یہ درخت مدت سے
 سرسبز ہے اور ہنود کا عقیدہ ہے کہ قامت تک سبز ہے گا آبرائش محفل کا بیان ہے
 کہ نور الدین جہانگیر نے اس درخت کو ٹوکرا اسکے اوپر اپنی چادر ڈلوادی تھی تاکہ پھر سرسبز ہو
 لیکن تھوڑے دنوں کے بعد پھر ہوٹ نکلا اور بڑہ گیا یہاں صدہا ہندو اپنی قربانی کرتے
 تھے اور یقین رکھتے تھے کہ اس جگہ مرنے سے کسی ایسے کیر کے ہاں خم دیگا مگر یہ رواج
 شاہ جہان بادشاہ کے عہد سے موقوف ہو گیا +

قلعہ بہمن آباد سندھ میں یہ عالیشان اور پرانا قلعہ اب بالکل کھنڈ ہو گیا ہے

ابتدا میں یہ ہتھہ کا دار الخلافہ تھا ہند بک اف مرے کا بیان ہے کہ اسکی فصیل کے
چودہ سو برج تھے جبکہ کھنڈر کہیں کہیں اب تک موجود ہیں لیکن اسکی تعمیر کا صحیح حال کسی کتاب سے
دریافت نہیں ہوا +

قلعہ بلگام یہ شہر بلگام کا قلعہ سمندر سے دو ہزار پانسو فٹ کی بلندی واقع ہے اسکی فصیل
شنگین ۳۲ فٹ بلند مع پتھے کے بہت مضبوط بنائی ہے مسٹری اف بلگام سے ثابت
ہے کہ تین سو ساٹھ جینی سند اور بھجانی توڑ کر یہ چار دیواری بنائی آہین تمام تہہ کندہ کار بغیر انتظام
بیل بوٹہ کے لگاے ہیں یعنی اونکے نقش و نگار کا سلسلہ قائم نہیں رکھا ہے رخ بیرخ برابر
لگا دے ہیں اسکے گرد بہت سی چوڑی خندق ہے اور اندر عوارز میں تین ہزار فٹ سے
دو ہزار چار سو فٹ مربع ہے حقیقت میں اس قلعہ کا جواب دکن میں تو کیا دور دور نہیں ہے
شکتہ بھجری مطابق شکتہ ۱۷۰۰ء میں نواب یعقوب علیخان نے حسب فرمائش نواب اسد خان
کے اس قلعہ کو تعمیر کروایا تھا اور شکتہ ۱۷۰۰ء میں نواب بندہ علیخان نے اسکا برابر واڑہ بنوایا اور
جانب شمال ایک کتبہ بھی کندہ کرا دیا شکتہ ۱۷۰۰ء میں جب یہ چار دیواری شکتہ ہو گئی تو بعد الحجی
یہاں کے امین نے مرمت کروائی اس قلعہ کے شمال کو دروازہ کے باہر شاہ پور گانو کے
قریب بہت بڑا تالاب ہے بعض نے اسکا نام مصطفیٰ آباد اس جہ سے لکھا ہے کہ پہلے یہاں
مصطفیٰ خان نامے ایک قلعہ دار تھا +

قلعہ مہمی یہ نہایت مضبوط اور نامی قلعہ شہر مہمی کا سمندر کے کنارہ فورٹ جارج سے ملا ہوا
ایک میل لبا اور تھائی نیل چوراہے شکتہ ۱۷۰۰ء میں سر کار کپنی نے تیس لاکھ روپہ صرف کر کے
اسکو درست کرایا تھا پہلے اسکے گرد خندق نہ تھی اس سبب سے شکتہ ۱۷۰۰ء میں طیل القدر
سو داگرون نے مرہون کے خوف سے تیس ہزار روپہ کا چندہ ڈال کر سرکاری انتظام
اسکی خندق بنوادی ہند بک اف مرے سے ظاہر ہے کہ اب اسکے اوپر بہت
توپن چڑھی ہوئی ہیں اسکے تین دروازے شمالی جنوبی اور غربی دیوار کے بیچ میں بنی ہوئے

میں کمال ماون ہال اور بہت سی دفاتر اس قلعہ کے اندر ہیں مگر پرانی عمارتوں میں سے صرف ایک ہی محل مندر کی طرف دکھائی دیتا ہے +

قلعہ سیچاپور یہ بہت مضبوط عمدہ وضع کا دکنی قلعہ شہر سیچاپور کے اندر واقع ہے ہندو ملک اف مرہ کے ناقل ہے کہ اسکویوسف عادل شاہ نے اپنے عہد سلطنت میں لاکھ اولیٰ سے اس کے درمیان بنوایا تھا اسکے گرد ایک سو بیس فٹ چوڑی خندق اور اندر کئی کھنڈر مندر مع سیاہ ستونوں کے تعمیر قلعہ سے پہلے کے اب تک موجود ہیں مگر عدالتخانہ اور سونا محل جو بہت عمدہ عمارتیں قلعہ کے ساتھ تعمیر ہوئی تھیں بالکل برباد ہو گئیں علاوہ ازیں جو عمارتیں اس قلعہ میں اب موجود ہیں ان کے حالات اس کتاب میں ردیف وار درج ہیں +

قلعہ بیکانیر راجستان میں شہر بیکانیر سے نصف میل شمال مشرق کی جانب یہ نہایت مضبوط اور بہت عمدہ قلعہ واقع ہے اسکی فصیل بہت بلند اور سنگین ہے اور دو دروازے ایک گوشہ جنوب غرب میں جہان سے متصل ہیں جاتے ہیں اور دوسرا جانب مشرق جہان سے قلعہ کے اندر پہنچتے ہیں بہت خوبصورت بنے ہوئے ہیں پہلے یہ قلعہ اٹھ سو دس فٹ سے اٹھ سو دس فٹ مربع تھا اب زیادہ بڑھانے سے بارہ سو فٹ سے نو سو فٹ مربع ہو گیا۔

بایلو زٹوران راجستان منظر ہے کہ سب سے پہلا قلعہ جو شہر کے ہمراہ بنا تھا وہ شہر کے بیچ میں تھا اسکا اب نشان ہی نہیں اگرچہ یہ قلعہ شہر کے بعد تعمیر ہوا مگر اسکی وضع بھی پرانی ہے کیونکہ اسکی فصیل میں برج بہت قریب قریب بنے ہوئے ہیں اور گرد ۲۰ فٹ چھلی خندق ۲۴ فٹ سے ۲۵ فٹ تک گہری ہے عرصہ تخمیناً ڈھائی سو برس کا ہوا کہ اس قلعہ کو ہمارا جہاں سنگھ نے بنوایا تھا آندھرا جہاں صاحب رتھے میں اور بہت سی عمدہ عمارتیں خصوصاً شیش محل راجہ گج سنگھ کا بنوایا ہوا اور مکان دربار راجہ سورت سنگھ کا بنوایا ہوا اور خواجگاہ راجہ رتن سنگھ کی یادگار موجود ہیں شیش محل میں جسکو گج محل بھی کہتے ہیں دو درجے اور چند کوشیاں ہیں انکے گرد غلام گردش ہے اور چوکنٹوں میں روشنی کے واسطے آئینے بڑے ہیں اور جگہ جگہ

زیگن اینے ایسی خوبصورتی سے لگائے ہیں کہ سنگ مرمر میں جواہرات بے بہا جڑے دکھائی
 دیتے ہیں اس مکان میں سباب آرایش و زیبائش بھی بہت ہے اسکو بنے ہوئے سوا سو
 برس کا عرصہ ہوا تخت گاہ شیش محل سے کم ہے کیونکہ یہ مہارانا سورت سنگھ کے فوت ہوجانے
 سے ناتمام رکھی ہے اسکی دیواروں پر طلا کاری اور سبز نقاشی بہت خوبصورت کی ہوئی ہے
 خواہگاہ میں نہایت خوبصورت طرح طرح کی تصویریں اور اوتاروں کی سورتیں رکھی ہیں ویشوا اور بدری نام
 کی سورتیں بہت بڑی ہیں عمارت خواہگاہ میں ایسی عمدہ سچی کاری ہے کہ وہ باجگج اگرہ سے بہت کم نہیں
قلعہ پورندہ ہری اعظمہ میں سا سو دسے پانچ میل پہاڑ پر یہ خوبصورت اور مضبوط واقع ہے
 اسکے برج بہت مستحکم اور یکے میں پہلے اس قلعہ پر سیوا جی مرٹھ قابض تھا اب کارانگریزوں کے قبضہ میں ہے
قلعہ تالی نیر خاندیس میں چار میل سہ پور کے مشرق کو یہ قلعہ دریائے تالی کے شرقی
 کنارے شہر سے ڈیڑھ سو فٹ کے فاصلہ پر واقع ہے اسکی فصیل ساٹھ فٹ بلند ہے بہت بڑا
 دروازہ جانب شرق ہے بلکہ عام میں یہ قلعہ گورنمنٹ کے تحت میں آیا اس سے پانچ میل کے
 فاصلہ پر مسلمانوں کے قبرستان میں ایک تھرہ ہے کتبہ کی رو سے ثابت ہے کہ اسکی تعمیر میں ایک کہہ پڑھ
قلعہ تھانیر نیر خاندیس میں تھانیر بہت پرانی اور مشہور جگہ ہے وہاں یہ قلعہ کئی ہزار برس کا
 پرانا راجہ دلپ کا بنوایا ہوا ہے اب اسکے چند برج اور کہیں کہیں دیوار کے نشان باقی ہیں تین ہے
 کہ چند روز میں وہ بھی جاتے رہیں گے رلو رٹ آر کی اولاجیکل سروانڈیا سے
 ثابت ہے کہ اس قلعہ کے باون برج اسکے گوشہ شمال مشرق میں چند عمارتیں مسلمانوں کے وقت
 کی موجود ہیں اوکریالات اس کتاب میں علیحدہ لکھے گئے ہیں +

قلعہ جیسلمیر جستان میں جیسلمیر کے اندر جانب جنوب جو پہاڑی بنام موئی ڈوگری مشہور ہے اوپر
 یہ نشت قلعہ واقع ہے بالیوز ٹوران جستان میں لکھا ہے کہ اسکا دور تین ہزار نو سو فٹ
 اور فصیل سنگین بہت مضبوط پندرہ فٹ سے ۲۰ فٹ تک بلند ہے آثار کی ہے بڑا دروازہ
 اس قلعہ کا جانب شمال واقع ہے اس کے چار درہ میں قلعہ کے اندر کوئین تین سو چار فٹ گہرے ہیں

قلعہ چکن یہ چھوٹا مربع اور خوبصورت قلعہ پونا سے ۱۰ میل شمال کو واقع ہے اسکی دیوار کے کونوں پر چار خوش وضع برج بنے ہوئے ہیں اور گرد پندرہ فٹ گہری ۳۰ فٹ چوڑی کہائی ہے نبضوں نے اس قلعہ کو ملک التجار کا بنوایا ہوا لکھا ہے اور ہند بک آف مرے سے ثابت ہے کہ اس قلعہ کو ۱۹۱۱ء میں ایک جشی نے تعمیر کرایا تھا اس قلعہ پر کئی ٹرانسان ہوئے ہیں کیونکہ اسکے دروازہ پر تین فحناے منگولوں کے کندہ ہیں +

قلعہ چمپانیر یہ قلعہ پہلے گجرات کا دار الحکومت تھا اب سلخ زمین سے ڈھائی کوس بلند پہاڑ پر بنا ہے اسکی دیوار میں کئی دروازے ہیں کنگلی میں یہ قلعہ ہی قلعہ رہتاس کے کم نہیں اب یہاں جنگل ہے قلعہ چندلن بھی احاطہ میں ستارا کے قریب یہ قلعہ چندن نامی پہاڑی پر واقع ہے اور اسی سبب اسکو قلعہ چندن لکھا ہے اسکی عمارت بھی قابل دید ہے ہند بک آف مرے میں لکھا ہے کہ یہ قلعہ ۱۹۱۲ء میں پالا کے ایک راجہ نے بنوایا تھا +

قلعہ حیدرآباد سندھ میں یہ خشتی قلعہ شہر احمدآباد کا بہت طویل طویل لڑائی کے سبب اسکی دیوار ۸ فٹ سے ۳۰ فٹ بلند بنی ہوئی ہے اس کے اندر کئی کاشتہ باندہ کراؤ پر توپیں چڑھائی ہیں قلعہ دولت آباد شہر روضہ سے چند میل کے فاصلہ پر یہ دکنی قلعہ پہاڑ پر ڈیڑھ سو فٹ بلند بہت پرانا اور مضبوط بنا ہوا ہے اسکی چار فصیلین برجوں دار نہایت مضبوط بنائی ہیں اول فصیل جو ۴ فٹ بلند اور نیچے سے ۵ فٹ چوڑی ہے اسکا دور پندرہ ہزار فٹ ہے اسکے اندر بہت بڑا پہاڑ ہے اور تھوڑی تھوڑی دور میں اور فصیلین جو اس فصیل سے کم بلند ہیں بہت مضبوط بنائی ہیں علاوہ ازیں چڑھائی کے واسطے ایک چکر دار رستہ پہاڑ تراش کر اتسا عمدہ بنایا ہے کہ اسکی تعریف نہیں ہو سکتی اس رستہ کے دونوں طرف بڑے بڑے خار کوٹھڑیوں کے طور پر بنا کر آونین بیگزین رکھا ہے قلعہ کے بیچ میں پہاڑ کی چوٹی پر جو کوئی بھی نہیں ہوئی ہے اس میں قلعہ دار رہتا ہے اور ایک چند نظام الملک کا مع ۲۴ اپنی برنجی توپ کے دور سے نظر آتا ہے اس توپ کے علاوہ اسکی فصیلوں پر اوچت سی توپیں چڑھی ہوئی ہیں میجر جان سیلی صاحب رقمطراز ہیں کہ

یہ قلعہ ۱۹۰۰ء تک ہندون کے قبضہ میں رہا پھر اسکو مسلمانوں نے فتح کیا اسکے چند مدت بعد فرینچ قابض ہو گئے پھر مرہٹے اور شیدی قابض رہے اب نظام الملک کے تصرف میں ہے اس قلعہ کا نامانی دکن میں تو کیا دور دور نہیں معلوم ہوتا +

قلعہ رانی گھاٹ بانار سے بارہ میل جنوب مشرق کو اور اوند سے سولہ میل یہ قلعہ رانی گھاٹ پہاڑی پر بہت مضبوط اور پڑا سمار پڑا ہے ایک میل اسکا دور ہے اسکے ایک طرف دو ترک ایک پہاڑ بجائے دیوار ہے اور تین طرف سمار دیوار مع برجوں کے جنہیں بڑی بڑی ٹولیان تراش کر لگائی ہیں موجود ہے اس قلعہ کے اندر اب تک سندر اور محلوں کے کھنڈر اور جانب شمال تین مربع کنوئیں برابر موجود ہیں رپورٹ ار کی اولاجیکل سروانڈیا سے ثابت ہے کہ بہت مدت ہوئی جب اس قلعہ کو راجہ ہودی نے بنوایا تھا اور اسی وجہ سے اسکو ہودی دی گدھی کہتے ہیں +

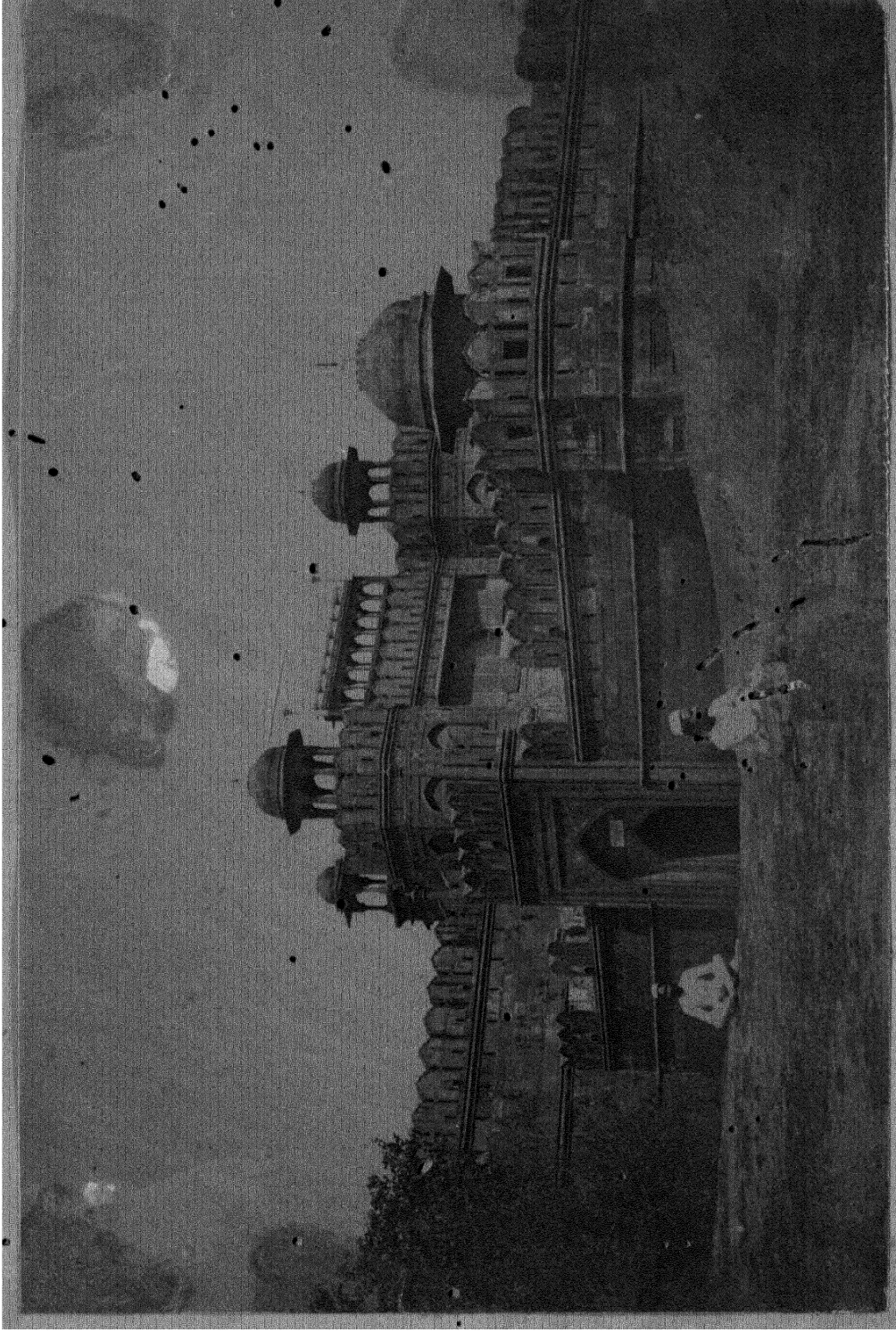
قلعہ رائے تھوراش تھان آباد سے اسیل قطب صاحب کی مینار سے تھوڑی دور رائے تھورانی یہ قلعہ قلعہ لال کوٹ کے شمال غرب کو اپنے عہد حکومت ۱۷۴۳ء میں اس طور سے بنوایا تھا کہ لال کوٹ اسکا شہر ہو گیا اس قلعہ کا دور ساڑھے چار میل اور دیوار کا آثار لال کوٹ کی دیوار سے نصف ہے اس میں مدت تک مسلمان بادشاہوں نے سلطنت کی اور کئی بنوائی ہوئی عمارتوں میں سے اس جگہ اب کوئی عمارت باقی نہیں +

قلعہ ریتاس اس قلعہ کو ریتاس گدھی کہتے ہیں یہ قلعہ بہار میں پہاڑ پر نہایت پڑانا راجہ و بہت کا بنوایا ہوا ہے اسکا دور ہم اسیل سے کم نہیں ہے اسکے اندر بہت سے تالاب اور چشمے موسم برسات میں پر آب ہو جاتے ہیں اور تھوڑی سی زمین کہوڈ نے سی پانی نکل آتا ہے قلعہ ستارامی احاطہ میں شہر ستارا کے مشرق کو یہ قلعہ پہاڑ پر واقع ہے طول اسکا تین تین تین سو فٹ اور عرض پندرہ سو فٹ ہے دروازہ آمد و رفت جانب غرب ہے اسکے اندر ایک طرف پڑانا محل اور سولہ سندر گیرہ شیو کے اور پانچ ہوانی کے بنے ہوئے ہیں ہنڈک آف مر

سے منکشف ہے کہ اس قلعہ پر کئی لڑائیاں ہوئیں مدت تک مرہٹوں کے قبضہ میں رہا اور کئی دفعہ اسکو اورنگ زیب نے فتح کیا ۱۱۳۷ء میں پٹالا کے ایک راجہ نے یہ قلعہ تعمیر کروایا تھا۔

قلعہ ہرند پنجاب میں یہ سرسند کا قلعہ جو اب ویران ہوتا جاتا ہے بموجب بیان رپورٹ آرکائیو لاجیکل سروانڈیا ۱۱۳۷ء میں ایک چوہان راجہ نے بنوایا تھا جب ۱۱۳۷ء میں محمد غوری نے اسے تھورا پر فتحیاب ہو کر اس قلعہ کو لیا تو یہ بہت شکستہ ہو گیا تھا ۱۱۳۷ء میں شیرعلخان قلعہ دار نے اور ۱۱۳۷ء میں فیروز شاہ تغلق نے بخوبی اسکی مرمت کروائی قلعہ سوارنا درگم دکن میں بیجا پور سے تھوری دور ایک چوٹے سے جزیرہ میں یہ قلعہ بنام سوانا درگ اور سونے کا قلعہ مشہور ہے ہند بک اف مرے سے منکشف ہے کہ اس پرانے خوبصورت قلعہ کی مرمت ۱۱۳۷ء میں ہوئی تھی ۱۱۳۷ء میں اسپرکانو جی انگریزا مرہٹہ قابض ہوا اور ۱۱۳۷ء میں سرکار کے قبضہ میں آیا کتبہ کے نہانے سے صحیح حال ظاہر ہوا۔

قلعہ سورت اس قلعہ کو مرے صاحب نے تین سو برس کا پرانا لکھا ہے اسکی مرمت ستوا تر ہوتی رہتی ہے اور واضح ہو کہ شہر سورت کی عمارتوں میں کوئی عمارت اس سے زیادہ پانی میں قلعہ شاہجان آبا و شاہجان آباد میں دریا سے جن کے غریب کنارہ یہ خوبصورت قلعہ جو لوگ لال قلعہ ہی کہتے ہیں شہاب الدین شاہجان بادشاہ کا بنوایا ہوا ہے اوسنے اپنے ۱۱۳۷ء جلوسی مطابق ۱۱۳۷ء ہجری ۱۱۳۷ء میں بنوانا شروع کیا اور دس برس کے عرصہ میں تیار ہوا تین طرف اس قلعہ کے فصیل جہن اندر کے رخ محرابی حجرے میں بالکل سنگ تخرج کی نگور و مدارہ ۷ فٹ بلند یعنی قلعہ اگرہ کی دیوار سے ۵ فٹ کم ہے اوپر سے دیوار کا آثار ۱۱۳۷ فٹ ہے اسکی وضع قلعہ اگرہ سے بہت ملتی ہے اسکے دو عالیشان دروازے ہیں جسپر خوبصورت مکان بنے ہوئے ہیں جو بروید دروازہ کا نام دہلی دروازہ اور غرب رویہ کا نام لاہوریدروازہ ہے اسکے اندر جا کر بہت بلند اور خوبصورت لداو کا چٹنا ہے اسمن شرک کے دونوں طرف نیچے دو کانیں اور اوپر مکان ہیں اس چٹنے کے وسط میں بہت پہلوروشندان ہے اور چونکہ نام



قلوٹا بھمان آباد

اسکے مشہور ہے کہ یہاں سے اور دور راستے ایک جانب شمال اور دوسرا جانب جنوب جاتا ہے
 چتے کے سامنے نقارخانہ میں ایڈجمنٹ کا دفتر ہے اس قلعہ میں کئی مکان ایسے عمدہ اور بے نظیر
 تھے کہ روئے زمین پر ہی ہونگے خصوصاً موتی محل اور رنگ محل جنکے نام و نشان ہی باقی نہیں ہے
 مگر جو عمارتیں اب موجود ہیں انکے حالات علیحدہ درج ہیں سوائے انکے یہاں بڑی بڑی دو منزلہ
 سے منزلہ بارگین حال کی تعمیر ہیں جن میں سپاہ رہتی ہے دروازہ آگے جو عالمگیر نے نیگین گھوگس بوا
 تھے سرکار نے شہ ۱۷۷۸ء کے بعد اذکو گو گڈہ گج بنا کر اوپر توپن چڑھائی ہیں سلامی کی توپ وہاں
 سے سر ہوتی ہے گوشہ شمالی اس قلعہ کا ریل کی ٹرک میں آگیا ہے۔ پہلے دہلی دروازہ کے
 سامنے ہتھی کی برابر دوپہر کے ہتھی کھڑے تھے اورنگ زیب عالمگیر نے اپنی عہد میں انکو
 توڑا کر دفن کرایا تھا اب دین کی ایک سورت دہلی کے کمپنی باغ میں بارہ درمی کے قریب چوتڑ
 پر کھڑی ہے اسکو چوتڑہ پر ایک کتبہ انگریزی سرکار نے کندہ کرا دیا ہے +

قلعہ عادل آباد یہ قلعہ جکا در نصف میل ہے دہلی سے ۷ میل کے فاصلہ پر تعلق آباد کے
 قریب واقع ہے اسکی وضع تعلق آباد کی عمارت سے بہت ملتی ہے آثار الضنا دید وغیرہ سے
 نکتف ہے کہ اس کو محمد عادل تعلق شاہ نے شہ ۱۷۷۸ء میں تعمیر کرایا تھا۔

قلعہ کھیر لایہ پڑانا قلعہ ہزار میں پھاڑ پر بہت مضبوط اور نامی ہے تاریخ تعمیر تو صحیح نہیں معلوم
 مگر یہ کئی ہزار برس کا بنا ہوا ہے آرائش محفل سے ظاہر ہے کہ اس قلعہ کے اندر ایک
 پھاڑی پر بہت سی خلقت جا کر گریہ و زاری کرتی ہے اور دعائیں مانگتی ہے

قلعہ کھیر لایہ یا کھیرا بیسی احاطہ میں یہ عمدہ قلعہ جسکے پانچ دروازے ہیں کابھی سے ہوئی
 دور واقع ہے اسکا دور سات ہزار چار سو پچیس فٹ ہے ہنڈ بک اف مرے سے
 نکتف ہے کہ اس قلعہ کو شہ ۱۷۷۸ء میں محمود خان نے تعمیر کرایا تھا +

قلعہ گوالیار یہ بہت بڑا اور مشہور قلعہ شہر گوالیار سے تین سو فٹ بند گوالیاری نامی پھاڑی
 پر جسکو ڈایر کٹر جنرل کنگھم صاحب نے گوالیاری کہا ہے واقع ہے اسکا طول نو ہزار فٹ ہے

زیادہ اور بندی فیصل کی جو بہت مضبوط ہے تیس اونچس فٹ ہے اس قلعہ کا ایک شہ قتی اور دو غربی دروازے بڑے بڑے ہیں شرقی دروازہ جو ہمیشہ کھلا رہتا ہے سب سے بڑا ہے اور جنوبی دروازہ کے روبرو جسکو جمل کہہ کر کہتے ہیں شیر بیان میں اس قلعہ کے دروازوں کے نام اس طرح مشہور ہیں عالمگیری بادل گدہ ہندولا ہیرون بانسور گیش لکھن تپا رپوٹ آر کی اولاجیل سروے انڈیا سے واضح ہے کہ اس عالیشان قلعہ کو راجہ پاسپتی نے ششہم میں بنوانا شروع کیا تھا اور اسکا نام گوالیا وار اور گوالیار اس وجہ سے ہو گیا کہ سیکھہ ایک مندر گوالیا نام کا تھا اس قلعہ میں کئی عمدہ عمارتیں ہیں اونکے حالات ردیف دار لکھی گئی ہیں :-

قلعہ منتوش بھی احاطہ میں یہ خوبصورت اور عمدہ قلعہ منور سے تھوری ددر واقع ہے یہ قلعہ قلعہ منور سے چھوٹا تو ہے مگر اسکی خوبصورتی اس سے بہت زیادہ ہے ابتدا میں کولہ کے متعلق تھا اب ریاست سانوت واری کے قبضہ میں ہے مرے صاحب نے اسکو کئی سو برس کا پرانا لکھا ہے :-

قلعہ منور یا مندر یا قلعہ بھی احاطہ میں سانوت واری سے ۱۶ میل شمال مشرق کو پہاڑ پر بہت عمدہ بنا ہوا ہے اسکا طول ایک ہزار تین سو بیس فٹ اور عرض ایک ہزار بیس فٹ ہے اسکے دروازہ کی دو محرابیں ہیں اونکے روبرو پہاڑ کاٹ کر بہت خوبصورت شیر بیان بنائی ہیں ریاست سانوت واری میں کوئی قلعہ اسکی برابر نہیں معلوم ہوتا اسکی مضبوطی قابل تعریف ہے قلعہ سانوت واری کچھ خوبصورت اور عمدہ نہیں ہے اس سبب اسکا حال نہیں لکھا گیا :-

قلعہ منور یا قلعہ کراچی میں ایک پہاڑ پر واقع ہے اور اسکے قریب چند اور عمارتیں ہیں لیکن مرے صاحب سے واضح ہے کہ یہ قلعہ ششہم میں تعمیر ہوا تھا اور ۵ فروری ششہم کو سر ایڈمیرل ہیل ٹی نے اسکے جنوبی دروازہ کو ٹور کر فتح کیا اب سرکار کے قبضہ میں ہے۔

قلعہ مورادج یہ چھوٹا اور خوبصورت خشتی قلعہ روسلکند میں نجیب آباد سے ۶ میل شمال مشرق کو واقع ہے اسکا طول اٹھ سو فٹ اور عرض چھ سو پچیس فٹ ہے اسکی دیوار ۵ فٹ بند ہے

اوسکے گرد و خندق ساٹھ فٹ چوڑی کہودی ہے دروازہ آمد و رفت جانب شرق ہے
 اوسکے اندر کئی ٹیپے پرانے مندرون کے نظر آتے ہیں رپورٹ آرکی اولاجیکل سروے
 انڈیا سے منکشف ہے کہ اس قلعہ کو راجہ موراد پج نے نوین صدی عیسوی میں تعمیر کرایا تھا۔
 قلعہ ہو پابو نزدیک بند میں شہر ہو پابو کا یہ سنگین قلعہ بہت پرانا مذہب لگنے کے شمال کو واقع ہے
 اسکا طول بہانیا دروازہ سے در یہ دروازہ تک ایک ہزار چھ سو پچیس فٹ اوز عرض ۶ فٹ
 ہے اسکے اندر ایک محل راجہ پرمل کا بنوایا ہوا موجود ہے آرکی اولاجیکل سروے انڈیا نے
 اسکو شہ اسم کا بنا ہوا لکھا ہے ۔

قلعہ میانایہ قلعہ اگرہ اور اندور کے درمیان خستی بنا ہوا ہے اسکے کونون پر چار خوب صورت
 برج اور اندر کئی سٹہ ستیوں کے بنے ہوئے ہیں اور ایک بادلی جکو نیبا بولی کہتے ہیں اس
 قلعہ کے ساتھ بنی تھی رپورٹ آرکی اولاجیکل سروے انڈیا سے ثابت ہے کہ اس قلعہ
 کو راجہ وکرام پین نے شہ اسم میں بنوایا تھا۔

قلعہ سیراج دکن میں یہ قلعہ شہر سیراج کے اندر واقع ہے یہ عمارت عمدہ اور مضبوط ہے
 اسدخان نے اسکو شہ اسم میں بنوایا تھا۔

قلعہ میلگام دکن میں شہر میلگام کا یہ قلعہ شہر کے قریب دریا واقع ہے اسکی دو فصیلین ہیں
 باہر کی فصیل شہی اور تہر کی بنی ہوئی ہے اور اندر کی فصیل سنگین ساٹھ فٹ بلند ہے دروازہ میں
 گاردر تھا ہے جب تک برگڈیجر کا حکم نہیں ہوتا کسی کو اندر نہیں جانے دیا اسکی دیوار کہیں بہ
 سے ناقص ہوتی جاتی ہے ہند بک آف مرے میں لکھا ہے کہ شہ اسم میں اس قلعہ کو
 راجہ بالوشکر نے بنوایا تھا۔

قلعہ نالا پور یا نورور یہ قلعہ گوالیار سے پچاس میل غرب جزب کو دریاے سندھ کے قریب
 پہاڑ پر واقع ہے اسکا دور پانچ میل ہے اندر کئی درجے میں ایک کا نام باجا محل دوسرے کا
 نام بالا حصار اور تیسرے کا نام ملا عا طہ ہے جن میں شاہ مدار کا فرار ہے چوتھے درجہ کا نام

دولہ کوٹ ہے اس قلعہ کے چاروں دروازوں پر مسلمانوں کے فتحنامے کندہ ہیں پرانی
 عمارتوں میں اسے یہاں ایک کُڈ ہے اور عمارت حدید انگریزی قبرستان اور گرجا گھر عمدہ
 بنا ہوا ہے راجہ جینگہ سوانی کی پہاڑے جنگ ٹوپ ہی اسی قلعہ میں رکھی ہے رپورٹ
 آر کی اولاجیکل سرفوے انڈیا سے ثابت ہے کہ اس قلعہ کو راجہ نالانے جو راجہ کوسی کی
 اولاد میں تہا شہتر کے ساتھ بنوایا تھا اسکی مرست مسلمانوں نے ہی کرائی ہے ۔

قلعہ و ندن میمی احاطہ میں ستارا کے قریب یہ خوب صورت قلعہ و ندن نامی پھدی پر واقع
 ہونے سے قلعہ و ندن کے نام مشہور ہے ہند بک اف بی بی میں لکھا ہے کہ ۱۷۷۷ء میں نپال
 کے ایک راجہ نے بنوایا تھا ۔

قوة الاسلام دہلی سے ایل جنوب کو زیر قیاد قطب صاحب دراصل یہ مسجد رپتھورا
 کا تاجخانہ تھا ۱۷۷۷ء میں بعد فتح دہلی کے مسلمانوں نے اسکو ٹوڑ کر مسجد بنائی اور سو تین نکال کر نجا
 اپنی فتوحات کے کتبے کندہ کرائے چنانچہ سلطان قطب الدین کا کتبہ شرقی دروازہ پر جو
 بنسبت شمالی اور جنوبی کے برابر ہے اب تک جو ڈھکی غری دیوار میں بائیں طرف میں چکی محراب بائیں
 ۳۵ فٹ بلند ہے اور دائیں بائیں ہر ایک محراب دس فٹ چوڑی اور چوبیس فٹ بلند جنرل
 کننگہم صاحب آر کی اولاجیکل سرویر انڈیا قطر از میں کہ ان محرابوں کے پیچھے دالان مسجد
 پانچ گہ کا ایک سو ۳۵ فٹ لمبا اور ۳۵ فٹ چوڑا تھا صحن جہان لوسی کی لاٹھ ہے ایک سو ۳۵ فٹ
 سے ۹۶ فٹ مربع ہے اس کے گرد ہندوانی دالان سنگ خارا کے ضمن ستون لگے ہوئے ہیں
 راسے پھورا کے وقت کے بہت خوبصورت بنے ہوئے ہیں دروازہ اس صحن کا مدت گذار
 آثار الضنا دید وغیرہ منظر ہیں کہ جب ۱۷۹۵ء میں سلطان شمس الدین تمش سلطان قطب الدین
 کا خویش تخت پر بٹھا تو اسنے اس مسجد کو اور بڑا کر لینے بڑے دالان کے دائیں بائیں تین تین
 محرابوں کے دالان اور بنا کر قیاد قطب کو مسجد کے اندر لیلیا ان دیواروں میں پہی بیج کی محرابیں
 زیادہ بڑی ہیں انڈان دیواروں کا اور بیج کی دیوار کا جو قطب الدین نی بنائی تھی یکساں لینے

دفت ہسٹنکے بڑھانے سے یہ مسجد تین سو چورسی فٹ سے دو سو تیس فٹ مربع ہو گئی
 تھی بعد ازاں شجاع میں سلطان علاؤ الدین خلجی نے اس مسجد کو حقد رتہ میں نے بڑھایا
 تھا اس سے نصف حصہ اور بڑھایا اور تینوں طرف بڑے بڑے دروازے نہایت عمدہ
 کندہ کار اور دوسرا نیار جو ناتمام رہ گیا تھا بنا شروع کیا تھا مگر اسکے فوت ہو جانے کی
 سبب یہ مسجد ناتمام رہ گئی اور اب تو بالکل مسمار پڑی ہے کیونکہ جگہ جگہ اسکی دیواریں اور مکانات
 کنڈر پڑے ہیں رپورٹ آرکی اولاجیکل سروے انڈیا سے ثابت ہے کہ اس مسجد
 ہندوؤں کے وقت کے چھ سو ستون لگے تھے اسکی محرابوں پر اسی عمدہ گلکاری کی ہوئی ہے
 اور آیات قرآنی اتنی نادر کندہ کی ہیں کہ دیکھنے والے کو حیرت آتی ہے ۔

باب الحکاف

کاگڑا مار یہ مندر جو بھوپال میں شہر بھوپال کے جنوب کو تالاب مدن ساگر کے قریب شوالہ ہے اسکی
 عمارت ایک سو تیس فٹ سے ۲۴ فٹ مربع سے رپورٹ آرکی اولاجیکل سروے انڈیا
 سے واضح ہے کہ اس شوالہ کو راجہ مدناوار ما یا مدن مرن نے اپنے زمانہ حکومت یعنی
 ۱۱۳۵ء اور ۱۱۶۵ء کے درمیان تعمیر کرایا تھا ۔

کالکا دہلی سے چھ میل جانب جنوب موضع بہا پور میں ایک پہاڑ پر یہ مندر واقع ہے اور اسکی
 دوبار اسوج اور چیت کی آستھی کو یہاں سیلا ہوتا ہے انارال الصنادید میں لکھا ہے کہ اہل ہندو
 کا یہ عقیدہ ہے کہ اس جگہ دو اپر جگ میں جسکو پانچ ہزار برس کا عرصہ ہوا کالی دیوی تھی
 اور جہی سے یہاں پوجا ہوتی ہے اس مندر میں ایک سنگین کٹھن ۱۱۳۵ء کا بنا ہوا ہے
 اور سپر کتبہ کندہ ہے اور برج نمونہ سنگین غلام گردش کے جین ۳۶۷ء میں ۱۱۳۵ء میں راجہ کلان ناتھ کپڑا
 دیوان نے بنوایا تھا اسکے قریب دہلی کے مہاجٹوں نے مکانات بنوائے ہیں میلے کے
 دنوں میں یہاں اگر قیام کرتے ہیں دروازہ مندر کے سامنے ایک مکان کے اندر گھنٹال
 لٹکا ہوا ہے اسکے نیچے ترسول اور دوشیر کی صورتیں رکھی ہیں جا تری گھنٹال ہلا کر دیوی مائی

کی جے پکارا کرتے ہیں انکا عقیدہ ہے کہ دیوی مائی شیرون کے رتھ میں ٹھہکر یہاں آئی تھی
 مولوی سید احمد خالص صاحب لکھتے ہیں کہ اس مندر میں ایک بن گہرا پتھر صورت ہی
 جکو پوجاری بہت اچھی پوشاک پہنا کر چتر کے نیچے بٹاتے ہیں اور رات کے وقت ایک
 چوٹی سی پٹنگری پر سلاتے ہیں اس دیوی کے سامنے ایک گہی کا چراغ ہرقت جلتا رہتا ہے
 کالی کلکتہ شہر کلکتہ سے تین کوس کے فاصلہ پر کالی گھاٹ ہوانی پور سے آگے جہاں
 کئی مندر ہیں اون سب میں یہ بڑا اور پرانا کالی لائی کا مندر ہے پیس ایڈاے فارلسٹ
 وغیرہ سے واضح ہے کہ یہاں کئی ہزار برس سے پوجا ہوتی ہے بنگال کالی مائی کو دیشنوکی بی بی
 کہتے ہیں یہ مندر اود کے ہستہان کی جگہ بنا ہوا ہے اور اسی وجہ سے یہ مقام بنگالیوں کے
 نزدیک تبرک ہے اس جگہ ایک مکان بطور بارہ دری کے بنا ہوا ہے برج کے اندر کالی مائی
 کی صورت رکھی ہے اسکا چہرہ سیاہ اور بال بے لیسے اور زبان سنخ تھوٹی ٹٹ لگے ہی ہے
 چار ہاتھ ہیں ایک میں شمشیر دوسرے میں ایک دیو کا سر چوٹی پکڑ کر لٹکا دکھا ہے کانوں میں
 بندون کی جگہ دو چوٹی چوٹی مردون کی صورتیں ہیں اور ہون پر سینڈور لگا ہوا ہے غرض کہ
 اسکی صورت بہت دلہشت ناک بنائی ہے اکثر کتب تواریخ سے ثابت ہے کہ ابتدا میں یہاں
 آدمیوں کی قربانی ہوتی تھی اب مدت سے جانور مثل بھڑ بھڑی وغیرہ کے چڑھائے جاتے ہیں
 اوسیلے ذمین بڑے جانوروں کی ہی قربانی کرتے ہیں لیکن دس میں بھڑ بھڑیوں کی روز جان
 جاتی ہے جگہ سر کاٹ کر پوجاری لیتا ہے اور باقی جسم چڑھانے والے کو ملاتا ہے خون
 ان جانوروں کا کچھ تو صورت پر چڑھاتے ہیں اور باقی صورت کے روبرو ایک تانولہ میں جمع رہتا ہے
 کالی لکھنؤ لکھنؤ شہر کے باہر پرانا مندر واقع ہے آرائش محض سے واضح ہے کہ
 اس میں پیر کے روز بڑی پوجا ہوتی ہے اور سولی کے بعد کئی روز تک روشنی ہوتی ہے اسکی عمارت
 یہی جی بنی ہوئی ہے ۛ

کالی مسجد یہ مسجد شاہمان آباد میں ترکان دروازہ کے قریب آبادی شہر سے پہلے کی بنی ہوئی



سندھ کالی کھلنے والی

ہے آثار الضادید وغیرہ سے منکشف ہے کہ خان جہان فیروز شاہی نے ششمی نام میں اس مسجد کو شہر فیروز آباد میں بنوایا تھا اسکو اسقدر کرسی دیکر بنایا ہے کہ اس طیر پر بیان پڑھ سکے اندر جاتے ہیں اندر سے مسجد بہت خوشنما بنی ہوئی ہے جانب غرب تین گنہ کا دالان ام فٹ عرض میں اور اء فٹ طول میں بہت مضبوط بنا ہوا ہے اور بیچ میں بلند ممبر ہے یا قی تینوں طرف ایک گنہ دالان میں دالانوں میں چوہل ستون لگے ہوئے ہیں اور اوپر بلا برابر گنبد میں مومن مسجد میں کئی قبریں ہیں اور باہر کے رخ زیر مسجد حجرے ہیں دروازہ کی پیشانی پر کتبہ لگا ہوا ہے

کالی مسجد کو ملکہ نظام الدین یہ مسجد اوشی شکل کی حکایان اوپر کیا گیا وہی سے جانب جنوب متصل درگاہ سلطان نظام الدین اولیا کے واقع ہے اسکے دروازہ پر کتبہ کندہ ہے اسکو

خان جہان فیروز شاہی نے ششمی نام میں بنوایا تھا ۛ

کلنج کی مسجد چشتی چون کلنج کی مسجد گجرات میں احمد آباد کے جنوب کو واقع ہے ایک برج کے سار ہو جانے سے اس میں نقص آگیا ہے برجوں کی وضع بالکل ترکستان کے مساجد کے برجوں کے موافق ہے کلنج کی مسجد مشہور ہونیکا یہ سبب ہے کہ پہلے اسکے برجوں پر نیلی رنگت کی ہوئی تھی یہ مسجد ابوی احمد آباد سے بہت پیچھے تعمیر ہوئی ہے ۛ

کیلا دیوی بوبانیوار علاقہ اور یہ میں یہ بلند اور شاندار خشتی عمارت ہے اسکو بے ہوشی سے تھما چہ سو برس کا عرصہ ہوا تک اس میں کوئی نقص نہیں آیا ہے صرف دروازہ منہدم ہو گیا تھا اب وہ بھی بنگیا ہے ہمیشہ مرست ہوتی رہتی ہے فرس صاحب کی تالیفات سے واضح ہے کہ ہندوں کا یہ عقیدہ ہے کہ جس جگہ مندر واقع ہے اسی جگہ جمیوہا جارجن کے پوتے نے کچھ نصیحت کی تھی ۛ

گھوڑا تالاب یہ تالاب قلعہ گوالیار میں گنگولا تالاب سے جانب غرب واقع ہے اور بالکل گول بنا ہوا ہے اسکا دور ایک سو چاس فٹ اور عمق ۲۰ فٹ ہے رپورٹ ار کی اور جیکل سروانڈیا میں لکھا ہے کہ بہت پرانا ہے مدور ہونیکا سب اسکو گھوڑا تالاب کہتے ہیں ۛ

کئی گھنٹی ماوہ میں چندیرے سے جنوب کی طرف یہ شامدار دروازہ ایک سو بانوے فٹ سے ۳۰ فٹ مربع پہاڑ کاٹ کر وہ فٹ بلند اس طرح بنایا ہے کہ اول دونوں طرف سے پہاڑ کھود کر بیچ کی دیوار کے اندر محراب ۷۰ فٹ سے ساڑھے گیارہ فٹ تراشی ہے اور اس کے دائیں بائیں دو گوندہ نما برج بنائے ہیں اسکے جانب شمال اوپر جانے کے واسطے زمین بنا ہوا ہے اور دونوں طرف کتبے ناگری اور فارسی کندہ ہیں ان میں لکھا ہے کہ اس دروازہ کو جہن خان بن شیرخان نے شاہ غیاث الدین کے عہد میں بنوایا تھا اسکو بنے ہوئے تین سو چوہاسی برس کا عرصہ ہوا

کدار ناگھتہ گڑھوال میں ہمایہ پہاڑ پر یہ مندر کدار ناتھہ دشینو کے اوتار کا دریا سے کالی گنگا کے کنارہ واقع ہے موافق راول مندر بدری ناتھہ کے اس مندر کا راول فریررز ہمالایا ماؤٹینر میں مالابار کا برہمن لکھا ہے یہاں درشن کرنے کو ہندو بکثرت آتے ہیں موسم سرما میں یہاں بشت برف پڑتی ہے ۛ

کر دیشور دکن میں مہابالیشوار پہاڑی پر یہ مندر بہت عمدہ سنگین بنا ہوا ہے ہندو بکثرت آتے ہیں اس سے ثابت ہے کہ اتنی برس کا عرصہ ہوا کہ اسکو اہلیا بانی راجہ اندر کی رانی نے تعمیر کرایا تھا ۛ

کرشنادوار کا گیا علاقہ بہار میں یہ مندر پرانا اور سنگین بنا ہوا ہے اس میں کئی کتبے کندہ ہیں ایک کتبہ بہت بڑا ہے اسکا حال خبر کننگنہم صاحب نے اپنی پورٹ میں لکھا ہے کہ ناچوپا رینگال احاطہ میں گیا سے سولہ میل جانب شمال برابر پہاڑ پر یہ غار اندر سے صاف بجلا بودھوں کے وقت کا مندر ہے اسکا دروازہ نہایت خوش قطع شمال رو بہت عمدہ ۳۳ فٹ ساڑھے چھ پنچہ لمبا اور ۱۴ فٹ چوڑا ہے اور چت لداؤنا سطح فرش سے ۱۰ فٹ ۱۹ پنچہ بلند ہے اسکے اندر جانب غرب ایک سنگی سن بے مورٹ ایک فٹ ۱۳ پنچہ بلند ۷ فٹ ۱۶ پنچہ سے دو فٹ ۶ پنچہ مربع ہے رپورٹ ار کی اولا چیکل سروانڈیا سے واضح ہے کہ اسکی تعمیر کو دو ہزار برس سے زیادہ ہوئے اسکے دروازہ پر راجہ اسوکا کا

پیاداسی کا کتبہ کندہ ہے ❖

کرن سنڈریہ دو منزلہ عمارت قلعہ گوالیار میں دو سو فٹ سے ۳۵ فٹ مربع کرن
اور کرن محل کے نام سے مشہور ہے اس میں بڑا مکان دو گھیا ۲۲ فٹ سے ۲۸ فٹ مربع
ستونوں دار ہمسائے کے دونوں طرف اور چھوٹے چھوٹے نمکان ۳۳ فٹ سے ۱۵ فٹ
اور ۲۸ فٹ سے بارہ فٹ مربع ہیں جانب شمال ایک اور عمارت اسی محل کے متعلق تھی مدت
اس کو حمام بنایا ہے رپورٹ ارکی اولاجیکل سرواڈیا سے ثابت ہے کہ یہ عمارت
سرتاپا نقش و طون تھی اور راجہ کرن نے ۱۷۳۷ء و ۱۷۳۸ء کے درمیان اپنے حکومت کے عہد
بنوائی تھی ❖

کلیان ساگر یہ چھوٹا تال بونڈیکھنڈ میں شہر مہوبا سے مشرق کو بجے ساگر تالاب کے
قرب واقع ہے یہ تالاب بہت پرانا راجہ کلیان کا بنوایا ہوا ہے ❖

کلیان کوٹ ۱۷۳۷ء میں یہ پرانا قلعہ کلان کوٹ کے نام سے بھی مشہور ہے اس کو اکثر دن
نے سکندر کا بنوایا ہوا لکھا ہے جب فیروز شاہ تغلق نے اس کو اپنے عہد میں درست کروایا تھا
تو اس کا نام تغلق آباد مشہور ہو گیا تھا اب یہ قلعہ بہت شکستہ حال اور ویران ہو گیا ہے ❖

کنڈالور ایہ بے نظیر اور نہایت خوبصورت وضع کا کنڈالور علاقہ دکن میں ۱۵۱ فٹ مربع
اس کے چاروں طرف ۳۸ میٹر بیان ہیں اور کونوں پر چھوٹے چھوٹے مندر چاروں طرف سے
کھلے ہوئے بنا کے ہیں ہر مندر میں چار چار ستون نسبت کارگے موئے ہیں اور گوشوں پر
تھانوں میں درخت نہایت خوبصورت معلوم ہوتے ہیں جان سپلر وڈرزاف الورا
میں اس کنڈالور کو اسی وقت کا بنا ہوا لکھا ہے کہ جب نوسدی عیسوی میں یہاں مندر بناے
گئے تھے فجر کے وقت اس جگہ سینکڑوں عورتیں نہاتی ہیں عجب طرح کی کیفیت ہوتی ہے ❖
کنڈریامھا دیو کھجورا ہو علاقہ مالوہ میں یہ مندر ایک اور پرانے مندر کی جگہ ہے
پہلے شوالہ کا لنگ سنگ مرمر سفید کا ساڑھے چار فٹ دور اس مندر میں اب تک موجود ہے

یہ عمارت سنگین اور شاندار بنی ہوئی ہے آئین شیوہ نشین اور برہما کی صورتیں رکھی ہیں اسکی شمال کو دیوی جگتا کہا ہی سندھ ہے اوکی عمارت اس سے بہت کم ہے۔
 کنڈنر اور گویا رے سے ۰۰ میل جنوب کو نالا پور کے قلعہ میں یہ کنڈنہار کاٹ کر تین سو فٹ بلند بنایا ہے اسکی گہرائی ۳۶ فٹ ہے مگر اب مٹی سے اٹ گیا ہمار کی اولاجیکل سرو
 انڈیا رپورٹ میں لکھا ہے کہ اس کنڈنہار کو راجہ نالالے اپنے قلعہ کے ساتھ بنوایا تھا۔
 کئی سندھ اس جگہ مسلمانوں کے عہد میں برباد ہو گئے اور نئے ٹیلے اب تک باقی ہیں
 کنڈوانا تیرتھر یہ چوٹا کنڈنہار پیرسوں کے مہی احاطہ میں مالا بار پہاڑ کے غرب میں
 مندر والو کیشوار کے قریب واقع ہے اسکی نسبت ہندوں کا عقیدہ ہے کہ جب لچھن
 لکا کو جاتے ہوئے یہاں شب باش ہوا اور اسکو پیاس لگی تو اس نے اس جگہ زمین میں
 تیر مارا یہ ان پانی نکل آیا بعدہ یہ کنڈنہار کے گرد چوٹے چوٹے مندر درختیں بہت بہت معلوم
 ہوتے ہیں +

کنکر یا تالاب یہ تالاب سندھ میں شہر احمد آباد سے آدھ میل کے فاصلہ پر باغ کے
 قریب جہان کلیہ اور ایک پل قطب الدین احمد شاہ گجراتی کے پوتے کا بنوایا ہوا ہے واقع
 دور تالاب کا ایک میل ہے اسکے چاروں طرف پرست اہلی کے درخت ہیں گھاٹوں کے
 متصل جو برجیاں ہیں وہ دور سے نہایت خوش نما معلوم ہوتی ہیں +
 کوٹلہ عیسیٰ خان یہ پختہ چار دیواری جس کے اندر ایک مقبرہ اور مسجد ہے دہلی سے ۳۰ میل
 جانب جنوب مقبرہ ہمایوں کے قریب واقع ہے مقبرہ کے گرد غلام گردش اور کونوں
 پر چار برج ہیں اس عمارت کو عیسیٰ خان ایک امیر نے سلام شاہ کے عہد ۱۵۳۷ء میں بنوایا
 تھا بعد وفات یہ شخص اسی مقبرہ میں دفن ہوا تاریخ تعمیر مقبرہ پر کندہ ہے +

کوٹلہ فیروز شاہ ۱۵۳۷ء میں فیروز شاہ تغلق نے فیروز آباد میں قلعہ بنوایا تھا یہ اسکا
 کنڈر کوٹلہ کے نام سے مشہور ہے یہ عمارت دہلی دروازہ شاہجہان کے باہر واقع ہے

چند دروازے اور ٹوٹی دیواریں اب بھی موجود ہیں ایک جانب وہ مسجد کھنڈ پڑی ہے
 جہاں امیر تیمور کا فتح نامہ پڑھا گیا تھا اور ایک طرف اس عمارت کا ڈھیر نظر آتا ہے
 جس میں راجہ اشوکا کی کرند کی لاٹھ نصب ہے +
 کوٹیشوار دکن میں مہابالی شوار پھاری پر یہ مندر کر دیشوار کے مندر بننے چھوٹا کنڈ
 سیاہ رنگ بنا ہوا ہے مندر تک آف مرے منظر ہے کہ بہت مدتی ہوئی جب
 گوالی نامی ایک راجہ نے اس مندر کو بنوایا تھا +

کوشک انور شاہ جہاں آباد سے تھوڑی دور کوٹہ فیروز شاہ کے سامنے یہ عمارت چوڑی
 اور پتھر کی مسار پڑی ہے آثار الصنادید سے واضح ہے کہ عمارت روشنی کرنے کے لئے
 بنوائی گئی تھی زمانہ سابق میں یہ رواج تھا کہ پیر دستگیر کی نیاز کے وقت کاغذ کی مہندیاں بنا کر
 اس میں روشنی کیا کرتے تھے چنانچہ اسی غرض سے ۱۳۲۷ء میں اس عمارت کو فیروز شاہ نے
 بنوایا تھا جب اسکے اوپر پرخیان تھیں تو زیادہ خوشنما تھی باشندگان ملی اس عمارت کو مہندیاں لکھیں
 کوشک شکار دہلی میں یہ محل چھ فیروز شاہ تعلق نے ۱۳۲۷ء کے قریب فیروز آباد سے
 ۳ میل کے فاصلہ پر بنوایا تھا اب منہدم ہو گیا کہیں کہیں ٹوٹی پھوٹی دیواریں مشکل دکھائی دیتی ہیں
 فیروز شاہ کی دوسری لاٹھ جو اب فحلڈہ کے قریب کھڑی ہے پہلے اسی محل میں نصب تھی
 اور ایک تہخانہ بطور سنگ اور رستہ کے یہاں بہت لمبا بنا ہوا تھا اسکا اب نشان ہی نہیں
 مٹا پر غیب کے نام سے جو ایک بلند کھنڈ اس جگہ موجود ہے اسکے نیچے تہخانہ اور اوپر قبر
 ہے اسکی اوپر چڑھنے سے نینار قطب صاحب اور دور دور کے مکانات و اشجار نظر آتے ہیں
 اس سے تھوڑی دور جانب شمالی ایک اور بوسیدہ عمارت بڑے کئے نام سے مشہور ہے
 مسٹر بگلر اسٹنٹ ار کی اولاجیکل سرورڈیا نے اسکو مسجد کا کھنڈ لکھا ہے
 کوشک لال یہ سنگ سرج کی کھنڈ عمارت شاہ جہاں آباد سے جانب جنوب حضرت
 نظام الدین اولیا کے قریب قبرستان میں واقع ہے ۱۳۲۷ء میں سلطان غیاث الدین بلبن

مکان نندی کے غرب میں ایک اور پل ہے اس کے دوسرے سرے پر پہل مندر بہت بلند
 کرسی پر نہایت خوبصورت بنا ہوا ہے اور اس کے پانچ دروازے ہیں بڑا دروازہ جو بائیں
 مکان نندی کے روبرو بنا ہوا ہے اس کے اوپر تھار خانہ اور آگے شمال اور جنوب کی طرف تیسریاں
 ہیں جانب غرب اس دروازہ کے ایک بہت بڑا شین ہے اوہیں لنگ زکھا ہے اس شین کے
 دائیں بائیں دو چھوٹے غربی دروازے ہیں بہ نسبت ان کے شمالی اور جنوبی دروازے زیادہ وسیع
 اور خوبصورت ہیں بنے ہوئے ہیں روبرو تیسریوں پر دو سنگین شامیانے بطور سائبانوں کے
 دو دو نسبت کارستونوں پر بنے ہوئے ہیں اور ستون چوٹی چوٹی ہاتھوں کی صورتوں پر استناد ہیں
 علاوہ ان کے دونوں دروازوں کے چپے رست قد آدم چوہا دون کی مورتن اتنی عمدہ بنائی ہیں کہ
 ان کی تعریف نہیں ہو سکتی اندر سے یہ پاگوڈا ایک سو ۴۴ فٹ لمبا ہے اور اس میں چوہل چالیس ستون
 لگے ہوئے ہیں اندر باہر شیشا مورتن راجہ جھک - راجہ برج - راما - راون - گتر داس - پانڈو
 کرب سیتا وغیرہ کی کندھ میں کہیں کاریوں میں رانیان سوار میں کہیں مہا بھارت کے آثار نمودار ہیں
 ان صورتوں کو دیکھ کر آدمی تعجب رہ جاتا ہے پاگوڈ کے غربی دروازوں سے اتر کر چوہل چوٹے اور مکان میں
 اور صحن کے گرد سوار مشرق کے بہت بڑے اور لمبے تین دالان میں ان میں ایک سو چھتیس چوہل
 ستون لگے ہوئے ہیں اس عمارت کی خوبی کا کچھ بیان نہیں ہو سکتا نو سو برس سے زیادہ گزرے
 جب یہ مندر بہت سخت پہاڑ تھوٹا کر کے بنایا گیا تھا اب یہی یہ سوالہ خوب آباد ہے سنیکرون بہن ہیں

باب گاف

گھڑوار احاطہ بنگال علاقہ بہار میں گریک گانوس سے ۲ میل مغرب کو یہ قدرتی غار ہے
 جنرل کننگھم صاحب کہتے ہیں کہ یہ غار اندر سے اس قدر گرم و تاریک ہے کہ جانے والے
 کا دم گھبرا جاتا ہے اس کا طول ۱۰ فٹ اور عرض ۱۰ فٹ اور بلندی چھت کی سطح غار سے ۱۰ فٹ ہے
 گر جاگھڑ شاہجہان آباد میں کشمیر پدوازہ کے قریب یہ بہت بڑی سچی عبادت گاہ ہے
 اسکے گرد غلام گردش اور زیر گنڈ بڑا کمرہ بنا ہوا ہے اوہیں سنگ مرمر کا فرش ہے پہلے

اسکے برج پر ایک کلس صلب نامہ سہری تھا ایام غدر میں سپاہیوں نے گویا ان مارکر اوسکو خراب کر دیا تھا اب اوسی وضع کا سفید کلس اوس سے بڑا لگا ہوا ہے پہلا کلس عجائب خانہ دہلی میں رکھا ہوا ہے اس گرجا کے احاطہ میں سرسیتا فلٹن کاف صاحب اور ولیم فریزر صاحب اور کرنل جس سکنر صاحب کی قبریں موجود ہیں آثار الصنادید و دیگر کتب سے ثابت ہے کہ اس عمارت کو کرنل جس سکنر صاحب نے ۱۷۷۸ء میں بنوانا شروع کیا کئی سال کے عرصہ میں بصرف نوے ہزار روپیہ کے تیار ہوا سنگ مرمر کی قیمت نوے ہزار روپیہ سے علیحدہ ہے اکثر مورخین نے اسکی لاگت مع قیمت سنگ مرمر کے ایک لاکھ اور ایک لاکھ چودہ ہزار روپے لکھے ہیں :

گرو کا مال یہ تالاب اگرہ سے ساڑھے چار میل سکندرہ کی ٹرک سے جانب شمال پانسو فٹ سے پانسو ۲۲ فٹ مربع ہے نہیں معلوم کس جہ سے گرو کا مال شہور ہے ارکی اولاجیکل سٹریٹ سر ویزا ٹیڈیا نے اسکو سکندر لودھی کا بنوایا ہوا لکھا ہے اسکو بنے ہوئے ساڑھے تین سو سال سے زیادہ ہوئے :

گرگڑہ کا لخبسر یہ بڑا نا اور مضبوط قلعہ بونڈلیکنڈ میں بانڈہ سے ۳۳ میل کے فاصلہ پر واقع ہے اسکی دیوار کا آثار ۲۵ فٹ ہے اس قلعہ کے سات دروازے ہیں کچھ قدیم اور کچھ جدید بنے ہوئے ہیں اور پورے تین اور عالمگیر کے تختے کندہ ہیں فصیل اسکی کہیں کہیں سے بوسیدہ ہو چلی ہے یہاں کئی چٹے اور مندر ہیں تاریخ فرشتہ و نور پور پراونسز گزٹیر سے ثابت ہے کہ اس قلعہ کو راجہ کداری نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بنوایا تھا :

گرگڑہ کا لخبسر یہ بہت مضبوط اور چڑانا قلعہ پنجاب میں بانڈہ سے پاس کوس کے فاصلہ پر واقع ہے یہ قلعہ دیران پڑا تھا سرکار انگریزی نے اسکی مرمت کروالی ہے اور ایک قید خانہ یہاں تجویز کیا ہے :

گنبد تلگی یہ بہت بڑی چونر گچ کی عمارت دہلی سے جنوب کو قلب صاحب کی مینار اور مردولی کے درمیان بہت بلند چئی موسوم بہ مقبرہ ادہم ہے اصل میں یہ مقبرہ اکبر بادشاہ کی دایہ

ہم سگم اور اسکے بیٹے ادہم خان کا ہے جو بوجب حکم اکبر شاہ کے مارا گیا گرد اس مقبرہ کے غلام گردش ہے سچ کا مکان جہان قبرین تہین بہت بڑا ہے اب سرکار نے اس عمارت کو ڈاک بگل مقرر کیا ہے غلام گردش میں ایک زینہ ہے اسکے اوپر کاری کرنے میں ہی اوٹ رکھی ہے کہ آدمی اس خیال سے اوپر چڑھ جاتا ہے کہ اسی رستہ سے واپس آجا و لگا لگا کر واپس آنے کے وقت یہ رستہ نگاہ سے بچ جاتا ہے اس وجہ سے لوگ اسکو ہول بہلان ہی کہتے ہیں چند سال ہوئے کہ اسی مقبرہ کا ایک سنگ مرمر کا تعویذ غلام گردش میں رکھا تھا نہیں معلوم اب وہ کیا ہوا ہول والوں کی سیر کے دنوں میں صاحب لوگ اسی جگہ قیام کرتے ہیں اس عمارت برج بہت بڑا ہے

۱۶۲۰ء میں اکبر بادشاہ کے حکم سے یہ مقبرہ تعمیر ہوا ہے

گنبد گنج بخش احمد آباد سے سارے ہر میل جانب جنوب مشرق قبرستان سرگنج میں یہ مقبرہ شیخ احمد بخش احمد شاہ گجراتی کے مرشد کا ایک مشور درگاہ ہے شگلک ۱۶۰۰ء میں جب انہوں نے وفات پائی تو محمود شاہ گجراتی نے اسکی تعمیر شروع کی یہ عمارت ہنوز نا تمام تھی کہ محمود گجراتی فوت ہوا اور قطب الدین احمد بادشاہ کا بادشاہ ہوا اوسنے اس عمارت کو اتمام پر پہنچایا یہ عمارت گنبد دار ہے اسکے اندر چاندی کی زنجیر لٹکی ہوئی ہے ایک طرف اسکے سنگن مسجد اور دوسری طرف ایک اور مربع عمارت متعلقہ ستانہ واقع ہے دروازہ درگاہ پر فارسی کتبہ کندہ ہے +

گپتی وانی شہروانی علاقہ دکن میں لب دریا یہ مندر نہایت عمدہ بنا ہوا ہے اسکے اوپر بہت نفیس کندہ کاری پتھر لگے ہوئے ہیں ہند بک اف بیٹی سے واضح ہے کہ نوٹے برس ہوئے جب اس مندر کو بالا صاحب رستیا نامے مرہٹہ نے بنوایا تھا ہے

گندھین ساگر روہیلکنڈ میں قلعہ چتر سے ایک میل غرب رخ یہ تالاب سوا سو بیگہ کا ہے رپورٹ آرکی اولاجیل سہروے انڈیا میں لکھا ہے کہ یہ تالاب اسی وقت کا بنا ہوا ہے کہ جب راجہ ادی نے قلعہ چتر یعنی ادی کوٹ بنایا تھا ادی ساگر اس سے پانچ میل کے فاصلہ پر ہے لنگا دوارا اگرہ مکتیشیر میں لب دریا کے لنگ گھاٹوں کے متصل یہ مندر سنگین بنا ہوا گھانے والے

اس مندر میں ہی دین کو آتے ہیں اسکے متصل ایک اور پرائے مندر میں کنوان ہے اوسکو برہما
اور نجا کنوان کہتے ہیں آرکی اولاجیکل سروے انڈیا رپورٹ میں اس کنوین کو بارہ سو
برس کا پڑانا لکھا ہے

کنکولاما لایب قلعہ گویا میں تیلی مندر کے قریب یہ تالاب دو سو فٹ مربع اور پڑانا بنا ہوا
ارکی اولاجیکل سروے انڈیا نے لکھا ہے کہ جاگیر کے عہد میں اسکی مرمت ہوئی تھی
گویا لایب اس مندر کو گوالی ہی کہتے ہیں یہ چوٹی سی عمارت قلعہ گویا میں اوس جگہ واقع ہے کہ
جہاں پہلے اسی نام کا بڑا تھانہ قلعہ کے ساتھ کا بنا ہوا تھا ڈایرکٹر جنرل کنگھم صاحب
تحریر فرماتے ہیں کہ اوس مندر میں گویا مان کی صورت تھی جبکہ سب سے قلعہ کا نام گویا وا
اور گویا رمواسٹام میں اوس مندر کو نواب محمد خان نے توڑا بعدہ یہ مندر بنا اور اسی نام سے
مشہور ہوا اسکا بہت چوڑا برج چارستونوں پر بنا ہوا ہے اسکے سامنے ایک لائٹ نصب تھی
اوسکو دیپ والا اس وجہ سے کہا کرتے تھے کہ اوسکے طاقتور میں چراغ جلا کرتے تھے
گوالی کا کہو با بہار میں گیا سے ۶ میل جانب شمال تر جونی کے پہاڑ میں یہ غار واقع ہے دروازہ
اسکا ایک درخت اور عید گاہ کی اوٹ میں ہو گیا ہے یہ غار اندر سے بہت خوبصورت گول
۶ فٹ لمبا اور ۹ فٹ ۲ انچہ چوڑا بنا ہوا ہے اور چہت لداو کی وضع پر فرش سے ۱۰ فٹ
۶ انچہ بلند ہے اسکے اندر ایک خشتی چوترہ تھوڑے عرصہ کا بنا ہوا ہے ایک بزرگ سلمان حاجی
حرمین کے خلیفہ نے جو اس غار میں رہتے تھے یہ چوترہ بنوایا تھا دروازہ اس غار کا ۶ فٹ
بلند ہے اوسکی پیشانی پر ۱۰ سطر کا کتبہ اشوکا کے وقت کا شل کتبہ غار لوماس شی کے کندہ
ہے یہ غار بہت خوبصورت مجلا و مصفا ہے میں اب تک کسی طرح کا نقص نہیں آیا ہے

گو جری باولی یہ بادلی گویا میں گو جری محل کے قریب ۸۰ فٹ سے ۳۰ فٹ مربع ہے
اور پانی کے اندر تک اسکی سیر بیان بہت خوبصورت بنی ہوئی ہیں ارکی اولاجیکل سروے
انڈیا رپورٹ سے منکشف ہے کہ اس بادلی کو راجہ مان سنگھ کی رانی نے جو قوم گو جری تھی

اپنے محل کے ساتھ بنوایا تھا اسکو بنے ہوئے تین سو برس سے زیادہ ہوئے ہے۔
گو جرمی محل یہ دو منزلہ عمارت گو جرمی اولی کے قریب زیر دروازہ بادل گدہ اوسی جانی کی
بنوائی ہوئی ہے اسکا طول تین سو فٹ اور عرض دو سو میں فٹ تیناب کھنگی کے سبب اکثر جگہ
سے خراب ہو گئی ہے اسکے اندر چھوٹے چوٹے مکانوں میں تاریکی بہت ہے۔
گو کچھ کا کہو یا سنگلاج کے پھاڑ میں ٹھہر کے قریب یہ غار گو کہہ کا کہو یا اس وجہ سے
کہلاتا ہے کہ اس میں گو کہہ ناتھ اتار رہا تھا چنانچہ جو ہندو یہاں آتا ہے اس غار میں ایک لکڑی
ڈال جاتا ہے یہاں سے دو میل کے فاصلہ پر ایک دہرم سالہ واقع ہے اور اس سے آدھ
اگے بڑھ کر ایک کنواں بہت پرانا ہے کہ قطر کا وہ فٹ گہرا ہے اس کے اندر پانی تک جائیگا
ایک قدرتی رستہ ہے اور ایک محراب پھاڑ میں جسی ولیوں میں بناتے ہیں قدرتی ہے۔
گو رکھ ناتھ یہ چوہل مندر سے دو اور چوٹے چوٹے مندروں کے شکم میں تیزنگ پھاڑ
پر واقع ہے اسکے اندر کئی مورتیں بدہ وغیرہ کی کہی ہیں اور گو کہہ ناتھ کی بڑی مورت سنگیوں پر
پوشاک پہنی ہوئی ہے مندر کی شکل دو منزلہ مکان کے موافق ہے اس پر کوئی برج یا گنبد نہیں لیکن
عمارت سنگ کی نسبت کارا و نقش ہے اور دروازہ دیوہی کی مانند بہت بلبانا ہوا ہے اس میں
سوائے مورتوں کے کئی سوتلے مین بودہ مذہب کی کہی ہیں ڈاکر سوکر زہا لائن جرنیل جلد
اول سے ظاہر ہے کہ یہ عمارت ۱۴ صدی عیسوی میں تعمیر ہوئی تھی۔
گول گہر بانکے پور میں یہ خوبصورت عمارت بہت بلند اور گول بنی ہوئی ہے اسکو بنے ہوئے
عرصہ ہوا اسکے اوپر چڑھ کر تمام شہر پٹنہ کی کیفیت نظر آتی ہے۔
گھاٹ بنارس دریا کے کنارے گنگ کے کنارے یہ گھاٹ ایک میل سے زیادہ دور تک بہت خوبصورت
اور مضبوط بنے ہوئے ہیں اور ٹیکڑوں دو منزلہ و سہ منزلہ مکان ہر ایک وضع کے موجود ہیں اسی گھاٹ
دور دور نہیں فجر کے وقت جب بنارس کی خلقت یہاں نہاتی ہے تو عجیب کیفیت نظر آتی ہے
یہ گھاٹ مختلف اوقات میں بنارس کے مہاجن اور رئیسوں نے بنوائے ہیں۔

گھاٹ ہر دواریہ گھاٹ ہر دواریہ میں لب گنگ ہے اوپر سے ۳۴ فٹ اور نیچے سے ۸۹ فٹ چوڑا ہے پانی تک اسکی سیرسیان ۲۹ شمار کی گئی ہیں رپورٹ آرکی او جیکل سر و انڈیا واضح ہے کہ اس گھاٹ کے اوپر سے بہت آدمی ضائع ہو جاتے تھے اس سبب اسکی متصل راجہ مان سنگھ نے ایک اوگھاٹ بنوایا ہے ماہ اپریل میں جب نہان ہوتا ہے تو ہر طرف سے لاکھوں آدمی یہاں آتے ہیں ۔

گھوڑے کی قبر جیسی کہ دلی میں شیر کی قبر اور ستارا میں مولی گانو کے قریب گتے کی قبر ہے اسی طرح اگرہ سے چار کوس سکندرہ کی راہ میں سرے کاہی کے قریب گھوڑے کی قبر ہے صوت اسکی یہ ہے کہ ایک بچہ چوتھے پر گھوڑے کی ٹانگیں مورت گھوڑے کے قد کی برابر ستادہ ہے رپورٹ سنٹ آرکی اولاجیکل سر و انڈیا سے واضح ہے کہ سکندر لودھی کے عہد میں کسی سیر کا گھوڑا لڑائی میں مر گیا تھا اونے اسکی یادگار کے واسطے یہ قبر بنوادی ہے اسکے قریب ایک آدمی کی بھی قبر ہے اوسکو لوگ سائیس کی قبر کہتے ہیں ۔

گتیسوارہ دیوی گیا علاقہ بہار میں یہ مندر اس جگہ واقع ہے جہاں پہلے اسی نام کا ایک مندر تھا جنرل کننگھم صاحب کی رپورٹ سے ظاہر ہے کہ یہ مندر توڑے دنوں کا بنا ہوا ہے اس میں ڈرگا کی مورت ہمیشہ کوفچ کر رہی ہے اسکی پاس اور کئی مندر اس سے چوتھے میں ۔

باب اللام

لاٹھہ الہ اباد یہ لاٹھہ الہ اباد کے قلعہ میں نصب ہے اصل میں اسکو راجہ شو کا عرف پیا دہی نے دو سو چالیس برس پہلے عیسوی صدی سے اپنی اور لائون کے ساتھ بودہ مذہب کے احکام جاری کرنے کے واسطے بنوایا تھا جب سکندر اکتارا جم ہوا تو اونے اپنی حکومت ظاہر کرنے کو اسپر لکھوایا کہ سیرمی سلطنت ہندوستان میں نیپال سے دکھن تک اور گجرات سے آسام تک ہے پھر ہندو اع میں جب جہانگیر الہ اباد میں تخت پر بیٹھا تو اسے قلعہ میں نصب کر کے اسپر اپنے جلوس کی تاریخ کندہ کروانی اب اس لاٹھہ پر یہ تینوں تحریریں موجود ہیں اور سینکڑوں

نشانیاں اور نام لوگوں کے جیسے دہلی میں لوہی کی لاٹھ پر میں اسپر ہی کندہ ہیں جن جگہ اب یہ
 لاٹھ نصب یہاں شہ عین کپتان ایڈوارڈ ستمبر صاحب انجیر نے نصب کروائی ہے ۔
 رپورٹ آر کی اولاجیکل سروانڈیا سے واضح ہے کہ اس لاٹھ پر شہر کی صورت موافق صورت
 لاٹھ بکھر کے ٹہی تھی اب جو بد وضع صورت اسپر بنی ہوئی ہے یہ تھوڑے دنوں کی ساخت ہے
 لاکھ بکروڑ یہ لاٹھ ہی بنوائی ہوئی راجہ شوکا کی دو ہزار برس سے زیادہ پرانی ہے اور
 گیاغیہ صاحب گنج میں واقع ہے اسکی بلندی سولفٹ ہے ڈایرکٹر جنرل کننگھم صاحب
 رقمطراز ہیں کہ پہلے یہ لاٹھ بدہ گیا سے شرق دریا سے پہاگو کے پار متصل بکروڑگانو کے چوہل
 اجیا پورا کہلاتا تھا ٹوٹی پڑی تھی چنانچہ اب تک وہاں اسکے اوپر کے دو چوٹے ٹکڑے پڑے ہیں
 شہ عین چارلس بوڈوم صاحب نے وہاں سے برا ٹکڑا لاکر یہاں قائم کیا ہے ۔
 لاٹھ بھجار بہار کے پرانے قلعہ میں شمالی دروازہ سوگزن کے فاصلہ پر یہ لاٹھ بہت پختہ
 پڑی ہے اور ایک کھمبہ کے نام سے مشہور ہے اسکے قبوں کے حروف جو راجہ اشوکا اور
 راجہ کومار گپتا کے وقت کے ہیں نہایت خراب ہو گئے ہیں اور نیچے کے کتبے کا تو ایک کتبہ
 سے ٹکرا ہی نثار دہے اوپر کا کتبہ موافق کتبہ ہٹھاری کی لاٹھ کے ہے رپورٹ آر کی اولاجیکل
 سروانڈیا سے واضح ہے کہ اس لاٹھ کو بنے ہوئے دو ہزار برس سے زیادہ ہوئے
 لاٹھ ہٹھاری بنارس کے قریب جو ہٹھاری نامے جگہ ہے وہاں یہ لاٹھ اوپر سے بالکل نشا
 اور گول ایک سلی سنگ پتھر کی سطح زمین سے ۱۵ فٹ ۵ انچ بلند ہے اسکا سر اشوکا کی لاٹھوں
 کے سر کے مانند گھنٹال کی صورت بنا ہوا ہے اسکا ایک گوشہ بھلی کے صدر سے ٹوٹ گیا
 ہے اسپر ایک کتبہ ۱۹ سطر کا راجہ گپتا کا کندہ ہے رپورٹ آر کی اولاجیکل سرو
 انڈیا سے واضح ہے کہ یہ لاٹھ ایک ہزار چھ سو اٹھادون برس کی بنی ہوئی ہے ۔
 لاٹھ ہیم سین اس لاٹھ کو بکھر میں ہیم سین کا دنڈا کہتے ہیں یہ سلی اوپر سے نیچے تک
 گول اور جلا کی ہوئی ایک مکان کے صحن میں ۱۸ فٹ بلند ہے اسکے سر پر ٹھیک اوٹھیک

شیر کی صورت شیر کی برابر موندہ کہو لے بیٹی ہے جنرل کشمیر صاحب کی تحقیقات سے واضح ہے کہ یہ لائٹ چودہ فٹ زیادہ زمین میں گری ہوئی ہے اسپر کوئی کتبہ کندہ نہیں جس سے ثابت ہو کہ کسی بنائی مگر اسکی وضع بالکل راجہ اشوکا کی لائٹوں سے متی ہوئی ہے ۔

لاٹھریوٹ شہر ہوباقلمند میں من ساگر کے قرب یہ لائٹ ایک مندر کے روبرو واقع ہے اور سطح زمین سے ۱۸ فٹ بلند ہے نیچے سے یہ لائٹ پونے دو فٹ مربع سطح پر اور اوپر سے گول بنت کار ہے اسکے چاروں طرف چار شیر کے سر بہت خوشما کندہ ہیں اونکی گردنوں میں زنجیریں اور گنتالین بنائی ہیں ضرورت کے وقت لوگ اسپر روشنی کے واسطے چراغ بکھرتے ہیں اس سے اسکا نام دیوٹ اور دین شہر ہے اسپر کوئی تحریر نہیں ہے رپورٹ آرکی اولاجیکل سروے انڈیا میں سکواٹس مندر کے ساتھ کی تعمیر لائٹا جو اسکے قرب واقع ہے ۔ لائٹ سنکیسا سنی پورا اور فچپور کے درمیان چوسکیسا شہر تھا اور اب گاندو گیا ہے وہاں بساری دیوی کے مندر سے چار سو فٹ شمال صرف اس لائٹ کا سر پرا ہوا ہے کچھ تپا نہیں کہ وہ کہاں گئی اور کیا ہوئی اس لائٹ کے سر پر ایک ہاتی کی صورت بہت خوبصورت بنی ہوئی ہے لیکن اسکی دم اور سونڈ مندر دے آرکی اولاجیکل سروے انڈیا رپورٹ سے ثابت ہے کہ اس لائٹ کو راجہ اشوکا نے دہائی سو برس پہلے عیسوی صدی سے بنوایا تھا لائٹ کوٹری پونا سے احمد نگر کو جاتے ہوئے گوڑی گانو کے قرب یہ سیاہ پتھر کی لائٹ خوب جلا کی ہوئی ۲۵ فٹ بلند اور میدان میں نصب ہے اسکے دونوں کتوں میں جو زبان انگریزی اور مرٹی میں کندہ ہیں اوس لٹائی کا حال لکھا ہوا ہے جو ششہ عم میں سرکار انگریزی اور مرہون کے درمیان ہوئی تھی ۔

لائٹ کوٹھی الہ آباد سے ۳۰ میل دریاے جمن کے کنارہ کھنڈرات کوٹھی میں یہ لائٹ راجہ اشوکا کی بنوائی ہوئی ہے اوسنے دہائی سو برس قبل عیسوی صدی کے جہان نصب کروائی تھی اب اسکورام چٹری اور بہیم سین کاڈنڈا کہتے ہیں رپورٹ آرکی اولاجیکل سروے انڈیا

سے ثابت ہے کہ پہلے یہ لاٹھ ۳۴ فٹ بلندی اب ٹوٹ جانے اور ٹیلے میں دب جانے سے
 ۴۴ فٹ رہ گئی ہے اسکے دو ٹوٹے ہوئے ٹکڑے ہی اسکے پاس پڑے ہیں اور ان میں سے ایک
 ۴ فٹ ۶ انچہ اور دوسرا ۲ فٹ ۱۱ انچہ لمبا ہے رپورٹ ار کی اولاجیکل سروائیڈیا
 سے واضح ہے کہ جقدر یہ لاٹھ باہر دکھائی دیتی ہے اسقدر یعنی ۴۴ فٹ زمین میں گڑھی ہوئی
 ہے اسکو ٹوٹے ہوئے پچاس برس سے زیادہ ہوئے اسکا کتبہ ایک ہزار چھ سو اٹھاون برس
 کا یعنی راجہ گپتا کا کندہ کروایا ہوا ہے اسکی وضع الہ آباد کی لاٹھ سے بہت ملتی ہے ۔
 لاٹھ کھنڈ کو گورکھ پور سے ۶۶ میل جانب جنوب مشرق اور کوکھنڈ سے ۶۱ میل
 جنوب رخ کہا تو کانوین ایک مندر کے ٹیلے کے سامنے یہ سلی نیچے سے اوپر تک ہو رہی
 ڈنگ کے پتھر کی بہت خوش وضع بنی ہوئی ہے اور سطح زمین سے ۲۴ فٹ ۳ انچہ بلندی
 پہلے جب اسپر کٹھی یہ صورت ہوگی تو اسکی بلندی ۲۴ فٹ ۳ انچہ سے کم ہوگی کلسی یا صورت کے
 ہونے کی دلیل یہ ہے کہ اسٹک اسکے سر پر ایک کیل گڑھی ہوئی ہے سطح زمین سے یہ لاٹھ
 ساڑھے چار فٹ کی بلندی تک ایک فٹ ۱۰ انچہ مربع ہے اور اس مقام سے چھ فٹ
 ۳ انچہ اوپر کوہشت پہل ہے اور پھر پانچ فٹ ساڑھے دس انچہ سولہ پہل بنی ہوئی ہے
 اسکے اوپر دو فٹ ڈیڑھ انچہ دور اور پھر ۹ انچہ کی بلندی جو ۸ انچہ مربع ہے اوہیں خوبصورت
 نسبت کا کام ہے اسکے اوپر ساڑھے چار انچہ کی بلندی تک گول اور اوپر ڈھائی فٹ لمبی گھنڈ
 بنی ہوئی ہے اور اوپر مربع سر نعل کلس کے چار فٹ ساڑھے چار انچہ اونچا ہے اس میں چاروں
 طرف طاقون کے اندر ایک ایک صورت ننگی عورت کی کھڑی ہے سب نیچے کا جزو جو بل
 ہے اسکے شمال و یہ طاقچہ میں ایک اور بڑی ننگی صورت کھڑی ہے اسکے ہاتھ گھنٹوں سے
 بہت نیچے لٹکے ہوئے ہیں اور سچے سات سر کا سانپ گنڈ کی مارے چتر کر رہا ہے
 اس صورت کے روبرو دو اور چھوٹی صورتیں ہیں ایک مرد اور دوسری عورت ہے یہ گھنٹے
 ٹیکے ہوئے اسکو کچھ نذر دکھا رہے ہیں اس لاٹھ پر ایک بارہ سطر کا کتبہ گپتا کے حرف میں کندہ

ہے اور سولہ سو اٹھاون برس سے زیادہ پرانے ہے جنرل کنگھم صاحب تحریر فرماتے ہیں
کہ اس کتبہ میں اندر مدر کی صورتیں بنائے جانے کا حال لکھا ہوا ہے ۔
لاٹھی گوالیار قلعہ گوالیار میں مندر ساس بہو کے سامنے یہ لائٹہ سطح زمین سے ساڑھے
۷ فٹ بلند ہے اسکا قطر نیچے سے دو فٹ اور اوپر سے ڈیڑھ فٹ ہے اسکے کتبہ میں
جواب بوسیدہ ہو گیا ہے لکھا ہوا ہے کہ یہ مندر راجہ اہی بال نے تعمیر کروایا اس وجہ سے
صاف ظاہر ہے کہ یہ لائٹہ صرف مندر کی تاریخ تعمیر کے واسطے لٹنہ مین بنی تھی
لائٹہ گوریا راج حاجی پور سے ۲۰ میل اور کیریا سے ۲۰ میل جانب شمال مغرب گوریا راج
گانو میں یہ لائٹہ اوپر سے نیچے تک ایک سلی زردی مائل پتھر کی سطح زمین سے ساڑھے ۶ فٹ
بلند ہے باہر کیساں مدور و صفا ہے اور جس قدر کہ زمین کے اندر دبی ہوئی ہے وہ ناہموار اور
کھردری ہے اسپر ہی صورت بنی ہوئی تھی اسکو بنے ہوئے دو ہزار برس سے زیادہ ہوئے
جنرل کنگھم صاحب نے اسکا وزن ایک ہزار چالیس من لکھا ہے اسکے اوپر راجہ اشوکا کا
کتبہ چارہ سطر کا جانب شمال اور ۳۳ سطر کا جانب جنوب کندہ ہے ۔
لائٹہ ناوند گڈہ یہ لائٹہ ٹینڈ سے جانب شمال گوریا ناوند گڈہ کے قریب شرک اعظم کے
نیچے نصب ہے اسکی خوبصورتی اور تراکت قابل تعریف ہے اسکی اوپر شیر کی صورت
اصلی شیر کے برابر نما لرویدہ موندہ کہولے بیٹی ہے اور ایک جانب راجہ اشوکا کا کتبہ دو ہزار برس
سے زیادہ کا کندہ ہے سطح زمین سے یہ لائٹہ ۳۲ فٹ ساڑھے نو انچہ بلند ہے اسکا سر جو فٹ
۱۰ انچہ لمبا گنٹال کی صورت بنا ہوا ہے اوپر ایک بیٹیک اور ٹھیک پر شیر کی صورت بیٹی ہے یہاں
ہندو اس لائٹہ کو ہم لڑی کہتے ہیں اور راجہ ہیم پانڈو جاکر اسکی پوجہ کرتے ہیں ۔
لاٹھی ہتیا وہ دیو گانو سے ۱۲ میل بنارس اور غلم گڈہ کے درمیان ہتیا وہ مال کے
پچ میں یہ لائٹہ ۱۲ فٹ ۱۰ انچہ بلند بنی ہوئی ہے اسکا قطر نیچے اور اوپر کیساں اٹھ ساڑھے پانچ
انچہ ہے جنرل کنگھم صاحب بہادر کی رپورٹ سے واضح ہے کہ اسکے کتبہ میں یہ لکھا ہے

اس لائٹہ کو
پانچ سو برس سے
شمال مغرب کی
طرف ایک ہائی
کی صورت ہوتی
ہے پانچ سو برس
۱۰ فٹ ۱۰ انچہ
دیو گانو سے

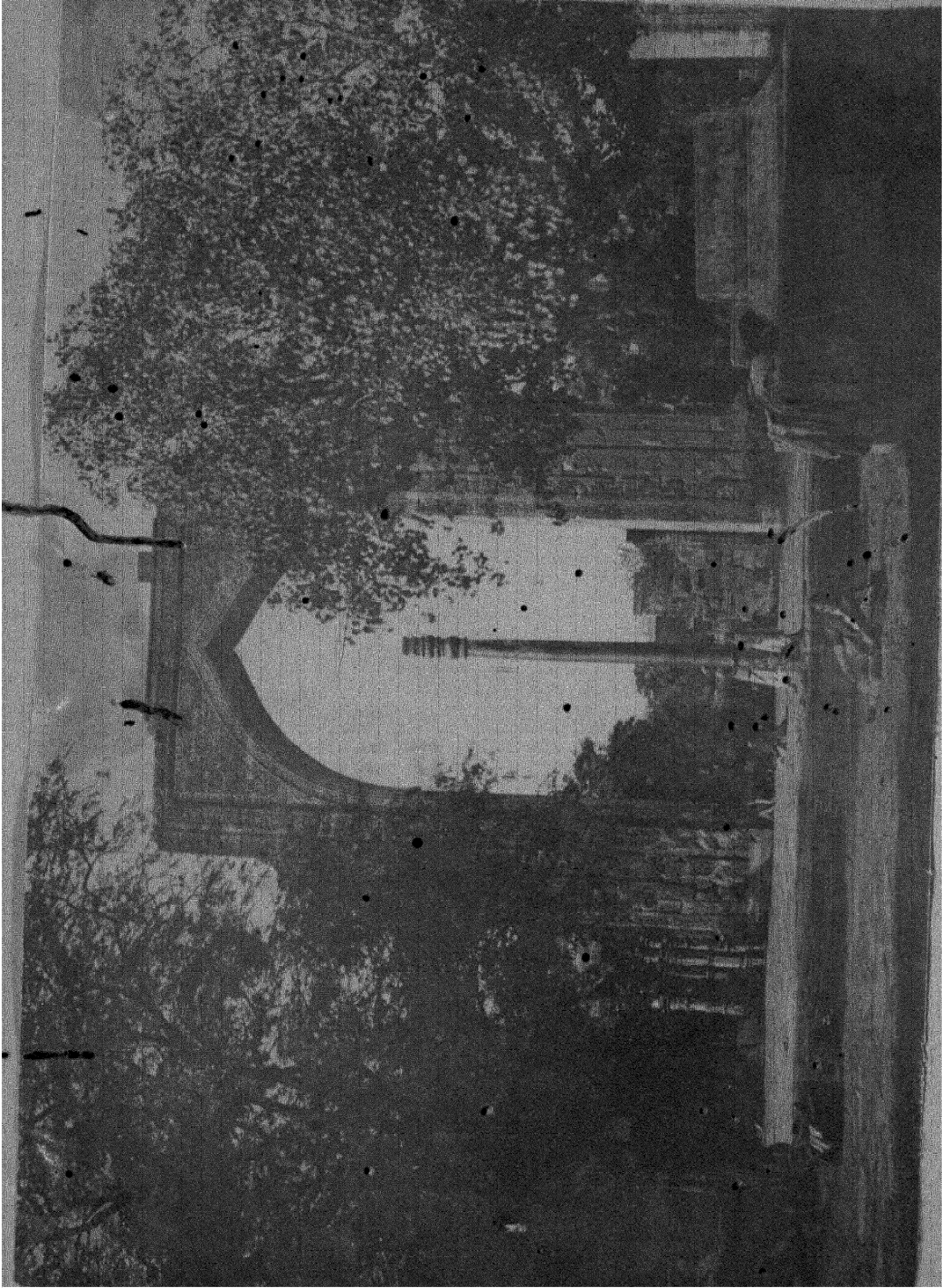
کہ یہ محل بلان تھا کہ گوسالہ دیوی راجہ گوند کی رانی اور چندا دیوا وغیرہ نے پانچویں اسادہ سمت ۱۲
کراجیت مطابق ششہام کو بنوایا تھا ۰

لاکھٹ سنومان پری علاقہ اور یہ میں جگناتھ کے مندر کے قریب یہ سولہ پہلو کی خوبصورت
لاٹھ ایک تہر کی ۳۵ فٹ بند ہے اسکے سرر نشگاہ ہی و سپر ٹون کی مورث نبی ہوئی ہے
کو زامانی تھا لوجی سے واضح ہے کہ یہ لاٹھ جگناتھ کے مندر کے ساتھ ششہام میں
راجہ انگ بہیم دیو نے بنوائی تھی سولہ پہلو کی تراش سے یہ لاٹھ بہت خوبصورت معلوم ہوتی ہے
لال بانگ میور میں سرنگا پانام یا سرنگ پن کے جنوب میں یہ عمارت بارہ دری کی
صورت حیدر علی اور شیو سلطان کا قبر ہے جب ۷ دسمبر ششہام کو حیدر علی فوت ہوا تو
اوسکے بیٹے شیو سلطان نے یہ مقبرہ بنوایا اس میں سنگ سیاہ کے ستون بہت عمدہ اور نازک
لگے ہوئے ہیں بہت تراشیدگی کا بیان ہے کہ بعد وفات شیو سلطان ہی اسی مقبرہ میں مدفون ہو
لال برج یہ خوشنما برج زیر فیصل احمد آباد واقع ہے اور مانگ برج کے نام سے مشہور ہے
اسکے کنوین رٹ چٹنا ہے اسکے ذریعہ چیلانہ کے حوض میں پانی جاتا ہے ہندیک
اف مرے سے ثابت ہے کہ جب ششہام میں احمد شاہ نے شہر احمد آباد بنوایا شروع کیا
تو اول تہر اوسکی بنیاد کا اپنے ہاتھ سے اسی جگہ رکھا تھا اس وجہ سے یہ برج بطور یادگار
فیصل کے ساتھ تعمیر ہوا تھا ۰

لال بنگلہ یہ لال کوہ شاہ عالم کی ماں کا مقبرہ ہے شاہ عالم نے شاہ جہان آباد کے جنوب کو
پرنے فتح اور عو ب سرائے کے درمیان جہان قبرستان ہے ششہام میں تعمیر کرایا تھا اسکے
لال بنگلہ مشہور ہونے کی دو وجہیں اول یہ کہ اس میں لالی کوہ دفن ہے دویم یہ عمارت لال تہر
کی ہے اسکے قریب ایک گنبد اور دو مجر میں مولوی سید احمد خان صاحب نے لکھا ہے
کہ گنبد میں بیگم جان کی قبر اور مجرون میں فتح آبادی بیگم اور مبارک بیگم اور مرزا بلاتی کی قبریں ہیں دونو
مجدون کو صاحب در شاہ ثانی نے بنوایا تھا ۰

لال دروازہ یہ شیر شاہ کی دلی کا کابلی دروازہ ہے اور شاہ جہان آباد کے دہلی دروازہ سے جنوب رخ جیلانہ کے قریب سنگ سرخ و سنگ نار سے بنا ہوا ہے اسکے اوپر اور مکان بھی ہیں مگر اب وہ بالکل شکستہ حال ہیں مولوی سید احمد خان صاحب نے اسکو تسمیہ ام کا بنا ہوا لکھا ہے لال کوٹ یہ بہت نامی اور پرانا قلعہ ہے جسکو انگ پال ثانی نے سنہ ۱۷۱۱ء میں بنوایا تھا یہ عمارت دہلی سے جنوب رخ قلب صاحب کی بنیاد سے توڑی دور سما پڑی ہے اسکا دور سوا دو میل ہے اسکی فصیل نیچے سے ۱۸ اور ۳۰ فٹ کے آثار سے نہایت مضبوط بنی ہوئی ہے اور موافق قلعہ تعلق آباد کے خندق کی تر ہے ۶۰ فٹ بلند ہے اسکے گرداشی اسٹی فٹ کے تفاوت سے ۴۵ برج تیس فٹ بلند ہیں اونکا قطر ۶۰ فٹ سے ۱۰۰ فٹ تک ہے اور دو برج جو جنوب شمال فتح برج اور سوہن برج کے نام سے مشہور ہیں اونکا قطر اور ہی زیادہ ہے بڑا دروازہ اس قلعہ کا بالکل ٹھیکہ پڑا ہے اور یہ ۷۰ فٹ چوڑا ہے پہلے برجیت دروازہ کے نام سے مشہور تھا ۱۷۳۱ء میں جب سلطان نے تو اور ہونگے کا نام غزین دروازہ رکھا اس کوٹ کو راجا سنگ پالی نے تعمیر کروایا تھا جب رائے شہ پور نے اپنے عہد حکومت میں اسکی شمال غرب کی طرف قلعہ بنا لیا تو یہ دو سکا شہر بن گیا جنرل الگرنڈر کننگھم صاحب رقم فرماتے ہیں کہ لال کوٹ مع قلعہ رائے شہ پور کے شاہ جہان آباد نصف ہے لو ماشی شہی بہار میں گیا ہے ۱۶ میل شمال رخ جو برابر پہاڑ ہے وہاں یہ ایک فارسانا عمار کی صورت بنا ہوا ہے اسکا دوسرا درجہ جو گول ہے مکمل رہ گیا ہے اسکی دروازہ پر کتیا حروف کا کتبہ ہے لوسی کی لاٹھہ یہ نہایت عجیب و غریب لوسی کی ڈھلی ہوئی ٹھوس لاٹھہ شاہ جہان آباد سے اسیل مسجد قوۃ الاسلام کے صحن میں نصب ہے اسکی بلندی ۲۲ فٹ ہے سارے صحن فٹ تو کبھوری اور ۱۵ فٹ یکساں مدور اور ہموار ہے اور ساتھ ہی تین فٹ بلندی پر خوبصورت بنت کار بنا ہوا اسکا وزن چار سو چہتر من ہے رپورٹ آرکی اولاجیکل مسز و سکا نڈیا میں لکھا ہے کہ جس قدر یہ لاٹھہ زمین کے باہر ہے اوس سے زیادہ زمین کے اندر گڑھی ہوئی ہے اسکے اوپر کئی کتبے اور نشان کندہ ہیں سب سے پہلا کتبہ جسکی ۶ سطریں سنسکرت خط کی ہیں سنہ ۱۷۱۱ء میں

لال دروازہ کا
نام اس وجہ سے
رہا کی کہ اسی دروازہ
میں غزین کی
فتح برج اور سوہن
برج ہیں



موسیقی کی لائسنس

راجہ تھورانے اپنے نصب کرتے وقت کندہ کر لیا ہے اس میں احوال فتح راجہ دہارا کا لکھا ہے
 اس قلعہ کی رو سے اگر مورخین نے تسلیم کیا ہے کہ یہ پہلی راجہ دہارا کی بنوائی ہوئی ہے
 اور اٹھ سو پچانوے سال پہلے عیسوی صدی کے بنی تھی اٹار اٹھنا وید سے منکشف ہے
 کہ اس پر راجہ دہارا کا کتبہ ہونے کی یہ وجہ ہے کہ اس کے عہد میں لکھتے اور پڑھنے کا
 رواج نہ تھا اس لہذا میں کچھ نقص نہیں آیا تھا مگر نادر شاہ کے گولہ مارنے سے ایک بار کھال
 اگیا ہے پھول لہون کی سیر کے ایام میں جب یہاں خلعت آتی ہے تو اکثر جوان یا راجہ
 باہم یہ خوشطبعی کیا کرتے ہیں کہ جسکی کوئی میں یہ لٹا ہے آجوں سے وہ حلالی ورنہ حرامی ہے *

باب المیم

ماتا دیوی یہ چوٹی سی مربع عمارت قلعہ گویا میں سورج کندہ کے شرق جنوب کے بہت پرانا
 ایک مندر ہے کتبہ ہونے سے تاریخ تعمیر صحیح نہیں معلوم ہوتی اسکی افندہ رنگالی ایک درت
 اٹھ ہاتھ کی بانا کے نام سے مشہور ہے *

ماگر درج اندورا اور گویا کے درمیان کھنڈا نامی قصبہ میں یہ تھی کا مندر اور مشہور ہے
 بلند بنا ہوا ہے رپورٹ ار کی اولاجیکل سر و انڈیا میں لکھا ہے کہ یہ عمارت رانی
 اریا کا دیوی راجہ دہارا کی یادگار ہے وہ گیارہویں یا سارہ ہمت اکبراجیت مطابق
 سولہ اع کو یہاں سنی ہوئی تھی یہ احوال اسکی کتبہ میں کندہ ہے اور یہ برجی ماگر درج کے نام سے
 مشہور ہے *

مان انگنی کنتہ ابو کے پہاڑ پر مانا کے قریب یہ کندہ سوفٹ لبا اور دو سو چالیس فٹ
 چھڑا پہاڑ میں بنا ہوا ہے رادمان کی سادہ اور ادی پال کا مندر کے متصل واقع ہے
 اور اس سے تھوڑی دور آگے جو پانڈون کے پانچ مندر تھے وہ اب کھنڈ ہو گئے ہیں
 مان مندر قلعہ گویا میں یہ محل مع سردخانہ دو منزلی بنا ہے اور چھٹ مندر کھلا
 ہے یہ ہندوئی وضع کی بہت خوشطبع عمارت سوفٹ کے قریب بند ہے برج اور جالیوں کے

بحث یہ عمارت زیادہ خوشنما ہے اسکا طول تین سو ساٹھ فٹ اور عرض ایک سو ساٹھ فٹ ہے چھت بندر کے نام سے مشہور ہونے کی یہ وجہ ہے کہ پہلے اسپر نقاشی کی ہوئی تھی اور اسکے اندر تانبے کی چت بڑی ہوئی تھی رپوٹ آر کی اولاجیل سروے انڈیا سے ظاہر ہے کہ یہ محل راجہ مان سنگھ کا بنوایا ہوا ہے ۛ

مایا دیوی یہ مندر ہر دوڑ میں گھاٹ کے قریب بہت بڑا اور پرانا ہے اسکے مورت تین سو اور چار ہاتھ والی مہیشور کو ذبح کر رہی ہے اسکے چھپے شیو کی مورت ہے اور مندر کے باہر سنگ سے جسٹریل لکڑی کے سنگھم صاحب نے لکھا ہے کہ نیگیں مندر راہہ سو برس کا بنا ہوا ہے اور اسکی مورت جو مایا دیوی کے نام سے مشہور ہے وہ اسکے بعد کی بنی ہوئی ہے مبارک منزل یہ مندر عمارت جسکی اصلی میٹ اب نہیں رہی اگرہ میں دفتر پرست کے نام سے مشہور ہے اسکے اوپر بہت پہلے برج اور کونوں پر چار برجیاں ہیں اسکی ہر منزل کے بیچ میں ایک بڑا مکان اور گرد نیگیں غلام گردش تو نڈا بنی ہوئی ہے سب سے نیچے کا مکان بہت بڑا ایک سو اکثر فٹ لمبا اور چوراسی فٹ چوڑا ہے رپوٹ آر کی اولاجیل سروے انڈیا سے ظاہر ہے کہ جب اوڑنگ زیب اپنے بہائی داراشکوہ کو ساموں گدہ اور فتح آباد کے دریاں شکست دیکر یہاں آیا تھا تو اس عمارت کے بنانے کا حکم دیا تھا ۛ

مجر جہان آرا بیگم دہلی سے تین میل بائیں جنوب درگاہ حضرت نظام الدین اویانین یہ نہایت خوبصورت چھوٹی سی جایدار عمارت سنگ مرمر سفید سے بنائی ہے اسکے وسط میں تعویذ مقدسہ کا راور مجلا نہایت نفیس بنا ہوا ہے یہ مدفن جہان آرا بیگم شاہجہان کی بیٹی کا ہے آثارالصنادید سے واضح ہے کہ اس مجر کو خود جہان آرا بیگم نے اپنے ایام حیات ۱۶۷۸ء میں تعمیر کرایا تھا ۛ

مجر شاہ عالم بہادر شاہ یر سنگ مرمر کا مجر درگاہ قطب صاحب میں مورتی مسجد کے قریب شاہ عالم بہادر شاہ کا مدفن ایک سو پینسٹھ برس کا بنا ہوا ہے اس میں سوائے قبر

شاہ عالم بہادر شاہ کے اور یہی سنگ مرمر کی قبرین میں چنانچہ ایک تو سلطان عادل گوہر کی قبر ہے جو ۱۱۳۵ھ میں فوت ہوا اور ایک اکبر شاہ ثانی کا فرار ہے جنہوں نے ۱۵۵۶ھ میں وفات پائی اب یہ مجرمست طلب ہے۔ کتبہ ہی پر موجود ہے۔

مجرم محمد شاہ یہ نہایت نازک اور سنگ مرمر سفید کی چھٹی سی پاکیزہ عمارت دہلی سے خوب رخ درگاہ حضرت نظام الدین میں مجر جہان آرا بیگم کے برابر واقع ہے اسکا دروازہ بہت خوبصورت محرابدار بنا ہوا ہے اس کے کوڑا مسلم سنگ مرمر کے نہایت عمدہ نسبت کار میں اور اونکی چولین برنجی من آثار الصنادید سے ثابت ہے کہ ۱۱۳۵ھ میں اس بادشاہ کی وفات کے بعد یہ مجر تعمیر ہوا تھا اس میں سوائے تعویذ مرقد محمد شاہ کے کسی اور سنگ مرمر سفید کی کذہ کار قبریں انکی بیگم اور مرزا جگر داد مرزا عاشوری وغیرہ شاہزادوں کی موجود ہیں۔

مجر مرزا صاحب انگیر یہ بے نظیر اور عمدہ مجر درگاہ مذکورہ بالا میں نہایت خوبصورت جالیوں سے بنا ہوا ہے اسکا دروازہ بہت خوبصورت محرابدار بنا ہوا ہے اس میں ہی سنگ مرمر کی سلون کے دو کوڑا مثل مجر محمد شاہ کے لگے ہوئے من آثار الصنادید سے ظاہر ہے کہ اس مجر کو ممتاز محل محمد اکبر شاہ کی بیگم نے ۱۱۳۵ھ میں تعمیر کرایا تھا۔

محل ہولی ہٹیاری یہ چونہ گج کی عمارت دہلی سے جانب جنوب درگاہ حضرت سید حسن رسول سے تھوڑی دور مع ایک بند کے منہدم پڑی ہے آثار الصنادید میں لکھا ہے کہ فیروز شاہ نے ۱۱۳۵ھ میں تعمیر کرائی تھی و تسمیہ کی نسبت مولوی سید احمد خان صاحب کہتے ہیں کہ اس میں ایک شخص بوعلی بھی رہتا تھا لوگوں نے بگاڑ کر اسکا نام ہولی ہٹیاری کا محل مشہور کر دیا ہے اسادہ کے مہینے میں پورنا مٹی کو یہاں پون پر چا کا میلا ہوتا ہے برہمن جنڈیان گاڑ کر ہوا دیکھتے ہیں اور اس روز کی ہوا پر سال آئندہ کی فصل کے آثار برائی ہلانی پر محمول کرتے ہیں۔

محل بونڈی یہ خوبصورت اور خوشو وضع محل جسکی تفصیل بہت بلند ہی ہوئی ہے بونڈی علاقہ جہان میں ایک پہاڑی پر جو دوسل لہی اور ایک میل چوڑی ہے واقع ہے پہاڑی کے دائیں بائیں جو

دو فیضان جنوب اور شمال سے اگر شہر کے نیچے مل گئی ہیں تو عجیب رونق ہو گئی ہے شمالی ندی
 ڈیرہ میل لمبی اور ادھیل چوڑی ہے اس کے کنارہ پر چند چتر پان راجہ بونڈی کے خاندان کی
 بنی ہوئی ہیں اس محل کی عمارت اووے پور کی عمارتوں کے موافق ہے اس کے اندر کے مکان
 دربار کا مکان بہت عمدہ بنا ہوا ہے اصل میں ریاست بونڈی کو ہر راجہ نے چودہویں صدی
 عیسوی میں آباد کیا تھا دو سو برس تک یہ ریاست خوب رونق پر رہی ۱۷۵۷ء میں جب اسکے
 دو حصے ہوئے یعنی کوٹہ کی ریاست الگ ہو گئی تو وہ بات ندی فرگتہ پر کچر سک آر کی
 کچر ہندوستان میں لکھا ہے کہ یہ محل ڈیرہ سو برس کا بنا ہوا ہے *

محل جیل او دیو پور یہ عمارت او دیو پور کی جیل میں بیکرنگ سنگ مرمر کی بنی ہوئی ہے اور شل
 تاج گنج اکبر آباد باغ کے اندر واقع ہے اسکے اندر نمازگاہ کے پتھروں سے نہایت عمدہ
 بچی کاری اور نقاشی کی ہے پانی کے بیچ میں واقع ہونے سے اسکے مکان اور برج اتنی خوشنما
 ہیں کہ کوئی جگہ اسکی برابر خیال میں نہیں آتی انڈیا اینٹیشنٹ اینڈ موڈرن بائی کے سے
 نقل ہے کہ یہ نایاب عمارت ۱۷۳۳ء میں راجہ جگت سنگھ ثانی نے بنوائی تھی *

محل راجہ پرمل مہو با علاقہ بونڈی لکھنڈ میں یہ مکان راجہ پرمل کا تھانہ تھا اسکے غرب میں سلمانوں
 ایک دیوار مع طاق اور ممبر کے بنا کر اسکو مسجد بنا لیا ہے یہ سہ گہ سوات در کا دالان ۸۰ فٹ
 لمبا اور ۲ فٹ چوڑا ہے زیر قف ۲۴ چوہل اور کڑھ کارتوں ہندوانی قطع کے بارہ بارہ فٹ لمبے
 لگے ہوئے ہیں بموجب بیان رپورٹ آر کی اولاج چکل سروے انڈیا کے اس عمارت
 کو ۱۷۵۷ء یعنی سن ۱۱۸۰ بکر اجیت میں راجہ پرمل خدیل نے بنوایا تھا *

محل رام باغ امرتسر میں سرے دربار صاحب تھوڑی دور رام باغ کے اندر یہ محل مع چار
 اور خندق کے بہت عمدہ و دلکش عمارت ہے مک گرگیز ہسٹری آف ویلکس سے
 واضح ہے کہ جب ہمارا جہ بخت سنگ لاکھور سے امرتسر میں تشریف لاتے تھے تو اسی مکان
 میں قیام کرتے تھے *

محل تہاس بہار میں قلعہ تہاس سے چذیل اکبر دور سے اوپر کو یہ عمارت سنگ خارا کی
 بنی ہوئی ہے مگر اب کھنڈر ہو گئی ہے اسکی چت جمین بڑی بڑی ٹویان لگی ہوئی ہیں سنگ خارا
 کے ستونوں پر بنی ہے اسکا ایک دروازہ خوبصورت اور بڑا ہے جگلی اور خود رو در خون کی
 وہ کثرت ہوئی کہ ڈاکٹر ہو کر صاحب کے قول کے بموجب یہاں جاتے ہونے جان کا اندیشہ
 اس محل کو راجہ روہت نے اپنے قلعہ کے ساتھ بنوایا تھا کچھ عمارت اوپر بعد کی بھی بنی ہوئی ہے
 محل ستارا یہ محل بھی احاطہ میں شہر ستارا سے جنوب کو واقع ہے اسکی عمارت جل مندر
 کی عمارت سے بہت کم ہے مرے صاحب نے اسکو قلعہ ستارا سے بعد کا بنا ہوا لکھا ہے
 محل کوکئی رنو دین جو جہانسی اور کونا کے درمیان واقع ہے یہ دو منزلہ عمارت ہندو افی
 طرز کی بہت پرانی ۱۲ فٹ بلند ہے بائیں چونا نہیں لگا ہے مگر پھر ہی تہی مضبوط ہے کہ
 اسکے استحکام کی تعریف نہیں ہو سکتی اسکا طول ۸۸ فٹ اور عرض ۳۴ فٹ ہے ہر دو جانب
 غلام گردشوں میں چار چار چوہل ستون لگے ہوئے ہیں اور نیچے کی تہ میں اندر جانے کے واسطے
 دونوں طرف ایک ایک مربع دروازہ ہے میں ویسا دروازوں کے روشندان بنا دیئے ہیں
 دائیں جانب ایک مربع عمارت ہے اوسمیں اوپر جانیکا زینہ بنا ہوا ہے اس محل میں بہت
 بڑی بڑی ٹویان لگی ہوئی ہیں رپورٹ ارکی اولاجیکل سروے انڈیا سے واضح ہے
 کہ اس عمارت کو بنے ہوئے نو سو برس کا عرصہ ہوا یہاں ایک اسی وقت کی باولی اور
 ایک تالاب ہے تالاب کو گھاسی تال اور باولی کو بہانلی باولی کہتے ہیں
 محل مرشد آباد مرشد آباد میں یہ محل ایک عمدہ عمارت ہے آرائش محفل سے ثابت ہے
 کہ شاہ عالم نواب سراج الدولہ صوبہ دارنگالہ نے یہ محل بنوایا تھا اتک میں کو نقص نہیں آیا ہے
 مخدوم کند بہار میں راجگیر کے قریب یہ کند سب کندوں بڑا اور خوبصورت پہاڑ کے نیچے
 ہے اور لوگ اسکو مخدوم صاحب کا بنوایا ہوا جانتے ہیں مگر اصل میں ہندوں کا بنوایا ہے
 جنرل سنگھم صاحب نے اسکا پہلا نام سرنجی کند لکھا ہے لیکن مخدوم صاحب کے یہاں دفن ہونے

اس عمارت کو
 مرشد آباد میں
 مرشد آباد میں
 مرشد آباد میں
 مرشد آباد میں

اسکا نام مخدوم کند ہو گیا ہے :

مداری مہوبا علاقہ بونڈیلکنڈ میں مذکور ہے۔ اس کے فاصلہ پر جاب شمال
یہ بہت بڑے اور پرانے مندر کا کہند ہے۔ زمین کوشن کی پوجا ہوتی تھی یہ ایک سو ساٹھ فٹ
سے ۵۰ فٹ مربع ہے رپورٹ ار کی اولاجیکل سروے انڈیا سے منکشف ہے
کہ اس مندر کے تین دروازے تھے اور ہر دروازہ کے روبرو تاتی کی مورتن مع جہولون
کے کھڑی تھیں چنانچہ پانچ مورتن تو اب تک کہند کے قریب پڑی ہوئی ہیں مگر اونکی پانو اور
سوڈین مذکور ہیں اس مندر کو راجہ مڈاوار مانے دن ساگر کے ساتھ ۱۲۷۷ء اور ۱۲۷۸ء
کے درمیان تعمیر کرایا تھا :

مدر شیخ علی تھانیس علاقہ پنجاب میں درگاہ شیخ علی کے قریب یہ مدرسہ جو ایک سو
۴۰ فٹ مربع ہے مندر توڑ کر بنا یا گیا ہے اسکے ہر طرف نو دروازے اور جاب شرق دروازہ مع
شیر پھون کے بہت بڑا بنا ہوا ہے اس عمارت میں تمام ستون ہندوانی طرح کے لگے ہوئے
ہیں جب سکھوں نے زور پایا اور درگاہ شیخ علی کو مندر مقرر کیا تو اس مکان میں گزرتہ رہا تھا
اب یہ عمارت مرمت طلب ہے رپورٹ ار کی اولاجیکل سروے انڈیا سے منکشف ہے
کہ اس مدرسہ کو ۱۲۷۷ء میں ڈاڑا سکھ نے تعمیر کرایا تھا :

مدن ساگر یہ تال مہوبا علاقہ بونڈیلکنڈ میں واقع ہے جنرل الگرنڈر ہم صاحب نے اسکا
تین میل کا کہا ہے اسکے غرب کو پہاڑ اور شمال کو پرانے قلعہ کی طرف گھاٹ اور مندر ہیں
اس تال کو راجہ مڈاوار مانے ۱۲۷۷ء اور ۱۲۷۸ء کے درمیان بنوایا تھا :

مرتنگ صاحب دیوی سنگھ مندر کھجورادین راجندر کے مندر سے ۳۰ فٹ جنوب کو باہر
سے ۳۵ فٹ اور اندر سے ساڑھے ۴۴ فٹ مربع بنا ہوا ہے اسکا دروازہ نہایت خوبصورت
ہے اس میں ہندو کے سوا کسی اور مذہب کے آدمی کو نہیں جانے دیتے اس وجہ سے
اندر کا حال معمول رہا :

مسجد شیشہ پہلے جو بنارس کے مندرون میں سب سے بڑا پیشتر ناتھ کاندھرتھا مخمیا پونے
دوسو برس کا عرصہ ہوا کہ اوزنگ زیر عالمگیر نے اسکی مسجد بنا دی ہے لوگوں میں اسکا نام شیشہ
کی مسجد شہود ہے یہ عمارت سنگن اور پرائی نبی ہوئی ہے مگر اور مسجدوں کے موافق اسکی نماشیں نہیں معلوم ہوتی
مسجد نبی دہلی دروازہ احمد آباد کے باہر یہ مسجد بنوائی ہوئی ملک بہاوالدین عماد الملک وزیر
عمود شاہ بیکرہ کی ہے اور احمد آباد میں یہی ایک مسجد سی ہے کہ حسین ہندون کی عمارت کا پتہ
یا مصالح نہیں لگا اسین سات نارین تہین سب ششہ ام میں پہونچال کے صدر ہے گر پرین
اب انکے قتل نشان رکھتے ہیں منڈیک اف مرے سے واضح ہے کہ یہ مسجد ششہ ہجری
میں تعمیر ہوئی تھی چنانچہ اسکی پشانی پر کتبہ کندہ ہے *

مسجد یکم پور دہلی سے تہوری دور موضع یکم پور میں یہ چونہ گچ کی مسجد بنوائی ہوئی خان جہان
فیروز شاہی کی ہے ششہ ام میں اونسے اپنی اور مسجدوں کے ساتھ بنوائی تھی یہ مسجد کٹر کی کی
مسجد سے زیادہ خوبصورت ہے اور دروازہ بھی مع شیر ہیون کے بہت خوش وضع بنا ہوا ہے
اسکے پاس کے مقبرہ کو مولوی سید محمد خان صاحب نے کسی شخص شیخ فرید کا بنوایا ہوا لکھا ہے
مسجد پر انا قلعہ شاہ جہان آباد سے جنوب کو پرانے قلعہ کے اندر یہ عالیشان مسجد سنگ خارا
کی بنی ہوئی ہے اور تمام محرابوں اور طاقوں میں سنگ سرخ اور سنگ مرمر لگا ہوا آثار الضیاء
سے واضح ہے کہ یہ مسجد ہمایون بار شاہ نے بنوائی شروع کی اور شیر شاہ بادشاہ نے لکھنا
میں تمام کرائی اس میں آیات قرانی خوشنمانی کے ساتھ کندہ کی ہوئی ہیں اسکالدا و جبرج ہے
نہایت عمدہ تراشے ہوئے پتھروں کا بنا ہوا ہے اور ایسا مضبوط ہے کہ او میں اتیک کچھ نقص
نہیں آیا دیوارین ہتھر چوڑی ہیں کہ اونکے نشمنوں کے آثار میں اوپر جانے کے واسطے سیریاں
بنی ہوئی ہیں صحن کے وسط میں ایک خوبصورت سولہ پہل کا حوض سمار پڑا ہے اور فرش تو سیا
بگر گیا ہے کہ اوپر پارہ نہ چلنا دشوار ہے اس بگڑی صورت میں یہی مسجد لاشانی ہے
اور اسکی خوبصورتی قابل تعریف ہے *

مسجد خواجہ خضر روضی علاقہ سندھ میں خواجہ خضر نامے جزیرہ پر یہ مسجد واقع ہے اور اب کھنڈ ہو گئی ہے یہاں چند پرانی قبریں بھی ہیں منڈیک میں لکھا ہے کہ یہ مسجد ۱۲۵۰ء میں یعنی ڈہائی سو برس بعد اس عہد کے کہ جب یہاں مسلمان قابض ہوئے بنائی گئی تھی اسکی محراب پر کتبہ کندہ ہے ۰

مسجد درگاہ نظام الدین یہ عالیشان سنگ مرخ کی مسجد دہلی سے تین میل جنوب کو درگاہ سلطان نظام الدین اولیا میں واقع ہے اور جماعت خانہ کے نام سے مشہور ہے مولوی سید احمد خاں صاحب بحوالہ تاریخ فیروز شاہی کے رقمطراز ہیں کہ پہلے یہاں کوئی اور عمارت نہ تھی یہ مسجد فیروز شاہ تغلق نے اپنے عہد سلطنت ۱۳۵۲ء میں تعمیر کرائی اسکی تین درجے ہیں سج کا درجہ بہت بڑا سنگ مرخ کا نہایت خوبصورت اور بلند بنا ہوا ہے اسکی نسبت نواب ضیاء الدین احمد خان صاحب کہتے ہیں کہ بہت پہلے کا بنا ہوا ہے فیروز شاہ نے صرف اسکی دامن بائیں دو درجے بناے ہیں اس مسجد میں ایک آنا بڑا سونے کا کٹورا جو نیچے سے ایک فٹ زیادہ قطر کا معلوم ہوتا ہے زنجیر میں لٹکا ہوا ہے اور اوپر براج ہر طرف سے نمایاں ہے پیشانی پر آیات قرآنی خط نسخ و خط کوفی میں کندہ ہیں اگر یہ مسجد درگاہ نظام الدین اولیا سے چھ بی ہے لیکن اسکی ہیئت اور شان سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ درگاہ مسجد کے صحن میں بنائی گئی ہے ۰

مسجد دروازہ بہانیا جو علاقہ بونڈیکھنڈ میں سینگیں مسجد بہانیا دروازہ کے قریب واقع ہے اسکی چہت ہموار اور فرش زمین کے برابر ہے رپورٹ آرکی اولاجیکل سروے انڈیا سے منکشف ہے کہ اصل میں یہ مندر تھا تغلق شاہ نے اپنے عہد سلطنت ۱۳۵۲ء اور ۱۳۵۳ء کے درمیان اسکی مسجد بنوا دی ہے ۰

مسجد دسترخوان احمد آباد میں مقبرہ رانی پور سے ڈیر سو فٹ کے فاصلہ پر یہ خوبصورت مسجد ۷۰ فٹ مربع ہے صحن میں عرض اور دو سنگ سفید کی قبریں کندہ کارین منڈیک

آف مڑے میں لکھا ہے کہ اس مسجد کو ایک شخص سہی و ستر خوان نے بہت عرصہ پہلے تعمیر کروایا تھا۔
 مسجد دہریہ بنارس میں دریائے گنگ کے کنارہ پر تعمیر جامع مسجد بہت بلندی پر
 عالمگیر بادشاہ نے بنوائی ہے یہ مسجد اسی خوبصورت ہے کہ یہاں کوئی عمارت اس سے بہتر
 نہیں اس کے خوشنما سارون کی بلندی کی نسبت ڈاکٹر ہوکر نرہمالا یان چرنیل میں لکھا ہے
 کہ اب گنگ سے دو سو تیس فٹ بلند ہیں اس مسجد کو بننے ہوئے پونے دو سو برس سے زیادہ
 ہوئے کئی دفعہ اسکی مرمت ہو چکی ہے ۔

مسجد رانی روپا واتی احمد آباد کے قریب مرزا پور میں سڑک سے اوتر کر یہ مسجد ایک بلندی
 پر واقع ہے اسکے نیارا اوپر سے کچھ شکت ہو گئے ہیں مرزا ہند بک آف انڈیا میں یہ مسجد
 بنوائی ہوئی رانی روپا واتی کی لکھی ہے ۔

مسجد رانی سپرا احمد آباد میں جمال پور دروازے کے قریب یہ مسجد بنوائی ہوئی رانی سپرا
 زوجہ سلطان احمد کی نہایت عمدہ بنی ہوئی ہے اسکا دو گتہ دالان ستوندار ۴۲ فٹ لمبا اور
 ۲۰ فٹ چڑا ہے اور اس کے بیرون پر دوینار بہت خوشنما بنے ہوئے ہیں ہند بک آف
 مڑے میں لکھا ہے کہ یہ مسجد شہر ہجری کی بنی ہوئی ہے ۔

مسجد رنگین اگرہ میں سڑک گواپار کے بائیں جانب خشتی مسجد ۱۸ فٹ لمبی اور ۱۸ فٹ چوڑی
 ہے اور صحن جو ترہ کے موافق ۲۰ فٹ چڑا ہے مسجد کے دالان پر تین برج بہت خوشنما ہیں
 رپورٹ آر کی اولاجیکل سروے انڈیا میں لکھا ہے کہ پہلے اس مسجد پر نقاشی کی ہوئی
 تھی اس کے سبب یہ مسجد رنگین مشہور ہو گئی ہے ۔

مسجد سادان قصائی سرحد علاقہ پنجاب میں یہ مسجد بڑی اور عمدہ ہے اسکا طول ایک سو
 چالیس فٹ اور عرض ستر فٹ ہے سج کا گنبد جو بڑا ہے اسکا قطر ۴ فٹ ہے اس مسجد
 کی وضع معلوم کی مسجدوں سے بہت ملتی ہے رپورٹ آر کی اولاجیکل سروے
 انڈیا میں لکھا ہے کہ شہزادہ میں اس مسجد کو ایک شخص سادان نامے قصائی نے تعمیر کرایا تھا ۔

مسجد سندی لاہوری دروازہ شاہجان لکھنؤ پر سنگ کی یہ مسجد بنوائی ہوئی سرسندی کے
 زوجہ شاہجان کی ہے اب صرف اسکے دروازہ والاں چہر تین برج ہیں باقی رہ گئے ہیں
 بروجوں پر سنگ سرخ کی کھدیاں بہت خوبصورت لگی ہوئی ہیں اصل صحن اس مسجد کا لاہوری
 کے گوگس میں اگیا ہے اس سے توڑا صحن رہ گیا ہے اس کے گرد ایک خشتی دیوار حال کی
 بنی ہوئی ہے اکثر کتب سے ثابت ہے کہ یہ مسجد شہداء کی بنی ہوئی ہے
 مسجد سلطان قطب الدین یہ عایشان سجد احمد آباد میں مسجد محافظ خان کے قریب
 واقع ہے اسکے برج کی محراب نہایت عمدہ کندہ کار اور بہت خوبصورت بنی ہوئی ہے
 ہند بک آف مرے میں لکھا ہے کہ شہداء عجمی میں یہ مسجد سلطان قطب الدین بن احمد
 نے بنوائی تھی +

مسجد شمالی لکھنؤ دریائے گوتسی کے کنارے یہ خوبصورت مسجد بموجب بیان آرائس محل کے
 نواب صف اللہ اولہ کی بنوائی ہوئی ہے اسکے برج اور مینار اور محرابوں میں ایسی عمدہ بنی ہوئی ہیں
 کہ ان کی تعریف نہیں ہو سکتی +

مسجد صفا دکن میں قلعہ بلگرام کے اندر یہ مسجد نہایت عمدہ بنی ہوئی ہے اسکے دروازہ
 کتبہ سے واضح ہے کہ قلعہ عام میں نواب اسد خان نے بنوائی ہے اسٹو کس
 ہسٹوریکل اکاؤنٹ آف بیلگام سے واضح ہے کہ یہاں جو دیوان خانہ اور چند عمارتیں
 اور تہن وہ شہداء کے بعد گرا دی گئیں اب صرف ایک دروازہ چہر پہلے نقار خانہ تھا
 بڑے دروازہ کے روبرو موجود ہے اسکی محراب ایسی بلند ہے کہ اسکے اندر مع عماری
 کے ہائی اسکتا ہے افسوس کہ شہداء سے اب تک اس مسجد میں مسلمانوں کو قبضہ نہیں ملا
 مسجد طغرل بیگ شہد میں یہ مسجد جامع مسجد کے نام سے مشہور ہے وہاں یہ عمارت
 نہایت عمدہ تصور کی جاتی ہے ہند بک آف مرے میں لکھا ہے کہ اس مسجد کو نواب
 طغرل بیگ نے بنوایا تھا اسکی پیشانی پر تہ کندہ ہے +

مسجد فتحپوری شاہجہان آباد میں لاہوری دروازہ سے تھوڑی دور چاندنی چوک کو جاتے ہوئے دائیں طرف یہ عالیشان مسجد بنوائی ہوئی نواب فتحپوری سیکم شاہجہان کی بی بی کی ہے اور نئے شہر میں تعمیر کرائی تھی اسکا دالان ایک سو پچیس فٹ لمبا اور ۲۲ فٹ چوڑے پچ کی بڑی محراب کے دائیں بائیں دو بلند مینار اور دو دو گہے دالان ستم فون دار میں اور پیچھے ایک بڑا دوا کا درجہ ہے اس کے اندر طاق اور ممبر اور اوپر ایک برج ہے جس پر منی کا نام تھا اور اب سفید چوٹے کا بنا ہوا ہے دالان کے آگے صحن چوتراہ ایک سو ۵۰ فٹ لمبا اور ایک سو پانچ فٹ چوڑا ہے اس کے آگے ایک حوض ۸ فٹ سے ۱۲ فٹ مربع پتھر کے پانی سے بہا رہتا ہے اس کے آگے جو در بڑا صحن ہے اس کے پیچ میں قبریں اور گرد چار دیواری ہیں جن میں تین دروازے ہیں بہت خوبصورت گنگورون دار بنی ہوئی ہے اس میں اندر کے رخ مسایکین اور طلبا اور خدام کی سکونت کے واسطے حجرے بناے ہیں اور باہر کی طرف دکانیں ہیں مسجد کا لوہا درہلی میں بنیے چونکہ گنج کی مسجد سیکم پور سے تھوڑی دور واقع ہے اور بہت ہی بنی ہوئی ہے اٹارالھنا دید میں لکھا ہے کہ شہزادہ امین یہ بھد خان جہان فیروز شاہی نے اپنی اور مسجدوں کے ساتھ بنوائی تھی

مسجد کھڑکی دہلی سے جنوب کی طرف قطب صاحب سے چار میل کے فاصلہ پر موضع کھڑکی میں یہ مسجد نہایت عمدہ اور مضبوط چونکہ گنج کی بنی ہوئی ہے اس کے اوپر نوٹھی گنبد میں اور نیچے ایک سو چار حجرے بنوئے فٹ کے مربع خدام اور طلباء کے رہنے کے واسطے بنے ہوئے ہیں اور کونوں پر چار برج پچاس پچاس فٹ بلند بنے ہوئے ہیں اس مسجد میں سوا، غرب کے تینوں طرف دروازے ہیں ہار کوٹ ہند بک سے واضح ہے کہ اس مسجد کو بھی شہزادہ امین خان جہان فیروز شاہی نے بنوایا تھا اسکا ایک کونہ ۵۰ برس سے گرا ہے

مسجد گنج بخش احمد آباد سے تھوڑی دور سرگنج میں گنبد گنج بخش کے قریب یہ عمدہ مسجد گنبد بنی ہوئی ہے اس میں ایک کونہ نہیں آیا ہند بک اف مرے میں لکھا ہے کہ اس مسجد کو

سلمان قلب الدین نے شہداء میں تعمیر کرایا تھا ۛ

مسجد محافظ خان احمد بادین گرجا گھر کے قریب چھوٹی سی مسجد گنجان بنی ہوئی ہے اس کے صحن میں چند قبریں ہیں ہند بک آف مرے سے ظاہر ہے کہ شہداء ہجری میں وزیر جمال الدین نے بنوائی ہے مگر معلوم نہیں کہ محافظ خان کے نام سے کیونکہ مشہور ہو گئی ۛ

مسجد محمد معصوم روڑی میں اس کھنڈر مسجد کو جو پہلے ایک عمدہ عمارت تھی سید محمد نے جگا مقبرہ بھکر میں ہے اکبر کے عہد میں بنوایا تھا ۛ

مسجد فخر خان اگرہ میں لوسی کی منڈی اور چند امودی دروازہ کے قریب یہ چھوٹی سی مسجد سنگ کی بنی ہوئی ہے اس کا طول ۹ فٹ اور عرض ۹ فٹ ۹ انچ ہے اور نیچے کا چوترہ جو ۹ فٹ

۹ فٹ مربع ہے بہت بلند بنا ہوا ہے اسکے اوپر برج میں تین گنبد اور کونوں پر چار برجیاں ہیں اور صحن میں ایک حوض ۹ فٹ ۹ انچ مربع پانی سے لبریز رہتا ہے دالان کی غریبی دیوار میں روٹنی

اور ہوا کے لئے جو جالیاں لگی ہوئی ہیں وہ بہت خوشنما ہیں رپورٹ آر کی اولاجیکل سرو کے لڈیا سے منگف ہے کہ اس مسجد کو مسجد فخر خان اس وجہ سے کہتے ہیں کہ ایک بار اکبر کے

عہد میں جو بارش کی کشش ہوئی تو اکبر بادشاہ قعر و علما سے دعائے نزول باران کا خواہاں ہوا مگر بارش نہ ہوئی تو لوگوں نے عرض کیا کہ اگر تیمان بھرا دے مانگے تو باران رحمت فوراً نازل

ہو بادشاہ نے تیمان سے التجا کی تیمان نے دعا کی اور قبول ہوئی باران رحمت نے نزول حلال فرمایا بادشاہ نے تیمان سے کہا کہ کچھ خواہش ہو تو بیان کر او نے عرض کیا کہ آپ کا دیا سبب

موجود ہے مگر جب بادشاہ نے باصرار کہا تو تیمان نے عرض کیا کہ وہ کام کیجئے جس میں آپ کا اور میرا دونوں کا فائدہ ہو پناچہ بادشاہ کے حکم سے یہ مسجد بنوائی گئی جو اب تک بھڑن کے قبضہ میں ہے

مسجد معتمد خان اگرہ کے کشمیری بازار میں یہ سنگ سرخ کی مسجد ۲ فٹ ۶ انچ لمبی اور ۲۰ فٹ چوڑی ہے اسکے دالان پر ہی تین برج ہیں مگر مسجد فخر خان کی برابر یہ مسجد خوبصورت نہیں رپورٹ

آر کی اولاجیکل سرو لڈیا میں لکھا ہے کہ یہ مسجد نواب محمد خان گنجان نے بنوائی تھی ۛ

مسجد موتی باغ اگرہ میں ریلوے سٹیشن کے قریب موتی باغ میں اس عمدہ شاہجہانی مسجد کو دروازہ بنایا ہے اس کا صحن اوپر چلی دیوار نکال دینے سے اس کے تینوں دروں کے تین دروازے بن گئے ہیں یہ عمارت ۶۰ فٹ طول میں اور ۳۰ فٹ عرض میں اور گنگوڑن ۲۸ فٹ مرتفع ہے اس کے کونوں پر چار برجیاں اور چار مین مین برج ہیں یہاں سے تھوڑی باغ میں موتی بیگم کا مقبرہ باکل کھنڈر پڑا ہوا ہے :

مسجد موکھتر دہلی میں یہ مسجد مقبرہ منصور سے تھوڑی دور واقع ہے سکندر شاہ کے عہد ۱۷۱۱ء میں تعمیر ہوئی تھی پہلے اس کا دروازہ سنگ مرمر کا بنت کار بنا ہوا تھا اس کے کنوین میں ایک تہر پر کتبہ کندہ ہے مولوی سید احمد خاں صاحب نے وجہ تسمیہ اس مسجد کی یوں لکھی ہے کہ کسی شخص کو راستہ میں ایک موٹہ کا دانا پڑا پایا اوسنے اوسکو بو دیا جس قدر اوسکے درخت میں دانے آئے اوسے اوسکو پھیر لیا اسی طرح چند سال کے بعد موٹہ کا ذخیرہ ہو گیا اوسکو چکر یہ مسجد تعمیر کرائی

مسجد مولانا جمالی قطب صاحب کے کھنڈرات میں دہلی سے جانب جنوب یہ مسجد چونر کج کی بنی ہوئی ہے مگر اب بوسیدہ ہو گئی ہے ۱۷۱۱ء میں مولانا جمالی صاحب نے یہ مسجد تعمیر کروائی تھی :

مسجد نور آباد نوابین یہ بہت بڑی اوسنگین مسجد نواب مقصد خان نے ۱۷۱۹ء میں بنوائی تھی اس کے دروازہ پر عربی کتبہ کندہ ہے :

مسجد و مدرسہ دانا پور عظیم آباد پٹنہ سے ۶ کوس کے فاصلہ پر یہ خوبصورت سنگین عمارت جسکو وہاں کی کوئی اور عمارت نہیں پہنچتی نواب آصف خان نے بنوائی شروع کی اور نواب بیت جنگ کے عہد میں تیار ہوئی اسکی خوش وضعی قابل تعریف ہے۔

مسجد و مدرسہ روشن الدولہ شاہجہان آباد میں یہ عمارتیں دریبہ کے اندر بنوائی ہوئی نواب روشن الدولہ کی ہیں ۱۷۱۱ء میں نواب موصوف نے بنوائی تھیں مسجد کے

بھال اور شاہجہان

برج سنگ مرمرزد کے نہایت خوبصورت بننے ہوئے ہیں اور بڑے در کی پیشانی پر کتبہ کندہ ہے۔ مدرسہ کا مکان ۱۸۵۵ء سے کو توالی کے متعلق ہو گیا ہے۔

مسجد و مقبرہ مخدوم جہانیاں قنوج میں محلہ سکھانہ کے اندر یہ مسجد اور مقبرہ مخدوم سید جلال الدین جہانیاں جہان گشت کا ہے مسجد کے اوپر تین برج اور پیشانی پر لفظ اللہ کندہ ہے مقبرہ کی عمارت جو ۳۵ فٹ مربع ہے اوسین مخدوم صاحب کا فرار اور اونکی اولاد میں سے ایک مرد اور ایک عورت کی دو قبریں ہیں مقبرہ کے گرد پختہ چار دیواری بنی ہوئی ہے اوسکے کونوں پر چار برج اور جانب جنوب دروازہ ہے رپورٹ ار کی اولاجیکل سروائیڈیا سے ثابت ہے کہ یہ عمارت ۱۸۵۵ء ہجری مطابق ۱۸۷۳ء میں راجوان کے بیٹے نے حسن شاہ جو پوری کے عہد میں بنوائی تھی۔

مسجد سہالیوں اگرہ سے تھوری دور کٹیج پورہ گاؤں میں یہ مسجد ۱۲ فٹ لمبی سنگین اور خوش قطع بنی ہوئی ہے چٹ کا لدا وانا مضبوط ہے کہ اوسین اتک کہ نقص نہیں آیا آر کی اولاجیکل سروئے اڈیا رپورٹ میں لکھا ہے کہ ۱۸۵۵ء ہجری میں اس مسجد کو سہالیوں نے بنوایا تھا اسین کتبہ ہی موجود ہے۔

مقبرہ ابراہیم شاہ بجا پور میں اوزنگ زیر عالمگیر کی عید گاہ کے متصل ایک پختہ چار دیواری میں یہ عالیشان مقبرہ واقع ہے اسکی غلام گردش میں چاروں طرف سات سات ذہن اور ہر جگہ خوبصورت کندہ کاری کی ہوئی ہے جالیان ایسی بے نظیر ہیں کہ اونین آیات قرآنی صاف نمایاں ہیں اس مقبرہ کے کونوں پر چار مینار چار کھنڈ کے نہایت نفیس اور بلند بنے ہوئے ہیں بیچ کا مکان زیادہ وسیع اور خوش قطع ہے اوسین سنگ مرمر کی قبر نہایت عمدہ کندہ کار ہیں پہلے اس عمارت پر طلا کاری اور نقاشی کی ہوئی تھی کہیں کہیں اوسکے نشان باقی ہیں برج اور مینار اس نایش کے بنے ہوئے کہ اونکا لطف دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے مقبرہ کے غرب رخ جو سنگین مسجد ہے اوسکا طول ایک سو پانچ فٹ ہے

اور صحن میں حوض ہے جو پانی سے لبریز رہتا ہے ہند بک اف مرتے سے واضح ہے کہ اہل میں اس مقبرہ کو سنہ ۱۱۰۰ ہجری مطابق سنہ ۱۷۰۰ء میں ابراہیم شاہ بجاپوری نے اپنے ملکہ تاج جہان کے واسطے تعمیر کرایا تھا چنانچہ اب تک اسکو تلج جہان کہتے ہیں مگر بعد وفات وہ خود ہی یہاں دفن ہوا ۷

مقبرہ احمد شاہ گجراتی یہ گنبد دار مقبرہ جو احمد شاہ نے اپنی حیات میں بنوایا تھا جامع مسجد احمد آباد کے شرقی دروازہ کے سامنے واقع ہے اس میں سنگ مرمر کی تین قبریں دو دفن بند ہیں سچ کی قبر جس پر گولالنگ رہا ہے احمد شاہ کی ہے اور دوسری ولسار اوکھلیا محمد شاہ اول اور پوتا جلال خان یعنی قطب الدین دفن ہے ہند بک اف میں سے واضح ہے کہ سنہ ۱۷۰۰ء میں جب احمد شاہ فوت ہوا تو اسکو اس مقبرہ میں دفن کیا ۸

مقبرہ آصف جان لاہور میں مقبرہ جہانگیر کے قریب آصف خان برادر نور جہان بیگم کا یہ ایک چار دیواری کے ابزاراں برباد پڑا ہے یعنی اسکی پوشش کا سنگ مرمر سے اکھاڑ کر لینگے تو زید مرقد جو اپنے کسی کام کا تھا اب تک رکھا ہوا ہے تحقیقات چشتی سے واضح ہے کہ پہلے اس چار دیواری میں ۳۰ بیگہ کا باغ تھا اور دروازہ جو کندہ پڑا ہوا ہے اس پر ہی سنگ مرمر لگا ہوا تھا مقبرہ کے چاروں طرف جو حوض تھے وہ اب گڑھے گئے ہیں افسوس کہ یہ بے نظیر عمارت اب مرست کے قابل ہی نہیں رہی ۹

مقبرہ اعجاز الدولہ اگرہ میں دریا بے صحن کے کنارہ یہ بے نظیر اور نامی سنگ مرمر کی عمارت جو سنگ سرخ کے ایک سو پانچ فٹ دس انچ مربع چوتھ پر ۶۰ فٹ دو انچ مربع ہوئی ہے مزار غیاث بیگ اور اسکی بی بی کا مقبرہ ہے یہ شخص جہانگیر کا بھتیجا اور نور جہان کا باپ تھا اسکے اوپر برجیان اور چاروں طرف دالان غلام گردش کے طور پر ۲۳ فٹ ساڑھے چار انچ سے ۳ فٹ پونے دو انچ مربع ہیں اور کونوں میں جو چار کوہریاں بنی ہوئی ہیں اونیں دالانوں میں جانے کے لئے ہر دو طرف راستے ہیں۔ بیچ کا مکان بہت عمدہ بچی کار ۲۲ فٹ

ایک پنجم مربع ہے اس کے وسط میں دو سنگ مرمر زر کی قبرین اور گرد بہت نفیس جالیان لگی ہوئی ہیں در آمد و رفت جنوب رو ہے اسکے اوپر جانے کے واسطے جنوب کی طرف دیوار کا شمار میں دو زنیے ہیں اور اوپر کے مکان میں دو اور قبرین ہیں اس مقبرہ کی چار دیواری ہر طرف سے ۴۰ فٹ لمبی ہے اور اوہیں جانب شرق ایک دروازہ ۳۰ فٹ چوڑا بنا ہوا ہے ۔
 مقبرہ فضل خان یہ گنبد دار مقبرہ قلعہ پرتاب گدہ احاطہ بی بی من فضل خان جاپور کے سپہ سالار کا ہے اس کو بنے ہوئے تختیاں دو سو پانچ برس کا عرصہ ہوا اب مرست طلب ہو گیا ہے
 مقبرہ کبیر اگرہ سے ۷ میل جانب شمال سکندرہ گانو کے قریب یہ بے نظیر سنگ مرمر اور سنگ مرمر کی عمارت ایک باغ کے اندر اکبر بادشاہ کا مقبرہ ہے اسکی چار دیواری کا دروازہ بہت بڑا بنا ہوا ہے مقبرہ کے چاروں طرف سج میں دروازے اور کونوں پر بہت پہلو برج بے ہوئے ہیں تو یزید مرقد کے گرد کے دالانوں میں ایسی خوش قطع جالیان لگی ہوئی ہیں کہ اندر کے رخ انکے نقش و نگار اور طرز کے ہیں اور باہر سے اور طرح کے نظر آتے ہیں اس مقبرہ کے چاروں طرف کونوں میں بہت عمدہ نسبت کا کام اور چچی کاری کی ہوئی ہے کونوں پر چار خوبصورت مینار بنے ہوئے ہیں اس عمارت کو بنے ہوئے تختیاں دو سو اسی ہتر برس کا عرصہ ہوا ۔
 مقبرہ تمش یہ سنگ خارا اور سنگ مرمر کی عمارت جو اندر سے ساڑھے ۱۹ فٹ اور باہر سے چالیس فٹ مربع ہے شاہجہان آباد سے گیارہ میل جانب جنوب مسجد قوت الاسلام کے گوشہ میں سلطان شمس الدین تمش کا مدفن ہے مدت سے یہ مقبرہ بے لداو کے پڑا ہے اسکا شرقیہ دروازہ بہت بڑا ہے وسط میں قبر بہت اونچی اور نہایت عمدہ نسبت کا بنی ہوئی ہے اندر کے رخ اسکی تمام دیواروں پر آیات قرآنی کندہ کی ہوئی ہیں اشار الصنادید سے ظاہر ہے کہ جب ۶۳۳ ہجری مطابق ۱۲۳۵ء میں یہ بادشاہ فوت ہوا تو سلطان رضیہ بیگم اسکی بیٹی نے یہ مقبرہ بنوایا تھا ۔

مقبرہ اوزنگ زیب اوزنگ آباد میں درگاہ برہان الدین دکنی کے قریب یہ چھوٹی سی عمارت

مقبرہ فضل خان
 مقبرہ کبیر
 مقبرہ تمش
 مقبرہ اوزنگ زیب

گنبد بنا ہوا ہے رپورٹ ارکی اولاجیکل سرکوائڈیا میں لکھا ہے کہ یہ مقبرہ لپندر پور میں عیسوی
عیسوی میں تعمیر ہوا ہے اسکی شکل میر میران کے مقبرہ کی مانند ہے ۔

مقبرہ دریا خان دہلی دروازہ احمد آباد کے سامنے جو ہیر باغ غم نے دیا یہ مقبرہ بہت
خوبصورت گنبد کا ہے اس میں کتبہ نہیں ہے ہینڈ ٹیک اف مرے کا بیان ہے کہ یہ عمارت پرانی ہے
مقبرہ رانی سوچا واتی شہر مذکورہ صدر میں مسجد روپا واتی سے جانب شمال مشرق یہ لداؤ کا
مقبرہ ستونوں پر بنا ہوا چاروں طرف سے کہلا ہوا ہے اس میں دو قبریں رانی روپا واتی اور
اسکی کسی رشتہ دار عورت کی ہیں اسکی تعمیر کا حال مرے صاحب نے کچھ نہیں لکھا ۔

مقبرہ رانی سپرا یہ مقبرہ رانی سپرا سلطان احمد کی بی بی کا احمد آباد میں جمال پور دروازہ کے
قریب اسکی مسجد کے سامنے ہے ہینڈ ٹیک اف مرے سے ثابت ہے کہ یہ رانی راجہ
اسابیل کی بی بی بہت حسین تھی سلطان احمد سپر عاشق ہو گیا اور اسکو مسلمان کر کے انہی بیگم بنا لیا
اس مقبرہ کو رانی سپرا نے اپنی مسجد کے ساتھ شہر مچھی میں تعمیر کرایا تھا بعد وفات میں دفن ہوئی
مقبرہ رکن الدین یہ برج قلع صاحب میں دہلی سے گیارہ میل مقبرہ سلطان غاری کے
قریب اٹھ ستونوں پر بنا ہوا ہے اٹھارہ اٹھارہ دید سے واضح ہے کہ جب شہ ۱۷۷۷ء میں
سلطان رکن الدین رضی اللہ عنہ کی قید مریا تو یہ مقبرہ بنایا گیا فیروز شاہ کے وقت میں اسکی مرمت ہوئی
مقبرہ روشن آرا بیگم دہلی سے شمال مغرب کی طرف بنری نڈھی کے قریب باغ روشن آرا
کے وسط میں یہ مقبرہ بارہ دری کی مانند چوتراہ پر بنا ہوا ہے وسط میں قبر کے گرد سنگ سبز کی
جالیوں کا محراب ہے اسکے قریب چہت پر جانے کے واسطے زینہ بنا ہوا ہے ۱۷۷۷ء میں
روشن آرا بیگم نے اس مقبرہ کو اپنے باغ کے ساتھ تعمیر کرایا تھا بعد وفات ہی میں مدفون ہوئی
مقبرہ کے چاروں طرف مع فاروں کے حوض بنئے ہوئے ہیں ۔

مقبرہ سرائے روح اللہ خان یہ عمارت دہلی سے جانب غرب سرائے روح اللہ خان
کے قریب ہول بہلیان کے نام سے مشہور ہے رپورٹ ارکی اولاجیکل سرکوائڈیا میں

لکھا ہے کہ یہ اورنگ زیب عالمگیر کی بیٹی کا مقبرہ ہے اسکی پوشش کا پتہ بالکل اوکھڑ گیا صرف
ایشون کا کنڈر رہ گیا ہے گندگی کی مانند ہیں ہی دبو کے کارسے اسکو بنے ہوئے تخمیناً
پونے دو سو برس کا عرصہ ہوا۔

مقبرہ سعدی خان اگرہ میں سکندرہ کو جاتے ہوئے سڑک سے جانب شمال مقبرہ
ملاوت خان کے قریب یہ سنگ سرخ کی عمارت ایک بلند چوترہ پر بنی ہوئی ہے اسکے
اوپر جو براج ہے اسکے لداؤ میں نقاشی کی ہوئی ہے ایمن ۸ ستون ہیں اور اسکی وضع عمدہ ہے
مقبرہ سلطان بہلول شاہ جہان آباد سے جانب خوب درگاہ چراغ دہلی کے قریب
یہ مقبرہ مع برج کے بنا ہوا ہے شہنشاہ امین بادشاہ نے وفات پائی سکندر لودی اسکے بیٹے
نے یہ مقبرہ تعمیر کروایا تھا۔

مقبرہ سلطان سکندر یہ چونگ کا مقبرہ دہلی کے قریب موضع غیر پور میں سلطان سکندر لودی کا ہے
شہنشاہ امین اسکے بیٹے شاہ ابراہیم نے تعمیر کرایا تھا قبر کے اوپر برج بنا ہوا اور گرد غلام کرکھا
مقبرہ سید خان سرسند علاقہ پنجاب میں خشتی مقبرہ باہر سے ساڑھے ۷۷ فٹ اور
اندز سے ساڑھے ۷۷ فٹ مربع اور بہت مضبوط بنا ہوا ہے اسکے چاروں کونوں پر برجیان
اور بیچ میں ۱۰ فٹ قطر کا برج ہے آرکی اولاجیکل سروانڈیا رپورٹ میں لکھا ہے کہ
تعلق شاہ کے عہد کا بنا ہوا ہے۔

مقبرہ سید عابد یہ مقبرہ دہلی میں عرب راے کے قریب ایک چار دیواری کے اندر
خشتی بنا ہوا ہے پہلے ایمن بہت عمدہ چینی کا کام تھا اب چار دیواری کے دروازہ پر سدہ دری
اور اندر ایک ٹوٹا حوض اور پہوٹی نہر نظر آتی ہے آثارالصنادید سے ثابت ہے کہ یہ مقبرہ
دہلی سوبرس کا بنا ہوا ہے سید عابد خان غزنویوں میں تھا اور ایک لڑائی میں مارا گیا۔

مقبرہ شاہ رحمان ضلع گوجرانوالہ علاقہ پنجاب میں پٹری رحمان چہ توادیسوں کی بیٹی
ہے وہاں یہ مقبرہ پٹری رحمان کے نام سے مشہور ہے تاریخ گوجرانوالہ سے ظاہر ہے کہ

یہ بزرگ دہوئی تھے انکو حضرت نوشاہ صاحب کے نیاز حاصل ہوا بعد وفات انکے چار دن
بیون نے یہ مقبرہ بنوایا ہے ۔

مقبرہ شاہ عبدالرحمن محدث دہلوی دہلی سے اسیل قطب میں حوض شمسی کے کنارہ
یہ مقبرہ بہت بڑے لداو کا اینٹ اور چونہ سے بنا ہوا ہے اور فرار کتہ ہرانی کتبہ میں
انکا حال لکھا ہے شاہ صاحب کی وفات کے بعد ۱۷۲۵ء میں یہ مقبرہ بنا ہے اسی زمانہ سے
یہاں قبرستان بن گیا ہے ۔ یہ حضرت بڑے بزرگ اور عالم تھے ۔

مقبرہ شاہ محمود مانڈو علاقہ ماوہ میں یہ مقبرہ ہی عمدہ ہے اسپر بہت بڑا برج بنا ہوا ہے
ارائش محفل میں لکھا ہے کہ موسم گرما میں اس گنبد میں پانی ٹپکتا ہے ۔
مقبرہ شیخ فرید دہلی سے جانب جنوب مسجد سلیم پور کے قریب یہ چونہ گج کا مقبرہ گنبد ریو
۱۷۲۳ء میں شیخ فرید نے وفات پائی اوسکے بعد یہ مقبرہ تیار ہوا ۔

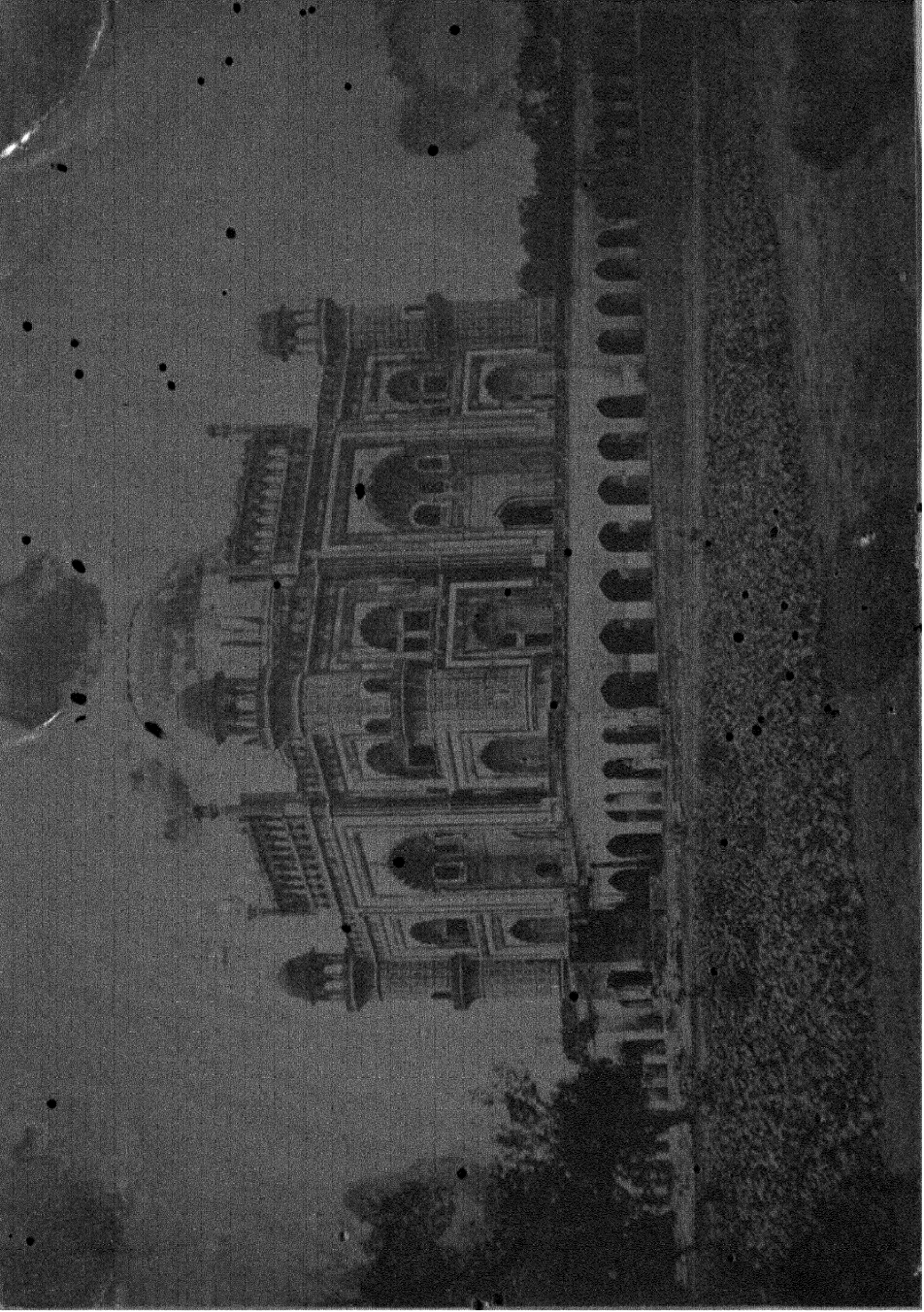
مقبرہ شیر شاہ یہ مقبرہ سرام علاقہ بہار میں تالاب کے اندر واقع ہے ایمن شیر شاہ
اور سلیم شاہ دونو بابت بیٹھے دفن میں مرآت اقباب نام سے ظاہر ہے کہ اس مقبرہ میں
کشتی کے ذریعہ سے جانا ہوتا ہے پہلے جو پل بنا ہوا تھا اوسکی دو محرابیں گر پڑی ہیں ۱۷۲۵ء
میں شیر شاہ فوت ہوا اوسکے بیٹے سلیم شاہ نے اس مقبرہ کو تعمیر کروایا ہے ۔

مقبرہ صفدر خجگ شاہجہان آباد سے اسیل قطب کو جاتے ہوئے لب شرک یہ عمارت
عمارت نواب منصور علیخان صفدر خجگ کا مقبرہ ہے اسکی طرز اگرہ کے تاج گنج سے بہت
مٹی ہے اسکے گرد فصیل ہے اوسکے کونوں پر چار جالیدار برج ہیں جانب شرق بیچ میں
دروازہ ہے اوسپر بڑے بڑے کئی مکان ہیں دروازہ کے برابر ایک چوٹی سی سنگ سرخ
کی مسجد اور سامنے نہر ہے نہر کے دوسرے سرے پر وسط باغ میں چوترہ کے اوپر روضہ کی
سہ منزلہ عمارت سنگ سرخ اور سنگ مرمر سے بنی ہوئی ہے اور نیچے تہخانہ اور خادموں کے
رہنے کی کوٹھیراں ہیں یہ خوبصورت مقبرہ اجارہ تک سنگ مرمر کا بنا ہوا ہے اسکی ناف میں

تعمیر مقبرہ نہایت مجلا و نبت کا رہے اور اسکے گرد سنگ مرمر کا فرش ہے جس پر بہت خوبصورت
 پچی کاری کی ہوئی ہے اور لداو کے اوپر سنگ مرمر سفید کا برج ایسا بلند اور خوشنما ہے کہ اسکی
 تعریف نہیں ہو سکتی روضہ کے تینوں طرف جوڑے بڑے بڑے دالان ہیں اور نئے نام مولوی
 سید احمد خان نے جگلی محل اور موتی محل اور بادشاہ پسند لکھنؤ میں فی زمانہ باغ بالکل برابر
 پڑا ہے اور عمارت مقبرہ بھی کہیں کہیں سے خراب ہو چلی ہے موسم برسات میں جب پھول دالوں
 کی سیر ہوتی ہے تو یہاں کثرت سے خلقت آتی ہے آثار الصنادید و ہار کورٹ ہنڈیک
 وغیرہ سے منکشف ہے کہ اس مہلت پہلے مقبرہ کو بعد وفات نواب صفدر جنگ شہداء میں
 نواب شجاع الدولہ اور نئے بیٹے نے شیدی بلال محمد خان کے اہام سے تین لاکھ روپے
 صرف کر کے تعمیر کرایا تھا

مقبرہ صلابت خان دکن میں احمد نگر سے ۱ میل کے فاصلہ پر سنگین مقبرہ مع برج کے
 ہفت بند پہاڑ پر بنا ہوا ہے اسکی محراب بہت خوبصورت ہے ہمیشہ اس پر سفیدی کی جاتی ہے
 مقبرہ صلابت خان یہ مقبرہ اگرہ سے سکندرہ کو جاتے ہوئے مقبرہ سعدی خان کے قریب
 واقع ہے اسکا برج بلند ہے اور گنبد میں رنگت کی ہوئی ہے وضع میں یہ مقبرہ سعدی خان کے
 مقبرہ سے بہت ملتا ہے رپورٹ ارکی اولاجیکل سروے انڈیا میں تاریخ تعمیر درج نہیں ہے
 مقبرہ علاؤ الدین دہلی سے گیارہ میل جنوب کو مینا قطب صاحب کے نزدیک یہ سلطان علاؤ الدین
 خلجی کا مقبرہ ہے آثار الصنادید سے ثابت ہے کہ علاؤ الدین کی وفات کے دو برس بعد
 تعمیر ہوا تھا فیروز شاہ تغلق کے عہد میں اسکی مرمت ہوئی تھی اب ایسا کہنڈر ہو گیا ہے کہ قبر بھی
 شق ہو گئی ہے یہ عمارت پانسو ساٹھ برس سے زیادہ کی ہے

مقبرہ علی عادل شاہ یہ تمام عمارت بجا پور میں آثار شریف سے جانب غرب دو سو
 فٹ مربع ہفت بند چوتراہ پر واقع ہے اور روضہ علی کے نام سے مشہور ہے اسکے
 نایاب سونے میں کچھ شک نہیں لیکن تمام رہ جانے سے اسکی نمائش کچھ نظر فریبین ہنڈیک



بقرة صفر جنگ

آف مرے میں لکھا ہے کہ قلعہ امین علی عادل شاہ نے وفات پائی اور کئی تعمیر عمارت تعمیر ہوئی
 مقبرہ غازی جب شہزادہ امین ناصر الدین محمود خاکن لکھنوتی فوت ہوا تو اسکی نعش کو سلطان
 شمس الدین اوسکے باپ نے دہلی میں یعنی قطب صاحب سے دو میل جنوب مغرب کی طرف
 دفن کیا اور یہ عمدہ مقبرہ بنوایا اسکے اندر تین طرف کھاناٹ اور جانب مغرب سنگ مرمر سفید کی
 مسجد ہے صحن کی ناف میں ایک چوتراہ م فٹ ساڑھے ۴ انچ بلند ہے اوسکے نیچے تختہ بن
 تعویذ مرقد ہے اور ستون لگے ہوئے ہیں اسکا دروازہ سنگ مرمر کا نہایت عمدہ نسبت کار ہے
 نیچے پذیرہ میٹریاں اور اوپر کتبہ اور آیات قرآنی کندہ ہیں اسکے گرد کی چار دیواری سنگ نما
 سے بنی ہوئی ہے اوسکے کونوں پر چار برج اور بیچ میں اتنا بلند دروازہ ہے کہ اوسکی آگے پہنچنے
 مقبرہ غازی الدین خان دہلی میں اجیری دروازہ کے قریب یہ ذیشان سنگ سرخ کا
 مقبرہ میر شہاب الدین عروت غازی الدین خان نظام الملک صہف جاہ کے باپ کا ہے اوسنے
 آپ اپنی حیات میں بنوایا تھا آثار الصنادید سے واضح ہے کہ شہزادہ امین نواب نے
 احمد آباد میں وفات پائی وہاں سے اوسکی نعش کو یہاں لاکر دفن کیا اسکا بہت خوبصورت دروازہ
 جانب شرق ہے اوسکے اندر ایک بڑا صحن ہے صحن کے شمال اور جنوب میں خوش وضع دالان
 اور جانب غرب سنگ سرخ کی مسجد ہے جنوبی دالان کے قریب سنگ باسی کے مجرمین
 ایک اور مجرم سنگ مرمر سفید کا جالیدار بنا ہوا ہے اوسمیں نواب اور اوسکی اولاد کی قبریں ہیں۔
 قبل از غدر اس مکان میں مدرسہ تھا اور اب پولیس لین ہے

مقبرہ غلام شاہ لکھنؤرا حیدرآباد سندھ میں یہ شہت پہل اور بے نظیر مقبرہ ایک چار دیواری
 کے اندر واقع ہے اسی جالیوں کی تراش نہایت عمدہ ہے اوپر برج بنا ہوا ہے چار دیواری کا
 دروازہ بہت خوبصورت کندہ کار ہے اسکے قریب دو اور چوٹے چوٹے مقبرے ہیں مگر وہ خوبصورتی

میں اسکی برابر نہیں ہیں

مقبرہ غیاث الدین بلبلین یہ کندہ مقبرہ دہلی میں قطب صاحب کے قریب غیاث الدین بلبلین کا ہے

جوششہ اسمین فوت ہوا تھا اسکے متصل ایک اور قبر ہے جسکو آثار الصنادید میں لکھا ہے کہ
اوسکے بیٹے خان شہید کی ہے جو اپنے باپ کی وفات سے پہلے ششہ اسمین لاہور کے

قرب ایک لڑائی میں مارا گیا تھا :

مقبرہ غیاث الدین تغلق شاہ ششہ اسمین غیاث الدین تغلق شاہ فوت ہوا تو محمد عا

تغلق اوسکے بیٹے نے یہ سنگ سرخ اور سنگ مرمر کا مقبرہ جو دہلی سے چند میل زیر دیوار جنوبی

تغلق آباد کے واقع ہے تعمیر کرایا اس پر سنگ مرمر سفید کا بہت براج ہے اور دیواروں میں

سنگ مرمر کی نہایت عمدہ بچی کاری کی ہوئی ہے اس میں اب تک کسبھر کا نقص نہیں آیا اندر سے

یہ مقبرہ ساڑھے ۲۸ فٹ اور باہر سے ساڑھے ۶۸ فٹ مربع ہے اور لمبائی میں مع سنہری

کلس کے ۳۰ فٹ ہے اسکے وسط میں تین قبریں ایک غیاث الدین تغلق شاہ اور دوسری اوسکی

لی بی محمد بہ جان اور تیسری اوسکے بیٹے عادل تغلق شاہ کی ہیں چونکہ اور پتھر کی چار دیواری بہت

نبی ہوئی ہے اندر کے رخ حجرے میں اسکا طول چھ سو فٹ اور لمبائی ساڑھے ۳۸ فٹ اور نیچے کا

تار ساڑھے گیارہ فٹ اور اوپر کا چار فٹ ہے دروازہ سنگ سرخ کا خوش قطع بنا ہوا ہے اوسکے

آگے ۳۲ میٹر بیان میں مولوی سید احمد خان صاحب نے اسکا نام دارالامان ہی لکھا ہے

مقبرہ فیروز خان اگرہ میں سڑک گویا کے قریب یہ مقبرہ فیروز خان اکبر بادشاہ کے

خواجہ سدا کا ایک پختہ چار دیواری میں چوتراہ پر مبرج کے بہت پہل بنا ہوا ہے اس سنگ

کی عمارت میں ہندووانی طرز کی کندہ کاری ہے کہیں کہیں پلون اور موروں کی صورتیں بنی ہوئی

ہیں نیچے تختانہ میں سنگ مرمر کی دو قبریں ہیں اس مقبرہ کا دروازہ شرقیہ چوتراہ سے

بند ہے رپورٹ آرکی اولاجیکل سروسکے اندیا سے ظاہر ہے کہ اس مقبرہ کو فیروز خان

اپنی حیات میں بنوایا تھا اوسکا بنوایا ہوا ایک تالاب مقبرہ سے توڑی دور ہے :

مقبرہ فیروز شاہ دہلی میں مقبرہ صفدر خجگ سے توڑی دور جو ضلع خاص کے کنارہ

یہ فیروز شاہ تغلق کا مقبرہ ہے ششہ اسمین اوسکی وفات کے بعد ناصر الدین نے تعمیر کرایا

مقبرہ بہت بڑا ہے اور اسکی چونہ کی دیوار میں کتبہ کندہ ہے
 مقبرہ لنگر خان دہلی سے چند میل موضع زرد پور کے قریب یہ مقبرہ لنگر خان سلطان بہلول
 ودہی کے وزیر کا ہے اسکو بنے ہوئے تھی تین سو اٹھتر برس سے زیادہ عرصہ ہوا
 یہ عمارت چونہ اور پتھر کی بہدی بنی ہوئی ہے قبر قد آدم سے ہی زیادہ بلند ہے اس مقبرہ
 کے قریب ایک اور برج ہے او میں لنگر خان کے کسی عزیز کی قبر ہے ۔
 مقبرہ محمد شاہ دہلی میں مقبرہ صفدر خجگ کے ناسنے یہ مقبرہ محمد شاہ بادشاہ
 کا ہے آثار الصنادید میں لکھا ہے کہ ۱۱۳۵ھ میں بادشاہ نے وفات پائی علاء الدین
 عالم شاہ اوسکے بیٹے نے اس مقبرہ کو بنوایا ہے ۔
 مقبرہ محمد شاہ بیجا پوری یہ عمدہ اور خوبصورت دکھنی طرز کی عمارت بیجا پور کے
 بادشاہ پور بازار میں تاج گنج اکبر آباد کی وضع پر چھ سو فٹ مربع اور دو فٹ مرتفع چوتروپنی ہوئی
 ہے چوتروہ کے گوشوں پر چابوہشت پہل مینار ایک سو پانچ فٹ بلند ہیں اوسکے اندر چکر دار
 شیر بیان اور باہر آٹھ آٹھ کھنڈین ہر کھنڈین سات سات کھریاں بنی ہوئی ہیں اسکا گنبد آٹھ
 ایک سو ۳۰ فٹ قطر کا نہایت خوبصورت گل گنبد کے نام سے مشہور ہے یہ برج
 باہر سے ایسا خوشنما نہیں جیسا کہ اسکا لدا اندر سے خوش قطع ہے اس میں چننے سے
 تمام مکان گونج اڑتا ہے آتے جانے کا دروازہ جنوب رویہ ہے اور چوبی چہر کھٹ
 میں قبر ہے اس برج میں سوائے قبر محمد شاہ کے دو اور قبریں اسکی سگم اور بیٹے علی عادل
 کی مثل قبور بغیاث الدین تغلق شاہ کے موجود ہیں سوائے ان قبروں کے اور بہت سی
 قبریں اسکے خاندان کی جسطرح ہمایون کے مقبرہ میں نعلوں کی قبریں ہیں جگہ جگہ نظر آتی ہیں
 ہند بک اف مرے میں لکھا ہے کہ محمد شاہ بیجا پور کا چہٹا بادشاہ تھا اوسکے
 مرنے کے بعد یہ مقبرہ ۱۱۳۵ھ میں تعمیر ہونا شروع ہوا اور کہیں کہیں سے ناتمام رہ گیا ۔
 مقبرہ محمد سخوت گوالیار میں یہ عالیشان مقبرہ جسکے گرد ۳۰ فٹ چوڑی

غلام گردش نے محمد غوث کا مشہور ہے یہ حضرت ہمایون اور اکبر کے وقت میں بڑے بزرگ
تھے یہ سنگین مقبرہ سو فٹ مربع ہے کو تون پر چار برج اور چھ مین بڑا گنبد ہے گنبد کے نیچے کا
مکان جس کے گرد جالیان ہیں ۵۴ فٹ مربع بنا سوا ہے درآمد و رفت جنوری وہ ہے
اور برجوں کی قطع بہت خوبصورت ہشت پہلو ہے دیواروں کا آثار ساڑھے پانچ فٹ
ہے رپورٹ آرکی اولاجیکل سروانڈیا میں اس مقبرہ کو اس وقت کا بنا ہوا
لکھا ہے کہ جب دہلی میں ہمایون کا مقبرہ تعمیر ہوا تھا کہیں کہیں یہ عمارت نامام رہ گئی ہے
مقبرہ محمد معصوم یہ گنبد دار مقبرہ بہار میں نوے فٹ بلند ہے سید محمد معصوم
جو اکبر کے وقت میں ایک بزرگ گزرے میں یہاں دفن ہیں انکی نبوائی سوئی ایک مسجد
روڑی میں اب تک موجود ہے یہ مقبرہ اکبر کے عہد میں انکی وفات کے بعد تعمیر ہوا تھا
مقبرہ محمود شاہ یگرا احمد آباد سے ساڑھے چار میل سرگنج قبرستان میں مقبرہ
گنج بخش کے قریب محمود شاہ یگرا کا یہ عالیشان مقبرہ ہے اس میں چار سو چالیس
ستون ۲۲-۲۴ فٹ بلند لگے ہوئے ہیں اسکی بہائیون کی سنگ مرمر کی قبریں خیرایات
کنڈہ ہیں اسی مقبرہ میں ہیں اور اسکی پگم کا مقبرہ یہاں سے تھوڑی دور بہت عمدہ بنا ہوا
ہے ہندبک اف بی نظیر ہے کہ سنہ ہجری میں محمود شاہ فوت ہوا بعدہ یہ مقبرہ تعمیر ہوا
مقبرہ مرزا جانان شہسہ میں عید گاہ کی پشت پر یہ مقبرہ مرزا جانان وزیر کا ہے
ہندبک اف مرے میں لکھا ہے کہ سنہ ہجری مطابق سنہ ۱۶۴۷ء میں تعمیر ہوا ہے
مقبرہ مرزا عنایت اللہ شہسہ میں یہ مقبرہ مرزا عنایت اللہ حاکم شہسہ کا خوبصورت
سنگ مرمر کا مختصر بنا ہوا ہے اسکی تعمیر ہندبک اف مرے کے بموجب سنہ
ہجری مطابق سنہ ۱۶۴۷ء میں ہوئی ہے *

مقبرہ مرزا عیسیٰ یہ بہت بڑا سنگ مرمر زد کا بنت کا مقبرہ بھی شہسہ میں واقع ہے
مرزا عیسیٰ ہی شہسہ کا صوبہ دار تھا ہندبک اف مرے ناقل ہے کہ یہ شخص ہی سنہ ۱۶۴۷ء

فوت ہوا اور اسی سال میں مقبرہ تعمیر کیا گیا ۛ

مقبرہ مرزا غازی تہشہ میں عید گاہ کے پیچھے یہ خوشنام مقبرہ مرزا غازی وزیر تہشہ کا یادگار ہے ہند بک آف مرے سے واضح ہوا کہ ۱۹۰۵ء ہجری مطابق ۱۹۰۷ء میں مرزا غازی نے رحلت کی بعد یہ مقبرہ تعمیر کیا گیا ۛ

مقبرہ معز الدین شاہ جہان آباد سے جنوب رخ زیر فصیل مقبرہ غازی یہ مقبرہ سلطان بہرام شاہ کا ہے اسکا برج ستونوں پر بنی ہے اسکو بنے ہوئے چھ ستونیں برس سے زیادہ عرصہ ہوا امار الصنادید میں لکھا ہے کہ فیروز شاہ کے عہد میں سکی مرتضیٰ مقبرہ معز الدین بی بی احمد آباد سے تھوڑی دور قبرستان میں یہ ٹوٹا ہوا مقبرہ

احمد شاہ کی بی بی معز الدین کا ہے اب اسکی چیت نثار دہے صرف ۱۰ فٹ کے چوڑے چاروں طرف ستون کھڑے ہیں بیچ میں سنگ مرمر کی منبت کا قبر ہے اسکی برابر جو سنگ بوسی کی دوسری قبر ہے پہلے اسپرینب کی پچی کاری تھی ہند بک آف مرے میں لکھا ہے کہ یہ قبر احمد شاہ کی دوسری بی بی کی ہے اس عمارت کو بنے ہوئے چار سو چن سال سے زیادہ ہوئے چنانچہ ہمیں کتبہ ہی کندہ ہے ۛ

مقبرہ ملک التجار جامع مسجد کا بے کے صحن میں یہ مختصر مقبرہ ملک التجار کا ہے اور سخا پنہی حیات میں اپنی مسجد کے ساتھ بنوایا تھا اسکے اوپر گنبد بنا ہوا ہے ۛ

مقبرہ ملک بابا اعظم بنگال میں یہ عالیشان مقبرہ ابراہیم عرف ملک بابا کا شہر ہما کے باہر واقع ہے یہ مقبرہ ہندوؤں کے تہخانے توڑ کر بنا گیا ہے رپورٹ آر کی اولاجیکل سروے انڈیا منظر ہے کہ فیروز شاہ کے زمانہ میں تعمیر ہوا ہے ۛ

مقبرہ سیر میران سرہند علاقہ پنجاب میں یشنگین مقبرہ جسکے اوپر برج اور چاروں طرف درہن سلطان سکندر لودی کے داماد کا ہے اور تالاب بی بی سرکنارہ واقع ہے رپورٹ آر کی اولاجیکل سروے انڈیا میں لکھا ہے کہ سلطان سکندر لودی نے بنوایا تھا

اسکی بی بی کا
نام علیہ السلام ہے

یہ عمارت باہر سے ۲۰ فٹ اور اندر سے ۲۶ فٹ مربع ہے اور سطح زمین سے ۳۶ فٹ
 مرتفع ہے اسکو بنے ہوئے تھینا سارنہ ہے تین سو برس کا عرصہ ہوا
 مقبرہ نجف خان پینچتہ چونگ کی عمارت دہلی جانب جنوب شاہ مردان کے قریب
 ذوالفقار الدولہ نواب نجف خان کا مقبرہ ہے آثارالصنادید میں لکھا ہے کہ یہ مقبرہ بعد وفات
 نواب کے ۳۰ سال بعد میں تعمیر ہوا تھا۔ شیخ نواب صفدر جنگ کے ہائی کا سالانہ تھا۔
 مقبرہ نور الدین جھبائی گریز بہ نظیر عمارت لاہور سے چار میل دریا سے راوی کے
 کنارہ واقع ہے ۳۰ سال بعد ہجری میں جہانگیر نے وفات پائی بعد شاہجہان نے یہ مقبرہ
 ہرایا چار دیواری میں اندر کے رخ چالیس حجرے خدام کی سکونت کے لئے بنے ہوئے ہیں
 انہیں بہت عمدہ سنگ مرمر کی چوکیں لگی ہوئی ہیں جانب غرب لال پتھر کا دروازہ اتنا بلند بنا ہوا
 ہے کہ اوہیں سے عماری دار ہتی گزر سکتا ہے اسکے اوپر کے مکان میں اب ڈاک بنگلہ ہے
 تحقیقات چشتی راوی ہے کہ پہلے اس چار دیواری میں ایک عمدہ باغ سرسبز و شاداب تھا
 اب تو سکون نے مقبرہ کو ہی خراب کر دیا ہے مقبرہ کے چاروں طرف حوض اور بیچ میں
 بڑا درجہ شہت پہل و گنبد دار ہے اسکے وسط میں سنگ سفید کا چوترا ۱۳ فٹ لمبا ۱۰ فٹ
 چوڑا ڈیرہ فٹ اونچا بنا ہوا ہے اسکے اوپر تعویذ نہایت مصفا و ہائی فٹ بلند ہے اسپر
 اسماعیلی اور تاریخ وفات کندہ ہے یہ چوترا مع تعویذ کے عقیق لاجور و سلیمانی نیلم زہری
 مرجان و ابری وغیرہ ایساچی کار ہے کہ اسکی تعریف نہیں ہو سکتی اسکے گرد سنگ مرمر کا
 سنگ موسیٰ اور سنگ مریم سے گلکار بنا ہوا ہے دیواروں میں گنبد تک سنگ مرمر گلکار
 اس مکان کا خشتی لدا و بہت خوبصورت ہے چاروں طرف چار دروں نو فٹ چوڑے ہیں انہیں
 سنگ مرمر کی جالیان لگی ہوئی ہیں اندر جانے کے واسطے ایک در کی جالی میں چوٹی چوکت
 لگائی ہے گرد کے مکانوں میں سنگ ابری اور اجارہ تک سنگ مرمر گلکار لگا ہوا ہے اوپر
 مکان ہی نیچے کے مکانوں کی مانند خوبصورت ہیں انہیں سے عمدہ عمدہ پتھر اور کپڑے سکھ

او کھار کر لینگے اونکی جگہ اب سرکار نے چونہ کا کام کرا دیا ہے۔ اسکے دیکھنے کے واسطے خلقت دور دور سے آتی ہے اصف خان اور نور جہان بیگم کے مقبرے اسی جگہ میں مقبرہ نور جہان بیگم مقبرہ مذکورہ بالا کے قریب نور جہان بیگم جاگیر شاہکی بی بی اور عماد الدین کی بی بی کا مقبرہ ہے سکھ اسکا سنگ مرمر اور کھار کرا مرمر لینگے اس میں ہی مقبرہ تکی اور مقبرہ سراسے روح السد خان کی مانند دہو کے کارہتہ ہے اس وجہ سے لوگ بہنوں بھلیاں کہتے ہیں اسکے گرد پہلے باغ تھا اور اب کاشتکاری ہوتی ہے تحقیقات حشری سے واضح ہے کہ یہ مقبرہ شاہجہان کے عہد میں تعمیر ہوا ہے

مقبرہ سما یوں یہ عالیشان مقبرہ جس کے اوپر بہت بڑا گنبد اور سنہری گلس ہے شاہجہان کے ساتھ تین میل مغرب الدین کی قبعا کی کلو کھری میں واقع ہے اسکے گرد پختہ فیصل ہے او میں نو سو فٹ سے نو سو فٹ مربع باغ ہے باغ کے وسط میں تین فٹ بلند چوتراہ پرایک اور سنگ کا چوتراہ میں فٹ بلند ہے اسکے نیچے تھانہ میں قبرین اور اوپر عمارت روضہ ہے اول چوتراہ کا عرض ہر طرف سے ۵ فٹ اور دوسرے کا ۳۰ فٹ ہے اسکے گرد جالیوں لکھڑے اور بیچ میں چاروں طرف چار دروازے میر ہو مذاہ میں اسی چوتراہ کے وسط میں بہت خوب عمارت روضہ کی سنگ سرخ اور سنگ مرمر سے بنی ہوئی ہے اسکی برجیوں کی خوبصورتی اور محرابوں کی زیبائش اور مکاتون کا تناسب قابل تعریف ہے بیچ کا مکان نہایت لکشا اجارہ تک سنگ مرمر سفید کا بنا ہوا ہے اسکی ناف میں تعویذ مرقد نہایت عمدہ جلا دار ہے اس مقبرے کے اوپر جانے کے واسطے ہر طرف راستے اور زینے بہت خوش قطع نکالے ہیں آثار الصنادید و ہار کوزٹ ہنڈ بک وغیرہ سے ظاہر ہے کہ ۱۶۵۰ء میں شاہجہان بادشاہ نے وفات پائی اونکی بی بی نواب حاجی بیگم نے پندرہ لاکھ روپہ خرچ کر کے سولہ برس کے عرصہ میں یہ مقبرہ تعمیر کرایا اس میں تمویذ خاندان کے لوگوں کی اور بھی قبرین موجود ہیں۔

مقبرہ ہوشنگ غوری یہ عالیشان سنگ مرمر کا مقبرہ ماندو یعنی گہارہ کے

کہنڈرات میں بہت تھنہ بنا ہوا ہے ۱۳۲۶ء میں ہوشنگ بادشاہ نے عمت کی اس کے بعد
یہ مقبرہ تعمیر ہوا اس کے ستونوں کی وضع نہایت عمدہ ہے *

مکان حضرت عثمان لکھنویں یہ عمدہ عمارت میں الدولہ نظام الملک سعادت علی خان
کی بنوائی ہوئی ہے اور نئے نئے عمارت کے قریب تعمیر کرائی تھی اراکس محل سے ثابت ہے

کہ اسکی تعمیر میں کئی ہزار روپے صرف ہوا تھا اس کے اندر کئی مکان وسیع اور دلکش ہیں *

مکہ مسجد یہ عمدہ اور خوبصورت مسجد ۱۲ محرابوں کی قلعہ بیجا پور میں بنی ہوئی ہے اسکی چست نہایت
خوبصورت اور کندہ کاری ستونوں پر بنی ہے علی عادل شاہ نے ۱۷۵۱ء اور ۱۷۵۲ء کے درمیان

اس مسجد کو بنوایا تھا اسکے شمال میں جو عدالت خانہ تھا اسکو کنڈر ہو جانیکے سبب راجہ ستار ابراہیم کو روایا
مکہ مسجد حیدرآباد دکن میں اور مسجدوں سے یہ سنگ سرخ کی جامع مسجد عمدہ اور بڑی ہے

ہند بک اف مے سے ثابت ہے کہ دو سو برس سے زیادہ عرصہ ہوا کہ محمد قلی قطب
نے اس مسجد کو تعمیر کرایا تھا *

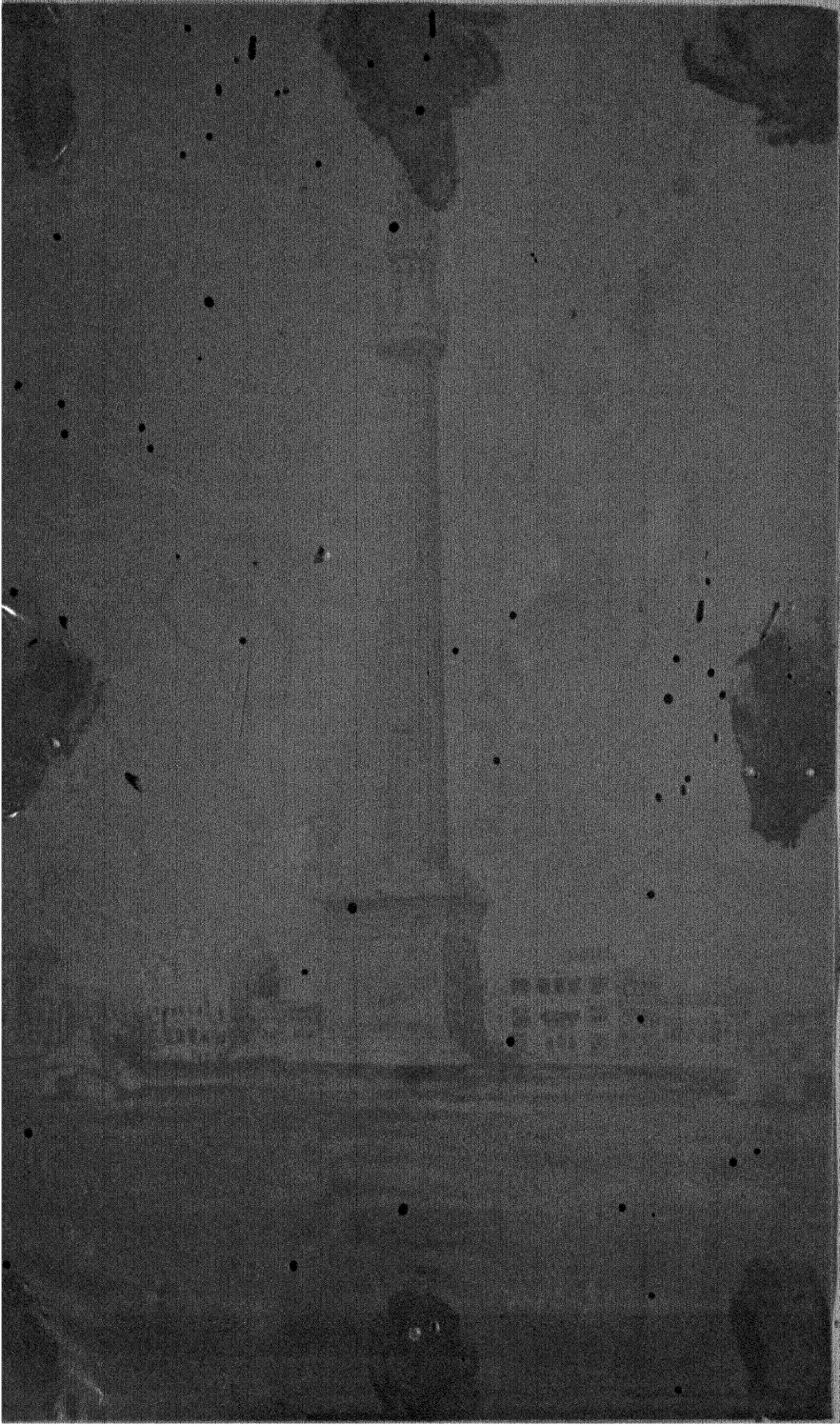
ہلک پیدان بیجا پور میں مکہ دروازہ کے قریب شیراز بیچ پر یہ ۱۲ فٹ ۳۰ انچ لمبی توپ ہے
چھپے سے اسکا قطر ۱۲ انچ ہے اور وزن گیارہ سو پینس من ہے ہند بک اف مے

میں لکھا ہے کہ کئی دہائیوں میں اس توپ کو ڈھالا ہے اور بالعموم سیکلو پیڈیا میں لکھا ہے کہ
صرف پتل کی ہے محمد بن حسن رومی نے بوجہ حکم ابوالغازی نظام شاہ کے ۱۷۰۰ء میں

اس توپ کو تیار کروایا تھا اسپر اسکا اور اوڑنگ زیب کا فحشاء کندہ ہے توپ کے چھپے ایک
حوض ہے جی دیکر گولہ انداز حوض میں کود جاتا تھا تاکہ اسکی آواز سے اس کے کان کا پردہ نہ پھٹ جا

۱۵۱۰ء میں راجہ ستار نے ایک من بارود کا قلمہ دیکر فیر کروایا تھا اس خون سے عظمت
اپنے مکانوں سے دور چلی گئی تھی کیونکہ پہلے اسکی آواز سے کئی عمارتیں گر پڑی تھیں اور حاملہ عورتوں

کے حمل ساقط ہو گئے تھے جیسی دہلی میں لوہی کی لائٹ عجاہات میں سے ہے اسی طرح بیجا پور میں
یہ توپ بھی ایک نادر چیز ہے *



سموړېل سړوؤ اختر لونی

مموریل جنرل کٹیہہ کپنی باغ گلکتہ میں یہ گنبد دار عمارت جنرل کٹیہہ صاحب کی یادگار ایک پہلے احاطہ میں واقع ہے اس میں اٹھ ستون اور چار درہن اوپنچ میں سنگ مرمر ستیہ کی تیرہ پارہ تھمے بند ہے اسکے اوپر جنرل کٹیہہ صاحب کی تصویر کٹھری ہے باغ میں ہونے سے یہ عمارت یادگار مموریل ٹیوڈ اختر لونی گلکتہ میں گورنٹ موس کے قریب جو میدان ہے اس میں یہ منار ۶۵ فٹ بلند اختر لونی صاحب کا یادگار ہے اسکو بنے ہوئے تخمیناً چاس برس ہوئے اسکے چکر دار شیر بیان اور باہر دونو کھنڈن میں کھڑے لگے ہونے میں اسکے اوپر چڑھنے سے دور دور کی سیر نظر آتی ہے اسکی تعمیر میں تریپن ہزار روپہ صرف ہوئے تھے ۔

مموریل سہر جارج اوکسٹن شہر سورت کے باہر انگریزی قبرستان میں یہ بلند عمارت جسکے اوپر صلیب نامکس ہے چالیس فٹ بلند ہے اور اسکا قطر ۲۵ فٹ ہے جانب شرق زمین بنا ہوا ہے اور نہ سمہ دور دورہ کی سیر نظر آتی ہے ہنڈ بک آف ٹریے بحوالہ اس کتبہ کے جو اس عمارت میں کندہ ہے ملاحظہ ہوئے کہ ۲۱ جولائی ۱۸۸۵ء کو سہر جارج اوکسٹن صاحب نے وفات پائی اسکے متصل چوبیسے مموریل میں انکے بہائی کی قبر ہے ۔

مموریل سر لارڈ کورنولس غازی پور میں بنارس سے تھوڑی دور یہ یادگار نہایت عمدہ انگریزی وضع کی بنی ہوئی ہے اسکا مثل اس ملک میں دور دور نہیں معلوم ہوتا شہ ۱۸۸۵ء لارڈ صاحب نے وفات پائی بعدہ یہ عمارت تعمیر ہوئی ۔

مموریل کل کپور کاپور کے باہر یہ یادگار شہ ع کے عذر کی ہے اصل میں یہ ایک کنواں تھا مقصدہ میں یہاں جو صاحب لوگ اور گورے مارے گئے انکی لاشوں کو کٹھن میں ڈال کر یہ یادگار بنا دی ہے بیچ میں گول قبر پر سنگ مرمر کا فرشتہ کھڑے اور گرد انگریزی وضع کا کٹیہہ سندریا کالیان امرتسر میں دربار صاحب کے سننے یہ عمارت اوسط درجہ کی ہے اس میں سکھوں کا ایک بڑا گرد جسکے سینکڑوں چیلے ہیں گزتہ کہو لے بیہار تھا ہے ۔

سندر بارولی رحستان میں چتور کے مشرق کو مندر چندراوتی سے ۵ میل کے فاصلہ

یہ تین مندر پانی کے قریب عمدہ وضع کے بنے ہوئے ہیں انکی عمارتیں قابل دید ہیں بڑا مندر نیچے سے پورے تک سنگ مرمر کا کندہ کار نہایت خوش قطع ہے اوسکے آگے ایک دالان کندہ کار ستونوں کا بطور جلو خانہ اور ڈیوڑھی کے بنا ہوا ہے اس مندر کا بیچ مع دیواروں کے اندر اور باہر سٹے بالکل کندہ کار بنے اسکی وضع اوریہ کے مندروں سے بہت ملتی ہے اسکی دائیں طرف ایک چھوٹا سا مندر سنی شکل کا اور ایسا ہی کندہ کار ہے اور بائیں طرف جو چھوٹا سا شوالہ ہے وہ اس مندر کی خوبصورتی کو نہیں پہنچتا اسکے سامنے بہت سے ستیوں کے منڈے بنے ہوئے ہیں اور دو تک ٹوٹے پھوٹے پتھر پڑے ہیں۔ بڑے مندر کے قریب دو لاٹھیں نہایت نازک اور نسبت کے کام کی تھیں اونہیں سے ایک ٹی ٹی پڑی ہے فرگسن صاحب لکھتے ہیں کہ ۱۷۲۴ء میں راجہ ہون ان مندروں کو بنوا چکا تھا مندر بہراوا راجپوتانہ میں جہاں پائٹن سے پچاس میل جنوب مغرب کو دہہا رہا پڑا جو بدھوں کے وقت کے غار ہیں اونسے تھوڑی دور یہ مندر بہراوا اتار کی پوہا کا برہمنوں نے پہاڑ بنانا کر کے بنایا ہے اسکے گرد جو کئی اور مندر اسی قسم کے بنے ہوئے ہیں وہ اس سے کم خوبصورت ہیں یہاں سے تھوڑی دور دو لاٹھیں تھوڑے تھوڑے فاصلہ پر نصب ہیں اونسے دریا پہاگن کے جینے میں سیلا ہوتا ہے اوسکا حال لاٹھوں پر کندہ ہے وایر کٹر جنرل کتنگم صاحب رقمطراز ہیں کہ سیلا مندروں کی تعمیر کے بہت دنوں بعد شروع ہوا ہے۔

مندر پرت سیلا میں در گیا میں پرت سیلا نامی پہاڑی پر واقع ہے گویہ عمارت بہت بڑی اور پرانی نہیں ہے لیکن خلعت بہت کثرت سے پوجا کو آتی ہے آرکی اولیا کل سرور اینڈیا نے لکھا ہے کہ ایسا بائی کا بنوایا ہوا ہے۔

مندر بخجور احاطہ مندراج علاقہ کرناٹک میں بخجور شہر کے اندر یہ بے نظیر مندر ہے اسکی مندر ہماویلی سے بہت ملتی ہے مگر یہ عمارت اوس سے دو گنی سے اسکا پاگوڈا کیلا کے پاگوڈے کے مانند ۱۲۰ فٹ بلند بالکل کندہ کار ہے مگر کنگلی کے سبب اکثر جگہ سے

خراب ہو چلا ہے اسکے سامنے ایک کدوہ کارتونون کے مکان میں سنگیاسن پر تندی کی
 صورت پیل کی برابر مندر کی طرف موہنہ کئے بیٹی ہے یہ مندر حسن تعمیر کے سبب دیکھنے کے لائق ہے
 مندر جو تپیا کولا پور سے پانچ میل کے فاصلہ پر یہ مندر جو تپیا چاڑھی پر واقع ہے اسکی عمارت
 نیلے پتھر کی ہے اوپر کاسنہری کلس دور دور سے نظر آتا ہے ہنڈ بک آف مرے
 منظر ہے کہ جو تپیا ویشنو کا اڈار تھا اوسنے اس جگہ رتناسر اور کولاسر دیوون کو مارا تھا
 اس وجہ سے یہ مندر یہاں سب مندروں سے بڑا بنایا گیا ہے اور پھاڑی کا ہی نام جو تپیا
 مشہور ہو گیا ہے یہ مندر کئی سو برس کا پرانا ہے مرے اسکی پوجا کو دور دور اپنے
 مندر جو ریگا میں احاطہ میں جنگل وال سے ہیل جو جو ریگا گانو ہے اوسکے اندر یہ سنگیاسن
 اوپر سے نبت کار ہے ہنڈ بک آف مرے میں لکھا ہے کہ یہ مندر سنہ ۷۰۰ ع میں
 تعمیر ہوا ہے اگر چہ اس میں کئی جگہ نقص آگیا ہے مگر پھر بھی نئی عمارتوں کی نسبت بہتر ہے
 مندر جو ریگا میں جنوب مشرق کو جاتے ہوئے جو جو ریگا مقام ہے وہاں
 اسی نام کی پھاڑی چڑیہ عالی شان مندر راجہ ہلکر کا بنوایا ہے اسکو بنے ہوئے
 عرصہ تخمیداً دو سو برس سے زیادہ ہوا اس میں کہانٹے راو کی پوجا ہوتی ہے یہ مندر
 نہایت عمدہ سنگین بنا ہوا ہے دور دور سے دکھائی دیتا ہے اسکے اوپر مندر کیلا
 کی مانند نقار خانہ ہے ہنڈ بک آف مرے سے ظاہر ہے کہ اس مندر کے دیوتا
 کہانڈیراؤ کی ایک سو پچاس جو روین ہن انٹی عورتیں ہر وقت یہاں اور باقی میں کوس
 کے گردہ میں رہتے ہیں جن فرٹے کے ہاں اولاد نہیں ہوتی یا ہو کر جاتی ہے تو وہ
 یہ منت مانتا ہے کہ اگر میرے ہاں اولاد ہوگی تو اپنا پہلا بچہ کہنڈیراؤ کو چڑھا دوں گا اگر
 رکھا ہوتا تو مندر کا پوجاری بنتا ہے اور لڑکی ہوتی تو اونہیں عورتوں میں داخل ہو جاتی
 ہے عورت کے علاوہ مندر میں کہنڈیراؤ کا جہنڈ آدھین مور کے پر لگے ہوئے ہیں
 ہجوم خلائق میں اوسکو پہراتے ہیں اور غل مچا کر باجا بجا تہ میں یہاں کئی دروازے

اور بہت بڑی مندقین حیوانات کی عجائبات سے ہیں

مندرخنیچ لونا بی اماطہ میں پونا لکے قریب یہ مندر بھی عمدہ اور سنگین ہے اور نسبت کا کام اور ہندو کے رخ نقاشی کی ہے پھانے مور تون کے دو سنگ مرمر سفید کے ہوتی اور دائیں بائیں دو پکڑیوں کی مورقین کھڑی ہیں ہندو ایک اف مرے میں اسکی تاریخ تعمیر کچھ نہیں ملتی مندر چندراوٹی یہ نہایت بے نظیر اور عمدہ عمارت رحستان میں اوپور کے مشرق کو اب کھنڈر پڑی ہے اسکے ستون نہایت عمدہ کندہ کار نو فٹ ۱۰ اونچہ بلند ہیں بیچ کے بارہ ستون بہت خوبصورت نسبت کار اور چورس ہیں اور غلام گر رش کے ستون نیچے سے ہشت پہل اور اوپر سے گول ہیں انکے اوپر طرح طرح کی مورقین کندہ ہیں اس کھنڈر میں ایک جانا چیت باقی ہے او میں شیو کی مورت رکھی ہے اور چند اور مندر بڑے مندر سے بعد کے بنی ہوئے ہیں قرسن صاحب نے بڑے مندر کو ششیہ عم کا بنا ہوا لکھا ہے اور یہ بھی لکھا ہے کہ اگر یہ عمارت برباد نہ ہوتی تو ہندوستان کی کل کندہ کار عمارتوں سے عمدہ تھی ۛ

مندردیدی سکم میں ددی نامی پہاڑی پڑیہ دو منزلہ مندر ہے اس میں کندہ کار تہر لگا ہوا ہے ڈاکٹر ہوکر زیمالایان جرنیل جلد اول میں ڈھی سو برس سے زیادہ کا بنا ہوا لکھا ہے مگر اسکی گورکھ ناتھ کے مندر سے ملتی ہے اسکے روبرو بہت بڑا سنگین چوتراہ ایک فٹ بلند بطور صحن کے بنا ہوا ہے اس مندر کے اوپر اندر کی نسبت زیادہ کندہ کاری ہے مورقون کے علاوہ اس میں آلات پرستش بھی رکھے ہیں یہاں موسم سرما میں نہایت شدت سے برف پڑتی ہے مندر ڈوم بی اماطہ میں شہر وائی سے ہیل ڈوم گانو میں یہ مندر بہت بڑا بنا ہوا ہے اسکے صحن میں سنگ مرمر کا کٹھ ہے اور ایک سنگ مرمر کی لائٹ ہفت فٹ بلند نصب ہے ہندو ایک اف مرے میں اسکا نام پنج کھٹاس وجہ سے لکھا ہے کہ اسپر شیو کا پنج سز ہی ہو گیا مندر سادری یہ مالیشان مندر سادری علاقہ میواڑ میں جینوں کے رشتہ دیو کی پوجا کا ہے جو اول تر تہنگ تھا اسکو بہت کرسی دی ہے اور نہایت کندہ کار بالکل سنگین بنایا ہے اسکا

اندرونی درجہ دوسو فٹ سے ۸۰ فٹ مربع ہے اسکے بیچ میں وانا اور چاروں طرف
 بڑے بڑے دالان ہیں ومانے کے اندر چاروں طرف تینون میں اور اوپر چھائی ستونوں پر
 برج بنا ہوا ہے ترہنکر کی مورتن کھری ہیں اس برج کے آگے ایک اور چوٹا ہشت پہل
 برج اسی طرح ستونوں پر بنا ہوا ہے اس کا قطر ۲۴ فٹ ہے اس مندر میں چھ صحن دو ۶ فٹ
 مربع اور دو ۶ فٹ سے ۲۶ فٹ مربع ہیں اونکے گرد دالانوں میں نہایت عمدہ نسبت کا رچا
 تیس ستون لگے ہوئے ہیں اور تمام در و دیوار اور مرغون پر نعت کا کام سے سدھامورتن
 جینی دیوتاؤں کی کندہ ہیں اسکا سنگ مرمر میں قیمت اور مضبوط ہے فرگتر کچر سکا کی
 ٹکچر ہندوستان سے واضح ہے کہ اس تخانہ کو کہہ سورا نامے شمشاد میں تعمیر کرایا تھا
 کہیں کہیں سے نامام ہی رہ گیا ہے

مندر سنگم یہ عایشان مند جین اہم سو کندہ کارتون میں سنگم احاطہ در اس میں مندر تھو
 کی صورت کا بنا ہوا ہے اسکے ہر جوں پر نہایت عمدہ نسبت کا کام ہے اس میں صحنوں کے گرد ستونوں
 کے بڑے بڑے سنگین عمدہ کندہ کار دالان ہیں اور ایک صحن کا باولی کی مانند کندہ بنا ہوا ہے اس میں
 ہمیشہ پانی بہا رہتا ہے بیچ کا صحن سب سے بڑا اور خوبصورت ہے اس مندر کے دروازے
 چلبرم باہر کے دروازوں کی برابر بلند ہیں اور اونکی عرابوں کی بندی ۲۱ فٹ ۱۶ انچ ہے لوگ
 بیان کرتے ہیں کہ یہ مندر ساٹھ ہزار برس کا بنا ہوا ہے یہ گمان صحیح غیر صحیح ہے فرگن حساب
 نے ثابت کیا ہے کہ اس مندر کو بویگر خاندان کے ایک راجا نے تیرہ صدی عیسوی میں تعمیر کرایا تھا
 مندر کھنڈ و باہمی احاطہ میں نگسولی گانو سے ایک میل پہاڑ پر یہ مندر ملہار راونے شمشاد میں
 تعمیر کرایا تھا اس میں پہلے مالادیوی کی پوجا کرتے ہیں اوسکے بعد کھنڈ و با اور جلسا اوسکی بڑی
 بی بی کو جو چتر کے نیچے مالادیوی کے چھی رکھی ہے پوجتے ہیں مندر ایک اف میسی سے
 واضح ہے کہ موسم گرما میں یہاں رتہ جاترا کا سیلابت بہاری ہوتا ہے اس میں ہزاروں مرہٹے
 مندر کہو لوی راجپوتانہ میں وہم نار کے غاروں سے ۳۰ میل شمال مغرب کو کہو لوی نامی پہاڑی

یہ گیارہ مندرواق ہیں کاریگردن نے بڑی استادی سے الورا کے مندرواق کی مانند پھاڑتو تھا کہ
 بنا ہے میں یخن چار مندر بڑے اور باقی اچھوٹے برمنون کے وقت کے گندوار میں رپورٹ
 آرکی اولاجیل سرورے انڈیا میں لکھا ہے کہ انکے نام مورقون کے نام سے مشہور ہیں اور
 اتک نہیں کوئی نقص نہیں آیا ہے ۛ

مندر لکشمی وانی احاطہ میں دریا کے کنارہ مندر گنتی اور ماد یو کے قریب یسنگین اور
 کندہ کارکشمی کی پوجا کا مندر ہے ہند بک اف مرے میں لکھا ہے کہ اسکو بالا صاحب
 رستیا مرے نے نوے سال سے زیادہ عرصہ ہوا جب بنوایا تھا

مندر لکھندی لکھندی علاقہ دکن میں یسنگین مندر بالکل کندہ کا ہے اسکے اوپر کوئی حکیم
 بیل بوٹہ سے خالی نہیں چھوڑی لیکن اندر کی کندہ کاری کچھ نام رکھی ہے سین بدہ کی سور میں
 آتھی پالتی مارے اور گھنٹوں پر ہاتھ دہرے پورے کسی جگہ کندہ نہیں اس مندر کو پوجاری تین
 برس کا بنا ہوا بتاتے ہیں ہند بک اف مرے میں لکھا ہے کہ جاکان اچھرا ایک جینی گرو کا
 مندر ہا ندو رستان میں آلو کے پھاڑ پر یہ مندر بھی بہت پرازا ہے کیونکہ اسکے ستونوں
 کی وضع اور اجیر کے مندرواق کے ستونوں کی وضع جتنا ہے لیکن اب یہ عمارت بدروپ ہو گئی
 ہے اسکو ایک ہاجن ماندونا نے تعمیر کرایا تھا ۛ

مندر قہار راوی می احاطہ میں نگسولی گانوسے توڑی دور یہ مندر پھاڑ پر بنا ہوا ہے سین
 انگ اور اسکے پیچھے دو یسنگین موتی میں ایک مہار اواز اور اہلیا پانی اوسکی رانی کی رکھی ہیں
 ننگ پوجنے کے وقت مرے انکی ہی پوجا کرتے ہیں ہند بک اف مرے میں لکھا ہے
 کہ یہ مندر ۱۶۷۷ء میں تعمیر ہوا ہے ۛ

مندر مھالکھشمی شہر سبی میں شمال مغرب کی طرف پانچ گودا بہت خوبصورت یسنگین
 بنا ہوا ہے یہاں لکھشمی کی پوجا ہوتی ہے ہند بک اف مرے منظر ہے کہ ہند اس مندر
 کی بہت توقیر کرتے ہیں ۛ

مندروسوا کا مرا اور علاقہ دکن میں یہ غرب رویہ بہت بڑا مندر چہشتہ کی صورت دسوا
 کا مرا کی جو پتھری کے نام سے مشور ہے اسکی وضع کراچی کے غاروں سے بہت ملتی ہے اس میں
 دائیں بائیں ۱۴-۱۴ مربع ستونوں کے دالان اور سانگے ایک چوٹا سا سنگلہ نا برج بنا ہوا ہے اس میں
 دسوا کا مرا کی صورت بیسی ہے اس کے دائیں بائیں دو اور موڑ میں پیمانہ اور رائگا کی کٹھری ہیں اور
 دونوں طرف دالانوں کے ستونوں پر ایک شکل کی موڑیں آدمی کے قد کی برابر نہایت خوبصورتی کے
 ساتھ دو تکیے برابر بیسی ہیں یہ غار اندر سے ایک سو میں فٹ لمبا اور پھاڑا ہوا تھا کر کے بنایا ہے
 دروازہ پر پوجاری کے رہنے کا مکان بنا ہوا ہے جان سیلی صاحب نے اس مندر کو
 بودھوں کے وقت کا لکھا ہے اسکو بنے ہوئے تخمناً دو ہزار برس کا عرصہ ہوا :۔
 مندر و محل ہاتھی سنگ جھابا کی جدید عمارتوں میں یہ مندر اور محل جو ہاتھی سنگ نے بنوائے
 سوامی زاین کھنڈر ہے یہی بہت بڑے میں چانچہ ہنڈ بگ آف مرے منظر ہے کہ
 صرف محل کی عمارت دس لاکھ روپہ کی ہے۔ ہاتھی سنگ ایک صاحب کا نام ہے وہ شہر میں فوج
 مندر و مسجد تھی :۔ پچاپور سے چالیس میل بھی اعاطہ میں جو تھی قصبہ ہے۔ ہان یہ مندر
 اور مسجد ایک ہی جگہ بنے ہوئے ہیں یعنی مسجد کے سج میں مندر واقع ہے اور مسجد میں
 اذان ہوتی ہے اور ہنڈر میں پوجا کی گھنٹا بجتی ہے درآبد و رفت مندر اور مسجد کا ایک
 مسجد مندر سے چھپی بی ہے چانچہ ہنڈ بگ آف مرے سے منکشف ہے کہ جب ابراہیم
 پچاپوری نے چاہا کہ مندر کو توڑ کر مسجد بنا دے تو اسکو خراب میں مندر گرانی کی مانعت ہوئی اس
 سے اسنے مندر کو مسجد کے صحن میں قائم رکھا اور ہندوں سے جو مال لیکر راجہ کرتے ہیں جگت گرو
 کا خطاب لیا یہاں کے مسلمان مندر کو توڑ کر مسجد کا بنا باہر نہیں جاتے اور ہندو بھی مسلمانوں سے
 کسی طرح کا تعصب نہیں رکھتے :۔

موتی مسجد چیسریہ درگاہ خواجہ حسین الدین چشتی میں سرد پانسنگ مرمر کی بنی ہوئی
 ہے شہاب الدین شاہجہان بادشاہ نے اپنے عہد سلطنت میں بنوائی تھی اسکے برج اور محراب میں

بہت خوبصورت ہیں اب تک ہمیں کوئی نقص نہیں آیا ہے

موتی مسجد اگرہ یہ عمدہ مسجد قلعہ اگرہ میں دیوان محل سے جانب شمال واقع ہے اور دو

چوتیس فٹ تین انچ سے ایک سو وینٹھ انچ مربع ہے اسکا غربی سہ گہہ دالان ۷۴ فٹ

۱۰ انچ لمبا اور ۹ فٹ چوڑا ہے اسپر برجیاں اور تین گنبدین بیچ کا گنبد زیادہ خوشنما اور بڑا

بنا ہوا ہے اور باقی تینوں طرف ایک گہہ دالان اور بیچ میں دروازے ہیں دروازوں پر خوبصورت

برجیاں ہیں اس مسجد کا شرقی دروازہ بڑا اور زیادہ خوشنما ہے اسکے اندر میں دیسار اور

جانے کے واسطے زینے میں صحن کے ناف میں حوض بنا ہوا ہے۔ دالان میں بیچ کی بڑی

مویاب کے اندر سنگ موسیٰ کی سچی کاری کا کتبہ ہے باہر سے یہ مسجد سنگ سرخ کی ہے

اور اندر سے سنگ مرمر کی بنی ہوئی ہے اسکے برجوں پر سنہری کلیان چھری ہوئی ہیں رپوش

آرکی اولاجیکل سکرو انڈیا میں لکھا ہے کہ یہ مسجد ۱۶۷۷ء میں حکم شاہ جہان بادشاہ

تعمیر ہوئی شروع ہوئی اور ۱۶۷۷ء میں بصرف تین لاکھ روپیہ کے تیار ہوئی ہے

موتی مسجد دہلی یہ نہایت عمدہ مسجد قلعہ شاہ جہان آباد میں دیوان خاص کے قریب بہت

مختصر اور سچی کار بنی ہوئی ہے اسکے دالان کے تین دروازے ہیں اور صحن کے وسط میں

حوض بنا ہوا ہے اندر جا کر باہر آنے کو دل نہیں چاہتا یہ عمارت نہایت خوش قطع ہے سراسر

نقاشی اور طلا کاری ہو رہی ہے سنگ مرمر کی جلا کاری آئینہ کی آب و تاب کو

بات کرتی ہے اسکے برج اور برجوں پر سنہری کلیان نہایت خوشنما ہیں باہر کی طرف دیواروں

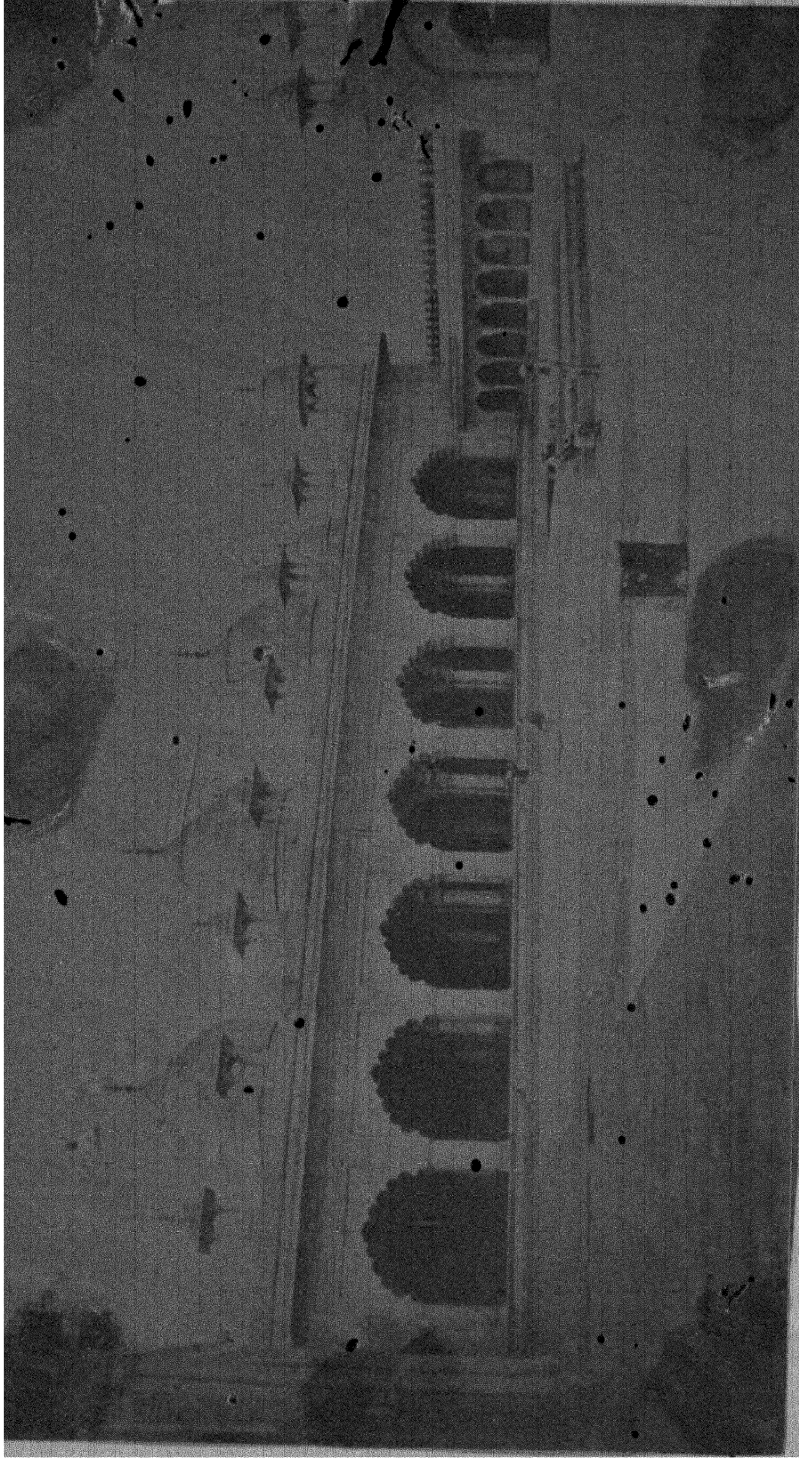
پر استر کاری ہے جانب شرق چھوٹا سا دروازہ رکھا ہے اب وہ اگر منتقل رہتا ہے آثار الصفا

اور دیگر کتب تواریخ سے ظاہر ہے کہ اس مسجد کو اوزنگ زب عالمگیر نے ۱۶۵۹ء میں بصرف ایک

لاکھ ساٹھ ہزار روپیہ کے تعمیر کرایا تھا۔

موتی مسجد قطب دہلی سے گیارہ میل درگاہ قطب صاحب میں یہ مسجد بھی سنگ مرمر سفید کی

مختصر بنی ہوئی ہے گراب کہیں کہیں سے مرست طلب ہو گئی ہے اسکے دالان کے اوپر



سولتی مسجد کمره

تین برج اور دایمن بائیں دو مینارین فرش پر سنگ موسیٰ کی کچی کاری ہے یہ بندرستان شکر
 میں اگرہ کی موتی مسجد اور دہلی کی موتی مسجد سے کم ہے آثار الصنادید منظر ہے کہ اس مسجد کو
 شاہ عالم بہادر شاہ نے سنہ ۱۱۰۰ھ میں بنوایا تھا۔
 عہدِ ایلخانی میں اسی نام کی پہاڑی پر بہت سے مندر میں بکیرہ مندر
 سب سے بڑا اور پرانا سیاہ پتھر کا بنا ہوا ہے یہ عمارت بہت پرانی اور عمدہ ہے اسی وجہ سے یہ
 قصبہ اور یہ پہاڑی اس کے نام سے مشہور ہیں ہند بک اف مرے سے منکشف ہے کہ
 بہت عرصہ ہو جب اس مندر کو ایک گوالے راجہ نے تعمیر کرایا تھا۔

اب اسکو گولکنڈیہ
 اور گولکنڈیہ اور گولکنڈیہ
 تاج محل کے مندر کا نام لگنا
 ہے۔

مہا دیو اتر بخی کہیر اتر بخی کہیر ہندون کی پرانی ریاست گاہ ہے وہاں ایک ٹیلہ پر یہ مندر
 بہت پرانا بنا ہوا ہے یہاں کوئی اور مندر اسکی برابر نہیں ہے ارکی اولاجیل کے سرواڈیا
 رپورٹ سے منکشف ہے کہ اسکے اندر چو پانچ لنگ میں اونین سب سے بڑا چھ فٹ بلند ہے
 اور بڑی مورت چار ہاتھ والی دیوی کی ہے اس مندر میں مہا دیو کی پوجا ہوتی ہے۔
 مہا دیو پر مندرل سیا لکوٹ سے پندرہ کوس جمون کے پہاڑ میں جو ایک مقام پر مندرل نام
 وہاں یہ سوال بہت پرانا ہوا ہے مہا کہہ کے مہینے میں یہاں بڑی پوجا ہوتی ہے۔
 آرائش محفل سے ظاہر ہے کہ یہ سوال بہت پرانا ہے۔

مہا دیو کا پولی احاطہ مہی میں نیول سے ۳۳ میل کا پولی گانومین یہ خوبصورت پاگوڈا
 سح ایک تال کے بہت عمدہ بنا ہوا ہے ہند بک اف مرے میں لکھا ہے کہ بالاجی
 جانوہن مرہ نے جنگونا فر نوپس کہتے ہیں بنوایا تھا۔

مہا دیو مولی مول علاقہ گجرات میں یہ سوال بہت پرانا اور بہت پرانا ہے یہاں برسات
 پہلے سیلا ہوتا ہے آرائش محفل میں لکھا ہے کہ اوس روز ایک جانور کبوتر کی صورت
 جکا رنگ سیاہ اور سفید ہوتا ہے اس مندر پر اگر بولتا ہے اور تھوڑی دیر کے بعد
 مرجاتا ہے اگر اوس میں سیاہی زیادہ ہوتی ہے تو پوجاری کہتے ہیں کہ سال آئندہ میں

بارش چھی ہونگی اور اگر سفیدی زیادہ ہوتی ہے تو اسکے برعکس بیان کرتے ہیں عجب نہیں
 کہ یہ میلادہلی کے پون پرچھا کے پہلے کی مانند ہونا ہو کیونکہ یہاں ہی برہمن جنڈیوں کے
 ذریعہ سے ہونا کا رخ دیکھ کر فصل کے آثار نیکی و بدی پر محمول کیا کرتے ہیں مگر جانور کا
 روز سقرہ کو آنا اور بولی بول کر مزاجا قیاس میں نہیں آتا۔

جہاد یووانی شہر وانی احاطہ می میں دریا کے کنارہ یہ شوالہ بہت خوشنامنا
 اور خوبصورتی و مضبوطی میں مندر گنتی سے زیادہ ہے ہنڈبک آف مرے
 سے منکشف ہے کہ اس مندر کو بالا صاحب رستیا مرٹھ نے مندر گنتی کے ساتھ
 تعمیر کرایا تھا اسکو بنے ہوئے نوے برس سے زیادہ عرصہ ہوا۔

مہتری محل بیجا پور میں جامع مسجد کے قریب یہ محل کندہ کار و سنگین عمارت ہے
 میر ہنڈبک آف انڈیا میں لکھا ہے کہ کئی سو برس کا پرانا ہے، اس میں بہت خوبصورت
 محرابیں اور کونوں پر چھوٹے چھوٹے منار ہیں۔

میار زرین شاہ جہان آباد سے جنوب کی طرف کوٹہ فیروز شاہ میں یہ لاٹھ جکا وزن ۷۵
 من سے بہت زیادہ ہے ایک عمارت میں نصب ہے، تخمناً اکیس سو برس سے زیادہ ہو جب
 راجہ اشوکا نے بنوائی تھی اسکی بلندی ۲۲ فٹ ۷ انچ ہے اور سے ۳۵ فٹ بالکل صاف ہے

آثار الصنادید اور ہنڈبک آف کوپرا، اریکی اولاجیکل سروانڈیا رپورٹ سے
 ثابت ہے کہ ابتدا میں یہ لاٹھہ دہلی سے نوے کوس نوہرا میں پہاڑ کی نیچے استادہ تھی اور لوگ
 اسکو راجہ بہم کی گویں ہانکنے کی لاشی کہتے تھے فیروز شاہ تغلق نے اپنے زمانہ سلطنت میں

میں اسکو قلعہ فیروز آباد میں قائم کیا اور اسکے سر پر ایک برجی سنگ مرہ سفید کی سنگ موسیٰ سے
 پچی کار بنوا کر اوپر سنہری کلس لگوایا اور سوقت سے اسکا نام میاں زرین مشور ہو گیا السلام میں
 جب ولیم پنج صاحب دہلی میں آئے تو یہ برجی موجود تھی اور اب لاٹھہ کا اوپر سے ایک کونا

نارو ہے، اس پر سوائے کتبہ راجہ اشوکا کے اور یہی کئی کتبے کندہ ہیں۔

مینارِ علائی دہلی سے ایمل قطب صاحب کی مینار کے سامنے سلطان علاؤ الدین خلجی نے
 مسجد قوت الاسلام کا یہ دوسرا مینار تعمیر کرانا شروع کیا مگر اسکے وفات کے بسبب نامام
 رہ گیا اگر کتب تواریخ سے ثابت ہے کہ اگر یہ مینار تیار ہو جاتا تو اسکی بندی مینا قطب سے دو
 ہوتی چنانچہ اسکا قطر ہی اوس مینار کے قطر سے دو چند ہے اسکی پوشش کا تمام تہہ اوکھرنے
 سے صرف ایک کنڈرہ ۸ فٹ بند اور ۸ فٹ قطر کا رہ گیا ہے + اسکی تعمیر موجب بیان اسکی
 اولاجیل سے کروا مینار پورٹ اور امار الصنادید وغیرہ کے علاوہ مینا میں شروع ہوئی تھی
 مینار قطب یہ عالیشان مینار حبلی بندی و ایرکٹر جنرل کننگھم صاحب نے دو سو اٹھ فٹ
 ایک پنجم لکھی ہے دہلی سے ایمل مسجد قوت الاسلام کے صحن میں مینار علائی سے ۲۵ فٹ
 جانب جنوب واقع ہے باہر کے رخ ستر پانسنگ رخ سے بنا ہوا ہے اسکے اندر اور ترک
 ۳۷۴ سیریاں چکر و لہاؤں باہر پانچ کنڈرہ کاربنے ہوئے ہیں پہلے کنڈرہ کی بندی سطح زمین
 سے ۹۶ فٹ اونچے اور دوسرے کی چاس فٹ سارے اٹھ اونچے اور تیسرے کی چالیس فٹ
 سارے نو اونچے اور چوتھے کی چھین سنگ مرمر لگا ہوا ہے پچیس فٹ چار اونچے اور سب سے اوپر کے
 کنڈرہ کی چسپری بھی لگا ہے بائیس فٹ چار اونچے ہے نیچے کا قطر ۴ فٹ ۳ اونچے اور اوپر کا
 ہے اسکے کنڈرون کی پھین جو نہایت خوبصورت بنی ہوئی ہیں اور نہایت کاری میں قران کی پھین
 کنڈرہ میں اور ہر ایک جگہ مسلمانوں کے قحط ہے اور کتبے نسخ اور خط کوفی میں کندے ہوئے ہیں
 امار الصنادید سے ثابت ہے کہ پہلا کنڈرہ ۱۷۳۱ء میں بنوایا تھا اور باقی
 اور کنڈرہ سلطان شمس الدین اگمش نے ۱۷۳۱ء میں تعمیر کرا ہے تھے اسکے سات کنڈرے تو اسکی
 بندی میں سو فٹ تھی ۱۷۳۱ء میں فیروز شاہ تغلق نے اور ۱۷۳۱ء میں سلطان بہلول نے
 اسکی مرمت کروائی اور جب ۱۷۳۱ء میں شکستہ ہو گیا تو ستمہ صاحب انجیر نے گورنٹ کے حکم
 سے ستر ہزار روپہ صرف کر کے مرمت کروائی ۱۷۳۱ء میں بجلی کے صدمہ سے یہ مینار شق
 ہو گیا تھا سرکار نے پھر مرمت کروائی اور آہنی برقی لگایا تاکہ آئندہ بجلی کے صدمہ سے محفوظ رہے

دروازہ اسکا چین آہنی کوڑھے شمال دیہ بنا ہوا ہے جب پورا لون کا میل ہوتا ہے تو یہاں ہی
سیر دیکھنے کو خلق لکھتی ہے اور لوگ ایکے اوپر چڑھتے ہیں اوپر والون کو نیچے کے آدمی
بوتھی گھوڑے بہت چوڑے چوڑے ہاتھوں کی موافق دکھائی دیتے ہیں اور نیچے کے آدمیوں کو
اوپر کے آدمی ایسے معلوم ہوتے ہیں کہ گویا آسمان سے باتیں کرتے ہیں پہلے جو اسکے اوپر
سنگین برجی بنی ہوئی تھی وہ اب نیچے رکھی ہے

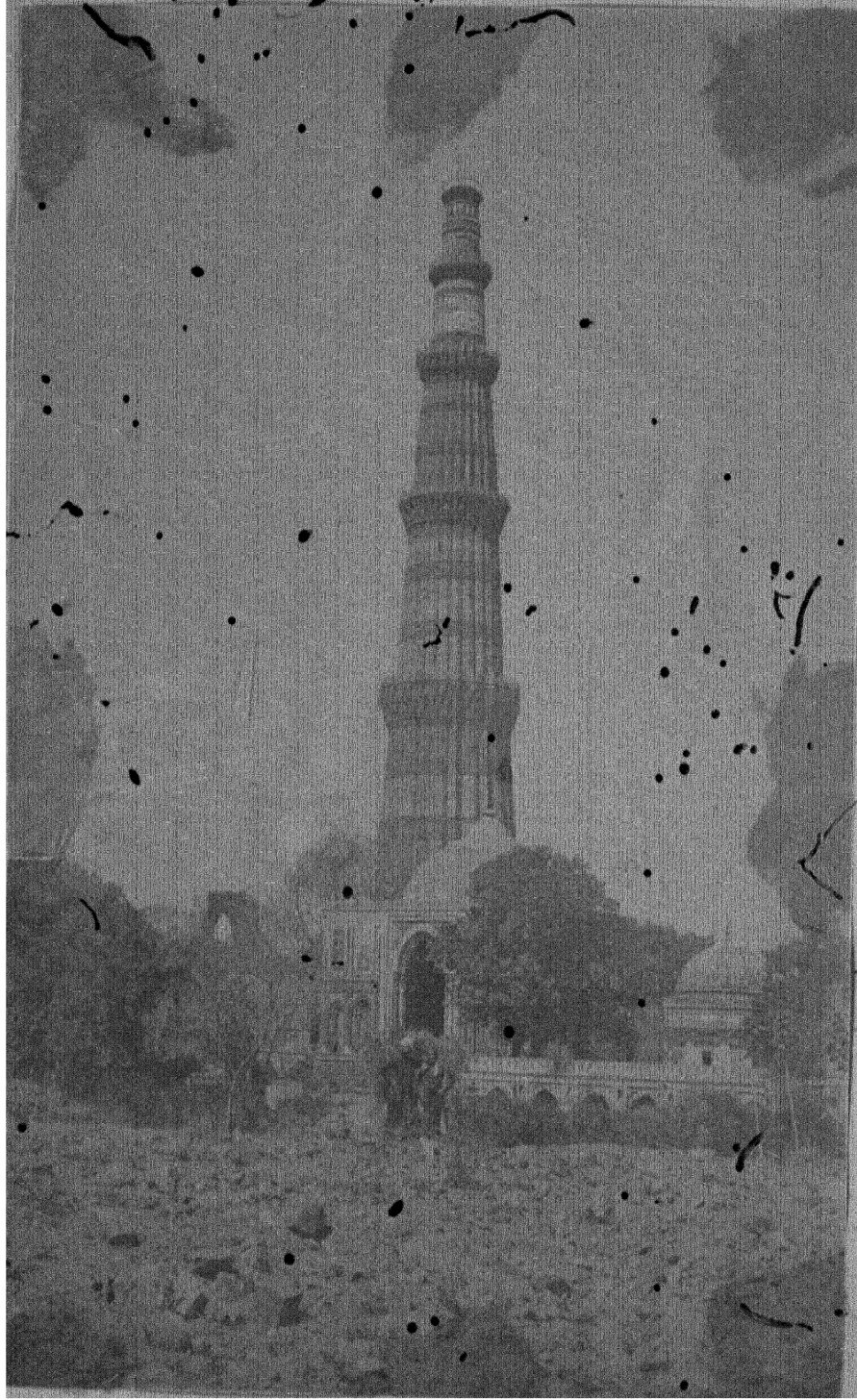
مینار مانڈو مادہ میں قلعہ مانڈو کے اندر سنگین مینار بہت خوبصورت ہشت پہلو بنا ہوا ہے
اسکی تعمیر کا حال آرائش محفل میں کچھ نہیں لکھا ہے

باب النون

نراپل مٹی احاطہ میں یہ سنگین پل عجوبی کے قریب نہایت عمدہ بنا ہوا ہے ہند بک آف
میں لکھا ہے کہ بہت پرانا ہے مگر اب تک اس میں کچھ نقص نہیں آیا ہے

نقرہ حیدر سنگ مرمر کی عمدہ اور نازک عمارت ہر پنج کے نوابوں کا دفن مٹی احاطہ
میں شہر ہرنج سے جانب خوب واقع ہے اسکے گرد جالیان اور اوپر برج بنا ہوا ہے برج کے
اوپر چاندی کے پترے بڑے بڑے ہوئے ہیں اسکی نقاشی اور بنت کا کام بہت عمدہ ہے اس میں
قبروں پر چہرہ کھٹ اور مغل کے شایانے لگے ہوئے ہیں اسکا نام ہند بک آف حیدر
میں چاندی مسجد لکھا ہے اسکی نزاکت اور خوبصورتی تعریف کے قابل ہے

نگمبودزیر فیصل شاہ جہان آباد درپائے جمن کے کنارہ یہ گھاٹ نگبوزد کے نام سے مشہور ہیں
یہ سنگین مکان مع برج اور تیرہوں کے دور تک بنے ہوئے ہیں انما الرصنا وید میں لکھا ہے
کہ اہل ہنود کا یہ عقیدہ ہے کہ شروع دو اپر جگ میں جسکو کسی ہزار برس گزرے برہما کو ہولے ہوئے
وید پر مشیر نے یاد کرواے تھے اس وجہ سے ہندوں کے نزدیک یہ جگہ نہایت پڑاتی
پرستگاہ ہے اور یہ گھاٹ دترہ سو برس سے زیادہ کے نہیں ہیں فجر کے وقت صد ہا غول
مرد اور عورتوں کے یہاں اگر نہاتے ہیں اور پوجا پاٹ کرتے ہیں



منار قطب

نوری ساگر قلعہ گوالیار میں جانب جنوب مشرق کبوتر خانہ کے قریب یہ پیرانا تلاب ساٹھ فٹ سے ۲۹ فٹ مربع اور ۲۰ فٹ عمیق ہے رپورٹ آرکیالوجیکل سروے انڈیا میں لکھا ہے کہ ششلاہ میں اسکی مرست ہوئی تھی۔

نوگڑ پیر احمد آباد کے باہر جانب جنوب جو قبرستان ہے اس میں یہ نوگڑ پیرلی نوگڑوں کی ہم شکل برابر نوگڑ پیر کہلاتی ہیں جیسی کہ وہلی کے قریب قطب صاحب میں چالیس قبریں برابر برابر چھل تن اور چھل تن کے نام سے مشہور ہیں ان میں ہر ایک قبر کا طول ۱۰ فٹ ۲ انچ ہے۔

نوگڑ پیر اولی بڑوہ میں جو بہت بڑی بڑی بادلیاں ہیں اون سب میں یہ بادلی زیادہ عمدہ اور مشہور اسکے اوپر اور اندر بہت خوبصورت مکان اور میزبوں پرگنی دور سے دالان بندی کی بادلی کے بنے ہوئے ہیں اسکی قطع اپنی عمدہ ہے کہ اسکی تعریف نہیں ہو سکتی ہند پک اف مرے میں اسکے کتبے کی رقم بننے لکھا ہے کہ بادلی جعفر خان صوبہ گجرات نے یکم ماہ رجب ۱۱۷۱ ہجری کو نو لاکھ روپیہ صرف کر کے تعمیر کرائی تھی۔

نہر علمبرداران خان یہ نہر تھیں ایک سو میں مل بسی ہے اور دریا بے جن سے نکل کر بڑیا اور کرنا سوتی ہوئی شاہجہان آباد کے اندر آ کر پھر دریا بے جن میں لگتی ہے اسکو شاہجہان بادشاہ کے عہد میں نواب علمبرداران خان نے ششلاہ اور ششلاہ کے درمیان بنوایا تھا اسکی گہرائی کہیں کم اور کہیں زیادہ ہے اگر جگہ بہار کاٹا ہے اسکے اوپر سوائے پلون کے دونوں طرف سینکڑوں پختہ گھاٹ ماہر چوٹے چوٹے مندر بنے ہوئے ہیں فجر سے شام تک گھاٹوں پر خفت نہاتی رہتی ہے صد باغات اس نہر کے سبب سرسبز ہیں جب نواب سعادت خان برمان ملک نے شاہجہان آباد میں اس نہر کو پختہ بنوایا تو سعادت خان کی نہر مشہور ہو گئی مدت سے یہ نہر بند پڑی تھی ششلاہ میں گورنمنٹ نے اسکو صاف کرایا جب پانی آیا تو خلائق نے از سر نو خوشی منائی اور بہو نرائی راوی ہے کہ اسوقت اس میں نہر نے سنوں پھول اور شہائی چڑھائی تھی ایک زمانہ اس نہر سے فیضیاب ہے اور نہر شہابی ہی اسکا نام ہے۔

نیلا برج شاہجہان آباد سے جنوب اچھے مقبرہ ہمایون کے قریب یہ چونگچ کی نختہ عمارت فہم گاہرہ ہے اسکا برج بہت خوبصورت نیلی رنگ کی لپٹی کا بنا ہوا ہے اس وجہ سے نیلا برج مشہور ہو گیا ہے آثارالصنادید دیشورہ سے ظاہر ہے کہ سٹلام میں یہ مقبرہ نواب خانخانان نے بنوایا تھا۔ نیلی چتر برج شاہجہان آباد سے جنوب کی طرف پڑانے قلعہ کے قریب یہ چونگچ کی عمارت جس پر چینی کا کام ہے نواب نوبت خان کا مقبرہ ہے اسکی وضع پھانوں کی عمارتوں کی مانند دل پسند ہے آثارالصنادید اور ہارکوٹ ہند بکٹ غیرہ سے واضح ہے کہ سٹلام میں نواب نوبت خان نے اپنی حیات میں یہ مقبرہ بنوایا تھا بعد وفات اس میں دفن کیا گیا۔

نیلی چتر برج گمبود کلکتہ دروازہ شاہجہان آباد کے باہر سلیم گٹھ کے قریب اس مختصر عمارت چتر برج کا کام ہے اس میں مور اور بیل وغیرہ جانوروں کی تصویریں اولیٰ سیدی لگی ہوئی ہیں اس سے صاف ظاہر ہے کہ چینی کی اینٹیں کسی ہندوئی عمارت کی اوکھا کر اسپر لگائی ہیں چنانچہ آرکی اولاجیکل سروے انڈیا رپورٹ اور آثارالصنادید وغیرہ سے ثابت ہے کہ نگسود گھاٹ پر بہت مدت ہوئی جب راجہ جوڈشٹر نے ہو جن کیا تھا ہندوں نے ایک عمارت اسکی یادگار کے طور پر بنوائی تھی سٹلام میں ہمایون بادشاہ نے اسکو توڑ کر دریا کی سیر دیکھنے کے واسطے یہ چتر برج تعمیر کرائی اس عمارت کی چینی کی اینٹیں اسکی پوشش میں لگائیں باوجود بدترتھامی تصویروں اور بیل کے بوٹوں کے یہ اینٹیں نئی معلوم ہوتی ہیں اسکے اندر ہمایون کے کتبے کندہ ہیں اب سندوں نے کوشاوالیہ

باب الواو

واپیا کا کھو با گیا سے ۱۶ میل جانب شمال ناگر جونی پہاڑ میں بودھوں کے زمانہ کا بنا ہوا یہ ایک فٹ ہے اس میں دو درجے میں پہلا درجہ ۶ فٹ لمبا اور ساڑھے پانچ فٹ چوڑا ہے اور دوسرا ۱۶ فٹ ۹ انچ لمبا اور ۱۳ فٹ چوڑا ہے لنگے سچ میں دو فٹ دس انچ چوڑا دروازہ ہے اسکی چھت لدا کی مانند فرش سے ۱۰ فٹ ۱۶ انچ بلند ہے رپورٹ آرکی اولاجیکل سروے انڈیا میں لکھا ہے کہ یہ غارتھیاً اکیس سو برس سے زیادہ کا بنا ہوا ہے اس میں راجہ شوکا کا کتبہ موجود ہے

واجراگدہ یہ چھوٹا سا قلعہ سیاحاٹھ میں پورندہ کے شمال مشرق کو بہت مضبوط بنا ہوا ہے نہایت
اف مڑے میں لکھا ہے کہ مرہون کا بنوایا ہوا ہے۔

واداوا بولی یہ بولی شہر کا مے میں کمی میل کے فاصلہ پر بہت خوبصورت ٹی ہوئی ہے
ہنڈک اف مڑے سے غامر ہر ہر کے راجہ واڈلوا ^{نہایت} ^{میں} ^{بنوئی} ^{تھی} +
واششہ منی یہ مندر آبو کے پہاڑ پر ایک باغ میں مختصر بنا ہوا ہے اس میں دو پرتین ایک سنگ
کی اور ایک پتل کی رکھی ہیں یہ عمارت کچھ بہت پرانی نہیں ہے۔

والو کیشوار مالابار پہاڑ کے غرب رخ شہر منی کے قریب یہ عالیشان مندر اور منجگہ بنا ہوا ہے
کہ جہاں لٹکا کو جاتے ہوئے چھن شب باش ہوتا ہنڈک اف مڑے کا بیان ہے کہ کٹر
ہندو اس طرف کے جانے والے اسی وجہ سے یہاں قیام کر کے آگے جاتے ہیں کڈوانا
تیرتہ ہی اسی جگہ ہے اس کا ذکر علیحدہ کیا گیا ہے

وتھوبا پندر پورا احاطہ میں یہ مندر جس کا شالابارہ فٹ مربع ہے وٹھوبا یعنی کرشن منی
پوجا کا اس جگہ واقع ہے کہ جہاں پہلے ایک مندر تھا اس میں تاریکی اور گرمی حد سے زیادہ ہے
ایک سیاہ پتھر کی مورت جس کا قد چار فٹ ہے مندر میں کھڑی ہے ہنڈک اف مڑے
سے واضح ہے کہ یہاں ہر سال ایک بڑی پوجا ہوتی ہے اور نین پچاس ہزار آدمی سے زیادہ
ہجوم اور مورتے میں مورت کے پیچھے ایک پوجاری چڑاؤ کے کی حفاظت کے واسطے کھڑا ہوتا ہے
وجیساگر ہوبا علاقہ بونڈیکٹ میں یہ تالاب ۴ میل دور ہے رپورٹ ارکی اولاجیکل سرو
انڈیا راجہ وجے پال نے بنوایا ہوا لکھا ہے ششہ ام اور ششہ ام کے دریاں اسے بنوایا تھا۔

ودہاتی کا کہو ما احاطہ بنگال میں گیا سے ۱۶ میل ناگر جونی پہاڑ پر واپیا کہو بے کے قریب
یہ ۱۶ فٹ ۴ انچ لمبا اور ۴ فٹ ۳ انچ چڑا ہے انکی چیت فرش سے ۶ فٹ ڈیڑ انچ
لمبہ ہے دروازہ اسکا جسمین پہلے کوڑتے شمارو یہ سے اوسپر پالی زبان میں راجہ اشوکا
عرف پیدا سہی کا کتبہ موجود ہے اس کے حوالہ سے جنرل کننگھم صاحب نے اس غار کو

اکیس سو برس کا پُرانا کہا ہے

ورائزین کنڈی سے پانچ میل قبیلہ لنگرک اعاطہ بی من یہ مندر ورائزین و شیون کے اوتار کا
کنڈہ کا رہنا ہوا جو فٹ مذکور سے اور دروازہ ۲۱ فٹ بلند ہے یہ عمارت بہت پرانی ہے
منڈبک آف ٹھہرے سے علائقہ ہے کہ اس مندر کے درشن کو ہندو بہت دور دور
آتے ہیں۔ مندر ترک تیشوار قلعہ کے اندر واقع ہے

ورایا بریلی اور تھہرا کے درمیان قبیلہ سروکن میں یہ مندر شمال مغرب کی طرف واقع ہے ہنود کا
اعتقاد ہے کہ یہاں شیون نے ایک دیو کو مارتا تھا اس مندر کے اندر لکشمی کی مورت رکھی ہے
رپورٹ آرکی اولاجیکل سروانڈیا سے واضح ہے کہ تاریخ ماگہہ کو سال یہاں بریلہ تھا
وسوا مستر گیا سے سولہ میل برابر پہاڑ پر جو پیاداسی کے بنوائے ہوئے غار
ہیں اور یمن یہ غار سوا کی جھونپڑے کے نام سے مشہور ہے یمن پہلا درجہ جلا و مصفا
اور دوسرا گول ہے مگر تمام رکھیا ہے پہلے درجہ کا طول ۴۴ فٹ اور عرض ۱۰ فٹ
۴ انچہ ہے اور دوسرے کا قطر ۱۱ فٹ ہے یمن ایک کتبہ پالی حروف کا موجود ہے
اوس سے ثابت ہے کہ یہ غار راجہ پیاداسی نے سٹہ جلوسی میں بنوایا تھا اسکو
دو ہزار برس سے زیادہ عرصہ ہوا ہے

وسوانا کھتہ کچھرا ہو علاقہ مالوہ میں یہ سنگین مندر سب ساگر تالاب میں واقع ہے
یہ مندر کنڈریا مہادیو کے مندر کی مانند بنا ہوا ساڑھے ستاسی فٹ بلند ہے رپورٹ
آرکی اولاجیکل سروانڈیا سے واضح ہے کہ اسکے اندر چہ سو دو مورتیں قد میں
دو فٹ سے ڈھائی فٹ تک ہیں یہ مندر ۱۹۹۷ء میں تعمیر ہوا ہے

وکرماستدر راجہ وکرما دیتا جو گوالیار کی سند حکومت پر صرف دو برس ٹھہراتا
یہ اوسکا محل گوالیار میں کرن مندر اور مان مندر کے درمیان واقع ہے اسکی دیواروں
کا آثار ساڑھے چار فٹ ہے اور بیچ کا مکان ۳۶ فٹ مربع ہے اسکی چہت

لداو کی صورت اندر سے گنڈنا اور باہر سے بغیر سرج کے چوہل مکان کی مانند بنی ہوئی ہے
 اس میں اتنی خوبصورت ستون لگے ہوئے ہیں کہ اون کی تعریف نہیں ہوتی رپورٹ ار کی اولیٰ کل
 سروے انڈیا سے ظاہر ہے کہ اس محل کو راجہ وکراما نے ۱۷۱۷ء میں تعمیر کرایا تھا۔
 ویشنوی مگر شہر جا کر واقع احاطہ یہی میں یہ پرانا مندر سنگین بنی ہوا ہے اسکے اندر
 بارہ فٹ کی صورت ہے مندر یک اف فرے نقل ہے کہ سال میں ایک دفعہ یہاں تہہ جا
 کا سیلا ہوتا ہے صورت کو تہہ میں چڑھا کر تمام شہر میں پھراتے ہیں ۔

ویشنوی د گیا احاطہ نکال میں سورج کڈ کے قریب یہ عالیشان مندر واقع ہے اسکے
 پوجاریوں کا بیان ہے کہ اس مندر کے نیچے ایک یوستا ہے رپورٹ ار کی اولیٰ کل
 سروے انڈیا اور بالہور سیکلومیٹیا میں لکھا ہے کہ یہ مندر گیارہ برس پرانا ہے ۔

باب الہیاء

ہرن مینار زینکی ضلع گوجرانوالہ میں یہ مینار تالاب کے متصل واقع ہے اس عمارت کو
 جہانگیر بادشاہ نے سبھانچوہی میں جہانگیر آباد کے متصل اس غرض سے بنوایا تھا کہ وہ یہاں
 ٹھہر کر ہرن کا شکار کر لیتا تھا اور بڑے بڑے جانوروں کی کشتی دیکھا کرتا تھا یہ غوطی مینار چوڑی
 سے ۹۴ فٹ بلند بنا ہوا ہے اسکے اندر ایک سو ایک سیر میاں چکر دار میں تاریخ گوجرانوالہ
 ثابت ہے کہ اس مینار کی دو منزلیں اور تہہ میں اوکو ایک زمیندار نے توڑ کر کنواں بنوایا ہے
 یہ مینار بہت پہل اور اوپر سے گول ہے اسکی تعمیر میں مع تالاب کے دیگر لاکھ روپے صرف ہوئے
 ہرن مینار اگرہ سے بارہ کوس فاصلے پر ہے تالاب کے کنارہ ایک محل میں یہ مینار بہت
 بنا ہوا ہے آرائش محفل سے نیکشف ہے کہ فجر کے وقت اکبر بادشاہ اس مینار پر بیٹھا
 کرتا تھا اور جب کسی شکار کو طبیعت چاہتی تھی تو میدان میں ہرن چھڑا کر نشانہ لگایا کرتا تھا گاہ گاہ
 شیر اور ہاتی کی لڑائی دیکھا کرتا تھا ۔

ہمت گدہ یہ قلعہ نزور اور گوالیار کے درمیان ایک پہاڑی پر سما رہا ہوا ہے رپورٹ

اس تالاب
 دور دوروں سے

اس مینار
 اور اس کے

آرکی اولاجیل سرو کے اندیا میں لکھا ہے کہ سکندر لودھی کے عہد تک بالکل درست
 تھا اسکا طویل ایک ہزار دو سو فٹ اور عرض ڈھائی فٹ ہے یہ قلعہ بہت پرانا
 ہندو وادیا پرانا بند شہر کا ہے میں ہندو وادیا محلہ کے اندر واقع ہے اور بہ نسبت پار
 کے بہت عمدہ بنا ہوا ہے سین پارس ہاتھ کی مورت اور مور تون سے بڑی بنی ہوئی ہے *
 سیر محل ایہ سنگ مرمر کی مختصر عمارت قلعہ شاہجہان آباد میں موتی مسجد کے شمال کو واقع ہے اور
 مانڈ بہت نازک ستونوں پر بنی ہے آثار الصنادید منظر ہے کہ یہ عمارت ۱۷۳۳ء میں بہادر شاہ
 ثانی نے باغ کے اندر بطور سیر گاہ بنوائی تھی *

خاتمہ

محمد مدد وائے کہ یہ کتاب ایسی بہ غرابت نگار دسویں کتبورشہ ۱۸۷۳ء کو بسعی و کوشش کترین عبدالحق
 ساکن دہلی انجام و انجام کو پہنچی ہیں خلاصہ بیان ہندوستان کی چھ سو سے زیادہ عمارتوں کا
 ردیف وار بموجب کتب تواریخ معتبرہ و مولفہ مورخان عالی مقام و حکام ذوی الاقسام مندرج ہے
 رپورٹ و کتب انگریزی و فارسی وارد و کے ہم ہونچانے اور لکھنے اور ترجمہ کرنے میں جقدر محنت و تہی
 عمل میں آئی اوسکیا بیان احاطہ تحریر سے زاید ہے جناب باری میں التجا اور یہ دعا کہ یہ نسخہ مقبول خاص عام ہو۔ آمین
 قطعہ تاریخ ترتیب کتاب طبعاً و جناب فطرحلام رسول صاحب ویران بخلص

چو این کتاب عجیب و غریب عبدالحق	بسعی و کوشش پیش از شمار کرد قسم
برائے نام وے و سال عیسوی سنکر	فتم بہ لوح غرابت نگار کرد قسم

واضح ہو کہ یہ کتاب تاریخ ۲۵ اپریل ۱۸۷۳ء محل الطابع دہلی میں باہتمام سید فخر الدین منطبع ہوئی
 ہے جو کہ مصنفہ لکھی ہوئے لاندہ جیت کر نکاح حاصل ہی اسلام علیہ السلام کا ہے کہ کوئی صاحب بی اجازت
 مولف کے چہا پنے کا قصد نہ کریں اور جس کتاب پر مولف کے دستخط نہوں وہ مال مسروقہ ہے
 تمت باخیر

Handwritten signature

Handwritten note on the right margin.

